Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سفرنامہ حجاز

قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا

سفرنامۂ حجاز

موسوم بہ

الهادی الی سبیل الرشاد

۱۳۴۴ھ

۱۹۲۶ء

از
راجی شفاعت و غفران قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری
مصنف
رحمۃ للعالمین - والصلوٰۃ والسلام و قصص الحق وغیرہ

جسکو خلیفہ شیخ ہدایت اللہ ضلعدار پنشنر و منیجر دفتر
رحمۃ للعالمین پٹیالہ نے
کانشی رام پریس لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد عـ۸ـ/

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رحمۃ للعٰلمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری علاقہ پٹیالہ گورنمنٹ نے مدون و مرتب کی ہے۔ حصہ اول کا پہلا اڈیشن ۱۹۱۲ء دوسرا ۱۹۱۶ء میں تیار ہوا ۱۹۲۴ء میں تیسری دفعہ بعد اصلاح و صحت طبع ہوئی ہے۔ جس کے متعلق محدثین و مورخین صلحاء و عارفین و علماء معقول و منقول و سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ اس سے بہتر کتاب کسی زبان میں بھی سیرت نبوی صلعم پر شائع نہیں ہوئی۔ جب سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے واعظین اپنے مواعظ میں، اور علماء اپنے خطبوں میں، مولود خواں اپنی مجالس میں علماء مورخین اپنی تقریر و تحریر میں اس کے مضامین کا اقتباس کرتے رہتے ہیں معترضین کے شکوک کا ازالہ ہوتا ہے۔ متجددین کو راہ ہدایت ملتا ہے، مرویات احادیث کی تطبیق بائبل سے ہوتی ہے۔ اور بائبل کے بیسیوں مجمل مضامین کے اسرار نمایاں ہوتے ہیں۔ اہل محبت درد نے لکھ دیا ہے کہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب نہیں ہے وہ بے نصیب ہے۔ روایت ضعیف یا غیر صحیح ساری کتاب میں نہیں لکھی گئی تفسیر حدیث تاریخ اور ادب کے ہزاروں علمی نکات اس میں پائے جاتے ہیں غیر روایت کے لوگ اپنے غرضنات کے جواب اس میں پا سکتے ہیں۔ انبیاء گذشتہ کے صحیفوں سے نبی کریم صلعم کے جملہ واقعات زندگی کو ثابت کیا گیا ہے۔ ناممکن ہے کہ اس کتاب کو بخوبی پڑھ لینے کے بعد نبی کریم کی محبت و عظمت اور اسلام کی صداقت کا اثر دل میں پیدا نہ ہو یہ کتاب تمام ہندوستان کے اسلامی مدارس کے نصاب میں داخل ہو چکی ہے۔ الحمد للہ کہ اس سال یہ کتاب حیدرآباد دکن کی یونیورسٹی کے نصاب میں بھی داخل ہو چکی ہے۔

ملنے کا پتہ

خلیفہ شیخ ہدایت اللہ ضلعدار انشنر و مینیجر دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ عطر دروازہ

لاہور میں حسب ذیل پتہ سے کتابیں مل سکتی ہیں۔ شیخ امام بخش گھڑی ساز و مینیجر ایجیشن ایجنسی انارکلی۔ شیخ مبارک علی کتب فروش اندرون لاہوری دروازہ شیخ غلام علی کتب فروش کشمیری بازار۔ حافظ قمر الدین کتب فروش اندرون موچی دروازہ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست مضامین رسالہ سبیل الرشاد بہ سفرنامہ حجاز

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
(۱)	دیباچہ اور سات نصیحتیں	۱تا۲
۲	۱۳۱۱ھ کی دعا کا اثر اجابت ۱۳۳۲ھ میں	۳
۳	شیخ خورشید علی صاحب جے پوری کے خاندان کا ذکر۔ (حاشیہ)	۳
۴	چند رفقاء کے نام	۴
۵	وہ رفقاء سفر جن کا داغ مفارقت اٹھانا پڑا	۴و۵
۶	روانگی	۵
۷	دہلی میں دوکان حاجی علی جان مرحوم پر زاید روپیہ کا جمع کرانا	۶
۸	حاجی صاحب مرحوم کے خاندان اور افراد خاندان کا مختصر ذکر۔ انکی امانت و دیانت اور اعانت حجاج کا تذکرہ	۶
۹	بمبئی۔ چیچک کا ٹیکہ لگوانا ضروری ہے	۷
۱۰	مستورات کے ٹیکہ کے متعلق ایک امر قابل اصلاح	-
۱۱	جہاز ران کمپنیوں کا ذکر جو حجاج کو لے جاتی ہیں	۸
۱۲	کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر	۸
۱۳	روانگی جہاز	
۱۴	برادر عزیز قاضی عبدالرحمٰن برخوردار قاضی عبدالعزیز بی۔ اے	۸
۱۵	جہاز کا بمبئی سے کراچی پہنچنا	۹
۱۶	کراچی میں جہاز کے زیادہ ٹھہرنے کے خلاف پروٹسٹ	۹
۱۷	شیخ نور نبی صاحب جالندھری، شیخ عطا محی الدین صاحب جالندھری خاں صاحب عبدالقادر خاں صاحب محافظ حجاج کراچی وغیرہ بزرگان کا ذکر	۹
۱۸	جدہ نامی جہاز کی رفتار	۱۰
۱۹	نیلی روشنائی اور آیت وَلَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا کی تفسیر کا ایک پہلو	۱۰
۲۰	عدن۔ محل وقوع۔ جنت آدم۔ پانی کی ریلوے	۱۰-۱۱
۲۱	کامران کے متصل جہاز کا ریگ نشین ہو جانا	۱۱و۱۲
۲۲	کامران۔ ڈس انفیکشن ہوشن۔ آب وہوا اشباہ خوردنی آیت یا معشر الجن والانس استطعتم کے ایک معنی	۱۲و۱۳
۲۳	۔ ۔ رستم خاں کی موت	۱۴
۲۴	احرام۔ حد مقررہ سے پہلے احرام باندھنے کی بحث۔ احرام کا اثر حجاج پر	۱۵و۱۶
۲۵	لباس احرام پر سات دلائل ورلوازمات احرام	۱۶تا۲۰
۲۶	عرب کا ذکر	۲۱تا۲۵
۲۷	عرب کی ۱۲ حکمران اقوام	۲۱تا۲۲
۲۸	عرب کی تقسیم طبعی ۶ حصص میں	
۲۹	حجاز کا طول و عرض و آبادی	۲۲و۲۳
۳۰	یمن... طول عرض پہاڑ دریا وغیرہ	۲۳و۲۴
۳۱	عمان۔ اور اسکی جغرافیائی حالت	۲۴
۳۲	البحرین اور اسکی جغرافیائی حالت	۲۴
۳۳	نجد۔ اُسکی حدود وارتفاع اور پہاڑ وغیرہ	۲۵
۳۴	حائل۔ جغرافیائی حالت اور پیداوار	۲۵
۳۵	عارض۔ جغرافیائی حالت	۲۶
۳۶	الحسا۔ آبادی و صنعت وغیرہ	۲۶

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳۷	تذکرۂ قبائل اور شمار	۲۶ تا ۲۸
۳۸	قبائل یمن اور شمار	۲۹ تا ۳۰
۳۹	قبائل عسیر	۳۰
۴۰	قبائل حضرموت	۳۰ و ۳۱
۴۱	قبائل عمان	۳۱
۴۲	قبائل الحساء	۳۱
۴۳	قبائل نجد	۳۲
۴۴	مندرجہ بالا فرد کا نامکمل ہونا اور مسلمانوں کا فرض	۳۳
۴۵	عرب میں باوجود جہالت توحید موجود ہے	۳۴
۴۶	حکیم سعید حسن صاحب منفش الحجاج	۳۵
۴۷	خان بہادر مہتر وزیر غلام دستگیر صاحب آف چترال	۳۶
۴۸	مرزا محمد اکبر خاں	۳۶
۴۹	سیٹھ احمد ابراہیم آف رنگون	۳۶
۵۰	خلیفہ صاحب رنگون	۳۶
۵۱	کپتان سلامت اللہ صاحب ڈاکٹر	۳۶
۵۲	مولوی عبدالعزیز صاحب رحمانی	۳۷
۵۳	جدہ	۳۷ تا ۳۸
۵۴	بندرگاہ جدہ حضرت عثمان نے قائم کیا	۳۸
۵۵	جدہ کے معنے اور تلفظ	۳۹
۵۶	شہر جدہ کا عرض طول آبادی وغیرہ	۳۹
۵۷	ام البشر حواؑ کی قبر	۴۰
۵۸	انسانی قد۔ مصر کی ممی لاشیں	
۵۹	اس نواح میں حضرت حواؑ کے نام کا مندر تھا	۴۱
۶۰	ابن جبیر کے سفرنامہ کا اقتباس	۴۲
۶۱	ناصر خسرو علوی بلخی کے سفرنامہ کا حوالہ	۴۳
۶۲	ابن بطوطہ کے سفرنامہ کا حوالہ	۴۳

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۶۳	جدہ کا ذکر جو جارہ اور مکہ کی درمیانی منزل ہے	۴۳
۶۴	جدہ اور مکہ معظمہ کے درمیانی قہوہ خانے	۴۳
۶۵	شہر مکہ معظمہ۔ حدود اربعہ۔ اسم مکہ و بکہ کی بحث۔ فضائل شہر	۴۴
	بازار اور مال تجارت وغیرہ	۴۴ تا ۴۸
۶۶	حریم حرم	۴۹
۶۷	حرم کی بیرونی حالت	۴۹
۶۸	حرم کے ۲۲ دروازوں کا ذکر	۴۹ و ۵۱
۶۹	حرم کے مینارے	۵۱
۷۰	حرم کی بیرونی پیمائش	۵۱
۷۱	حرم کی سرسری حالت	۵۲
۷۲	عمارات حرم اور تاریخی ترقیات	۵۲ و ۵۳
۷۳	سنگریزہائے فرش کعبہ کی تاریخ	۵۳
۷۴	چار مصلے	۵۴
۷۵	سید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ حاشیہ	۵۴
۷۶	حنفی مصلے یا دارالندوہ۔ اور اُس کی تاریخ	۵۵
۷۷	ممبر۔ اُس کی تاریخ	۵۶
۷۸	محراب باب النبی	۵۷
۷۹	مقام ابراہیمؑ۔ اُس کی حالت اور تاریخ	۵۷ تا ۵۹
۸۰	بیئر زمزم۔ حالت اور تاریخ	۵۹ تا ۶۲
۸۱	مطاف۔ اور اُس کی پیمائش	۶۲ و ۶۳
۸۲	طواف کا نظارہ	۶۳
۸۳	حجر اسود کی صورت شکل پیمائش	۶۴
۸۴	طواف کے شمار کا طریقہ	۶۵
۸۵	حجر اسود کی حرمت اور بوسہ کی حقیقت	۶۵
۸۶	سات چکر اور ۷ کے عدد کی بحث	۶۶
۸۷	ملتزم	۶۶

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۸۸	مرغجن	۶۷
۸۹	میزاب رحمت	۶۷
۹۰	حطیم	۶۸
۹۱	کسوت کعبہ۔ اور تاریخی حالات متعلق کسوت	۶۹
۹۲	کسوت کعبہ کی تحریر	۷۰و۷۱
۹۳	کسوت کعبہ کی قیمت	۷۲
۹۴	قدامت کعبہ۔ دنیا میں سب سے پہلا معبد	۷۳
۹۵	حرمت کعبہ کو ہر زمانہ میں ہر ایک قوم نے تسلیم کیا	۷۳
۹۶	کعبہ کے دشمنان حسادہ آور حسان یمنی	۷۴
۹۷	ابرہۃ الاشرم حبشی	۷۶
۹۸	واقعہ فیل اور وادی محسر	۷۶ تا ۷۸
۹۹	عمارت کعبہ	۷۹
۱۰۰	بنیان کعبہ۔ بیت ایل	۸۰
۱۰۱	عمارت قریش اور حدیث نبوی	۸۰
۱۰۲	عمارت ابن زبیر	۸۱
۱۰۳	موجودہ عمارت کی صورت	۸۱
۱۰۴	بیت اللہ کی پیمائش	۸۲
۱۰۵	ہیکل سلیمانی کی پیمائش	۸۳
۱۰۶	شاذروان	۸۳
۱۰۷	سقف کعبہ	۸۳و۸۴
۱۰۸	باب کعبہ	۸۴
۱۰۹	اندرون حرم یا داخلی اور کتبات اندرون	۸۵تا۸۸
۱۱۰	ہز میجسٹی کا ہدیہ (حاشیہ)	۸۵
۱۱۱	غسل بیت اللہ	۸۹
۱۱۲	حرم اور بجلی کی روشنی	۹۰
۱۱۳	کتب خانہ جات حرم	۹۰
۱۱۴	زیارت اندرون شہر	۹۱تا۹۴
۱۱۵	مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۹۱
۱۱۶	مولد سیدہ زہرہ علیہا السلام اور کتبہ	۹۱
۱۱۷	دار الارقم اور اس کے کتبات	۹۲
۱۱۸	دار ابی بکر صدیق رضی	۹۳
۱۱۹	دار حمزہ رض	۹۴
۱۲۰	قبرستان بنو شیبہ	۹۴
۱۲۱	کوہ ابو قبیس	۹۴
۱۲۲	معجزہ شق القمر	۹۵
۱۲۳	انشقاق القمر کے وقت دنیا بھر کے مشہور مشہور ممالک میں وقت کا تعین	۹۵
۱۲۴	یوشع کے لئے آفتاب و ماہتاب کا ٹھہر جانا	۹۶
۱۲۵	انشقاق القمر اور قیام شمس کا اثر	۹۶
۱۲۶	کوہ حرا	۹۷
۱۲۷	غار حرا	۹۸و۹۹
۱۲۸	کوہ نور یا کوہ ثور	۱۰۰
۱۲۹	المعلی۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر	۱۰۱
۱۳۰	آمنہ خاتون کی قبر کی بحث	۱۰۱
۱۳۱	ملا علی القاری اور خواجہ فضیل عیاض کی قبور	۱۰۱
۱۳۲	[illegible] خلیفہ محمد ابراہیم اور اہلیہ منشی غلام محمد کی قبور	۱۰۲
۱۳۳	قبر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۱۰۲
۱۳۴	قبر سیدنا عبدالرحمن ابو بکر الصدیق	۱۰۳
۱۳۵	صدیق کے چار نسلوں کا صحابی ہونا	۱۰۳
۱۳۶	قبرستان شریف۔ چھوٹی سی چھوٹی درخت کھجور کے	۱۰۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۳۶	برکت الماجن	۱۰۴
۱۳۷	عقبۃ الجمرہ اور مقام عقبہ کی تین بیعتوں کا ذکر	۱۰۵و۱۰۶
۱۳۸	بائعین کے ناموں کی فہرست	۱۰۶تا۱۱۰
۱۳۹	نہر زبیدہ کی تاریخ اور منبع اور مرمت کے حالات	۱۱۱تا۱۱۳
	امرائے مکہ معظمہ	
۱۴۰	شہ ہجری سے لے کر آج تک کے امرائے مکہ کی تاریخ کا اختصار	۱۱۳تا۱۱۵
۱۴۱	ہز میجسٹی حسین کے خاندان اور ذات خاص کا ذکر	۱۱۵تا۱۱۶
۱۴۲	ہز میجسٹی سے ملاقات و دو ایک باتوں کا نہایت مختصر ذکر	۱۱۷و۱۱۸
۱۴۳	مانت دولت الہاشمیہ	۱۱۹
۱۴۴	مدرسہ صولتیہ	۱۱۹
۱۴۵	مدرسہ فخریہ	۱۲۰
۱۴۶	مدرسہ حربیہ	۱۲۱
۱۴۷	حکیم اعزاز الدین صاحب مرادآبادی کا ہندوستانی دوا خانہ	۱۲۱
۱۴۸	کبوتران حرم	۱۲۲و۱۲۵
۱۴۹	کشتی نوح کی کبوتری	۱۲۲
۱۵۰	غار ثور کے کبوتر	۱۲۲
۱۵۱	جنگلی کبوتروں کے نشیمن	۱۲۳
۱۵۲	اور کبوتر روح القدس	۱۲۳
۱۵۳	یوروپ کے کذاب ناول نویس	۱۲۳
۱۵۴	کبوتر اور وسائل خبر رسانی	۱۲۴
۱۵۵	کبوتروں سے خانہ داری کا سبق	۱۲۵
۱۵۶	الحج حج کن پر فرض ہے	۱۲۵تا۱۲۸
۱۵۷	وجوہات فرضیت حج	۱۲۶-۱۲۸
۱۵۸	کعبہ کا قبلہ بنایا جانا	۱۲۹تا۱۲۹
۱۵۹	کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کی تاریخ	۱۲۹
۱۶۰	موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ عبادت	۱۲۹
۱۶۱	ہیکل سلیمانی سات سال ۷ ماہ میں تیار ہوئی	۱۳۰
۱۶۲	ہیکل کی قبولیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مشروط وعدہ	۱۳۰
۱۶۳	رجعام بن سلیمان کے وقت ہیکل کا لوٹا جانا	۱۳۰
	یروشلم کو مردود کرنے کا اعلان	۱۳۰
۱۶۴	یروشلم گریا ہیکل سلیمانی کی ۵ دفعہ کی بربادی، تیرھویں عمارت کی بربادی کی پیشگوئی	۱۳۱و۱۳۲
۱۶۵	جب مسلمان بجانب بیت المقدس نماز پڑھتے تھے۔ تب بیت المقدس کی عمارت موجود نہ تھی	۱۳۲
۱۶۶	اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَتَّبِعُ الرَّسُولَ کی تفسیر	۱۳۳
۱۶۷	مکاشفات یوحنا میں کعبہ کے قبلہ بنائے جانے کی پیشگوئی	۱۳۴
۱۶۸	خصوصیات بیت المقدس و کعبہ	۱۳۵
۱۶۹	کرہ ارض پر مکہ کا محل وقوع	۱۳۶
۱۷۰	جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا کی تفسیر	۱۳۶
۱۷۱	انجیل ابلی	۱۳۷
۱۷۲	یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ کی تفسیر	۱۳۷
۱۷۳	تحویل قبلہ سے جانب دوری کا اعتراض نہیں ہو سکتا	۱۳۸
۱۷۴	مسجد نبوی اور بیت الحرام کی خصوصیات کا فرق	۱۳۸
۱۷۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرات	۱۳۹تا۱۴۱
۱۷۶	حدیبیہ۔ عمرۂ اول	۱۳۹

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱۷۷	نہر سے کنواں کا پانی اُچھلا	۱۴۰
۱۷۸	بُدیل کا آنا	۱۴۰
۱۷۹	مکرز کا آنا	۱۴۰
۱۸۰	حُلیس کی رائے	۱۴۱
۱۸۱	عُروہ کی رپورٹ	۱۴۳
۱۸۲	سفارت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۱۴۳
۱۸۳	بیعت الرضوان وبیعت عثمان	۱۴۴
۱۸۴	صلح نامہ	۱۴۵
۱۸۵	صلح نامہ میں سیاسیات کا سبق	۱۴۵
۱۸۶	عمرۂ دوم وسوم وچہارم	۱۴۶
۱۸۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حج کا بیان حاجی کو یہ بیان غور سے پڑھنا چاہئے	۱۴۷تا۱۵۲
۱۸۸	حج کے لئے حاجیوں کی مکہ سے روانگی	۱۵۳
۱۸۹	یوم الترویہ اور وجہ تسمیہ	۱۵۳
۱۹۰	منیٰ اور وجہ تسمیہ	۱۵۳
۱۹۱	نہر زبیدہ	۱۵۴
۱۹۲	مسجد خیف	۱۵۴
۱۹۳	قبور انبیاء کا صحیح نشان نہیں ملتا	۱۵۴
	یوم الحج	۱۵۸
۱۹۴	میدان عرفات	۱۵۶
۱۹۵	آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کا ذکر	۱۵۶
۱۹۶	گناہگار انسان کے لئے مقام غور	۱۵۷
۱۹۷	وراثت آدم	۱۵۷
۱۹۸	عرفات	۱۵۸و۱۵۹
۱۹۹	جبل رحمت پر انسانوں کا ہجوم	۱۶۰
۲۰۰	خطبہ اور سامعین	۱۶۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۰۱	تکبیر وتہلیل	۱۶۱
۲۰۲	دشت وجبل کی ہمنوائی	۱۶۱
۲۰۳	جوش اور انضباط کے اعلے نظارے	۱۶۲
۲۰۴	نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ بیوم الحج	۱۶۲،۱۶۶
۲۰۵	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں التجاؤں کا کیا جواب ملا؟	۱۶۷
۲۰۶	اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ کی تفسیر یہودیوں، عیسائیوں، مسلمانوں اور فلا سفروں کے نقطہ ہائے نگاہ سے	۱۶۷تا۱۷۰
۲۰۷	۴۹ کنکریاں۔ قیام مشعر الحرام	۱۷۰
۲۰۸	قربانی کی تاریخ	۱۷۱
۲۰۹	افتتاح یروشلم پر سلیمان علیہ السلام کی قربانیاں	۱۷۱
۲۱۰	عیسائیوں میں قربانی کی تبدیل کردہ رسم	۱۷۲
۲۱۱	اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے کا ذکر اور اس پر چار دلائل	۱۷۲و۱۷۳
۲۱۲	انسانی قربانی	۱۷۴
۲۱۳	یسعیاہ نبی کی کتاب میں منیٰ اور قربانیوں کی خبر	۱۷۵و۱۷۶
۲۱۴	فکر جان وتمنا بعثت رسول	۱۷۷
۲۱۵	بازار منیٰ	۱۷۷
۲۱۶	بشارت منیٰ	۱۷۷
۲۱۷	رمی جمرات	۱۷۸
۲۱۸	اقوام قدیمہ میں سنگساری	۱۷۸
۲۱۹	طواف رفاضہ	۱۸۰
۲۲۰	واپسی از حج	۱۸۱
۲۲۱	عمرہ	۱۸۱
۲۲۲	عمرہ بعد از حج پر حاشیہ	۱۸۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۲۳	جدول مناسک حج بروئے مذاہب اربعہ	۱۸۲ و ۱۸۳
۲۲۴	رحلت مدینہ	۱۸۴
۲۲۵	حج اور زیارت کی ترتیب	۱۸۴
۲۲۶	مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستے	۱۸۵
۲۲۷	طریقہ مشرقی کی منازل	۱۸۵
۲۲۸	طریق سلطانی تا رابغ	۱۸۶
۲۲۹	طریق فرعیہ۔ طریق سلطانیہ۔ طریق الغائرہ کی منازل	۱۸۷
۲۳۰	قبر نبی اور مقام شہداء	۱۸۸
۲۳۱	قبور شہداء پر رائے	۱۸۸
۲۳۲	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبر	۱۸۸
۲۳۳	احباب مکہ اور رسم تودیع	۱۸۹
۲۳۴	وادیٔ فاطمہؓ	۱۸۹
۲۳۵	عُسفان	۱۹۰
۲۳۶	القدیمہ	۱۹۰
۲۳۷	رابغ	۱۹۱
۲۳۸	مستورہ	۱۹۲
۲۳۹	بئر الشیخ	۱۹۲
۲۴۰	بیر العباسی	۱۹۲
۲۴۱	قافلہ کا رک جانا	۱۹۳
۲۴۲	شفیعہ	۱۹۳
۲۴۳	دطر	۱۹۳
۲۴۴	بئر درویش	۱۹۶
۲۴۵	مدینہ کے قریب کا حادثہ	۱۹۷
۲۴۶	پڑاؤ میں پہرہ کا انتظام	۱۹۸
۲۴۷	مدینۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم	۱۹۹
۲۴۸	نار حجاز کا ذکر اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی	۱۹۹ تا ۲۰۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۴۹	مدینہ کا ریلوے سٹیشن	۲۰۲
۲۵۰	گورنر مدینہ کا محل	۲۰۲
۲۵۱	شہر پناہ مدینہ	۲۰۳
۲۵۲	شہر مدینہ	۲۰۴
۲۵۳	طرز معاشرت	۲۰۵
۲۵۴	مدینہ کی کھجوریں	۲۰۵
۲۵۵	عجوہ اور برنی کے متعلق روایات	۲۰۶
۲۵۶	شہر کی تاریخی حالت	۲۰۶ ۲۰۸
۲۵۷	سلع اور مدینہ	۲۰۸، ۲۰۹
۲۵۸	مدینہ کا محل وقوع بلحاظ جغرافیہ	۲۱۰
۲۵۹	مسجد النبی	۲۱۱ تا ۲۲۷
۲۶۰	تاریخ مسجد	۲۱۱ و ۲۱۲
۲۶۱	توسیع مسجد	۲۱۳
۲۶۲	توسیع عہد فاروق وعمارت عثمانی وتوسیع ولید ومہدی	۲۱۴ تا ۲۱۵
۲۶۳	آتشزدگی اور تعمیر ناصر قایتبائی خاں سلطان مصر	۲۱۵
۲۶۴	تعمیر عبدالمجید خاں سلطان روم	۲۱۶
۲۶۵	باب الرحمۃ کی وجہ تسمیہ	۲۱۷
۲۶۶	باب جبرئیل کی وجہ تسمیہ	۲۱۷
۲۶۷	باب النساء کی وجہ تسمیہ	۲۱۷
۲۶۸	باب مجیدی	۲۱۷
۲۶۹	باب السلام اور اُس کی کتبہ کا ذکر	۲۱۸
۲۷۰	داخلہ مسجد	۲۱۹
۲۷۱	عمارت پر سرسری نگاہ	۲۱۹
۲۷۲	مسجد نبوی کے نماز کا دیگر	
۲۷۳	مساجد کی نماز سے کتنا درجہ بڑا ہے	۲۲۰
۲۷۴	حصوۂ مسجد	۲۲۱
۲۷۵	بستان فاطمہ۔ اور بیت سیدہ فاطمہ کا ذکر	۲۲۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۲۷۶	ستونہائے عمارت پر بزرگان دین کے اسمائے نقوش	۲۲۱
۲۷۷	بئر النبی (مسجد نبوی کا کنواں)	۲۲۲
۲۷۸	حدود مسجد نبوی صلعم	۲۲۲
۲۷۹	افزونی حدود مسجد پر حدیث نبوی	۲۲۳
۲۸۰	اندرون مسجد میں خاص خاص ستونوں سے بالخصوص کیا کچھ معلوم ہوتا ہے	۲۲۳
۲۸۱	رواق اول (جانب قبلہ) کا ذکر	۲۲۴
۲۸۲	رواق دوم	۲۲۵
۲۸۳	رواق سوم	۲۲۵
۲۸۴	محراب النبی	[illegible]
۲۸۵	محراب سلیمانی	۲۲۶
۲۸۶	ممنبر	۲۲۷
۲۸۷	جذع نخل کا حال	۲۲۷
۲۸۸	منبر کی تاریخ	۲۲۸ و ۲۲۹
۲۸۹	چمن جنت	۲۲۹
۲۹۰	ستون ابو لبابہ اور مخلص کی توبہ کا ذکر	۲۳۰
۲۹۱	ستون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۳۲
۲۹۲	ستون سریر	۲۳۳
۲۹۳	ستون حرس اور قرآنی پیشنگوئی	۲۳۳
۲۹۴	ستون وفود	۲۳۴
۲۹۵	خوخہ ابوبکر صدیق۔ خلافت پر اشارہ	۲۳۵
۲۹۶	حافظ محمد توفیق صاحب شیخ الروضۃ المنورہ کا ذکر	۲۳۶
۲۹۷	چند مصاحف کا ذکر	۲۳۶
۲۹۸	مصحف عثمانی کا ذکر	۲۳۷
۲۹۹	طول و عرض مسجد نبوی	۲۳۷

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳۰۰	روضہ پاک کا بیان	۲۳۷ تا ۲۴۷
۳۰۱	مقصورہ شریفہ کا ذکر	۲۳۷
۳۰۲	دو بدبخت عیسائیوں اور نور الدین شہید کا ذکر	۲۴۰
۳۰۳	حضار مزور	۲۴۱
۳۰۴	آرامگاہ رسول یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۴۴
۳۰۵	قبور پُرنور کی حالت وقوعی	۲۴۵
۳۰۶	مقبرہ سیدۃ النساء العالمین کا ذکر اور اختلافات مورخین	۲۴۷ ۲۴۹
۳۰۷	زیارت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے آداب	۲۵۱
۳۰۸	سلام جو پڑھا جاوے	۲۵۲ و ۲۵۴
۳۰۹	شیخین پر سلام	۲۵۴ و ۲۵۵
۳۱۰	کوکب دری کا حال	۲۵۶
۳۱۱	چاکران مسجد	۲۵۶
۳۱۲	مسجد کے مینارے	۲۵۷
۳۱۳	دار القضا و بیت تمیم داری	۲۵۷
۳۱۴	[illegible] عثمان رضی اللہ عنہ	۲۵۸
۳۱۵	ابو ایوب انصاری کا گھر	۲۵۸
۳۱۶	جواد اصفہانی وزیر موصل کا ذکر	۲۵۹
۳۱۷	وا آں عمرہ کریمۃ الدہر نواب سلطان جہاں بیگم فرمانروائے بھوپال کا لگایا ہوا درخت نیم	۲۶۰
۳۱۸	کتب خانہ شیخ الاسلام	۲۶۱
۳۱۹	حرم میں تعلیم	۲۶۱
۳۲۰	مسجد قبا	۲۶۱
۳۲۱	شیخ کامل احمد بن شمس کا ذکر	۲۶۲
۳۲۲	جنت البقیع کا بیان	۲۶۲ تا ۲۶۴
۳۲۳	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ذکر	۲۶۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۳۲۴	امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا مقبرہ اور اُن کی سنین وفات	۲۶۴
۳۲۵	مقبرہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین	۲۶۴–۲۶۶
۳۲۶	سیدہ فاطمہؓ اسدیہ کا روضہ	۲۶۶
۳۲۷	مائی حلیمہؓ السعدیہ کا روضہ	۲۶۷
۳۲۸	مائی صفیہؓ کا روضہ	۲۶۷
۳۲۹	واپسی از مدینہ منورہ	۲۶۷
۳۳۰	آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور حجاج کا مدینہ سے	۲۶۷
۳۳۱	کوہ احد	۲۶۸
۳۳۲	وادی العیون	۲۶۸
۳۳۳	منزل جُفر	۲۶۹
۳۳۴	منزل سویق	۲۶۹
۳۳۵	بئیر روحا اور الاحامدہ	۲۷۰
۳۳۶	الحمراء۔ نخلستان اور چشمہ	۲۷۱
۳۳۷	بئیر سعید	۲۷۲
۳۳۸	ینبوع	۲۷۳
۳۳۹	ینبوع میں دو ہفتہ قیام	۲۷۵
۳۴۰	خدیویہ پوسٹ کا جہاز اور رحمہ ترکمپنی کا جہاز۔ حجاج کی پریشانی	۲۷۵–۲۷۶
۳۴۱	ینبوع سے جدہ	۲۷۶
۳۴۲	مولوی عبدالوہاب و شیخ محمد اسمٰعیل تاجران و مہاجران کا جدہ میں ملاقی ہونا	۲۷۶
۳۴۳	شیخ خورشید علی سے ملاقات	۲۷۷
۳۴۴	جدہ سے روانگی	۲۷۷
۳۴۵	کامران	۲۷۸
۳۴۶	باب المندب	۲۷۹
۳۴۷	ہمراہیان جہاز	۲۷۸
۳۴۸	بوہرہ قوم کا حال	۲۷۹
۳۴۹	بوہرہ کے چند عقائد و اعمال مذہبی	۲۷۹–۲۸۱
۳۵۰	رسیدگی بمبئی	۲۸۲
۳۵۱	مولوی شرف الدین احمد صاحب تاجر کتب عربیہ و خان بہادر سیٹھ عبدالواحد صاحب	۲۸۲
۳۵۲	بمبئی سے جے پور بجانب برابر قاضی عبدالرحمن صاحب سے ملاقات	۲۸۳
۳۵۳	جے پور میں دو مختلف وعظ	۲۸۳
۳۵۴	رسیدگی پٹیالہ۔ سائیں صاحب۔ میاں عبداللہ شاہ صاحب اور اُن کی مسجد کا مختصر ذکر	۲۸۴
۳۵۵	سفر کا بخیر و خوبی خاتمہ۔ اور رب العالمین کا شکر	۲۸۵
۳۵۶	قصیدہ اور احوال و مناسک حج	۲۸۶–۲۹۲
۳۵۷	فہرست اشیاء	۲۹۳–۲۹۵
۳۵۸	التماس ضروری	۲۹۶

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا

راجی شفاعت و غفران محمد سلیمان سلمان منصورپوری

کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظم

اے آنکھ حُسنِ کعبہ کو تو بار بار دیکھ
کیا شان کیا جلال ہے یہ نور بار دیکھ

مٹتی یہاں ہیں تفرقۂ نوع کی حدود
شاہ و گدا ہیں مجتمع و ہم شعار دیکھ

کیا کیا مطالبے تھے دل و چشم و روح کے
تینوں کو ایک وقت میں تو کامگار دیکھ

لو ختم ہو گیا قلق و اضطرابِ دل
انجام آرزو و ثمرِ انتظار دیکھ

جن و بشر کا قلب و جگر جس پہ ہے فدا
روح القدس کی جان ہے جس پر نثار دیکھ

ہے کسوتِ سیاہ بنی سرمۂ نگاہ
رنگینیٔ جمال کو جنّت بہار دیکھ

بوسہ حجر نے کس لبِ شیریں کا تھا لیا
جس کے سبب سے آج بنا بوسہ زار دیکھ

بحرِ عبودیت کا ہے یہ مدّ و جزر طوف
اشکِ مطوفین گُہرِ شاہوار دیکھ

دریائے مغفرت کی شبا روز ہیں کُھلے
خاکِ حرم تا بفلک صد ہزار دیکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا بھی ہے مدرسۂ بچہ خلیل
نافِ زمین و تربیت شیر خوار دیکھ

مکہ دلِ اور کعبہ سویدائے دِل سمجھ
شخصِ جہاں کی زندگئی مستعار دیکھ

ہر ذرہ اُسکی خاک کا خورشید در بغل
ہر قطرہ اُس کی چاہ کا یم درکنار دیکھ

تکبیر کی صدا پہ ملائک بھی مست ہیں
ذوقِ سماع و لذتِ گفتارِ یار دیکھ

نور نہار میں صفت پردگئی لیل
لیلِ دُجیٰ میں روشنئ والنہار دیکھ

روح و بدن کے ادج و شرف پر نگاہ کر
اسرار ہائے سرِ خفی آشکار دیکھ

یہ سرزمین کہ کشتِ سے خالی ہے اس جگہ
نخلِ مُراد دل ہمہ برگ و بار دیکھ

یہ برکتِ دعائے خلیلُ الٰہ ہے
ثمراۃ نشانئین یہاں بے شمار دیکھ

توڑا حرم نے نخوتِ قولِ لعین کو
نوعِ البشر پہ رحمتِ آمرزگار دیکھ

رنج سفر کو بھول گیا صرفِ زر کو بھی
اپنے وطن میں آیا غریب الدیار دیکھ

اے آسمان فخرِ عبث قطب پر نہ کر
چشمانِ مہر و مہ سے یہ قطب مدار دیکھ

سلماںِ مستمند تری آستان پہ ہے
فضل و کرم سے اے مرے پروردگار دیکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لبیک اللھم لبیک نحمدک علی ما انعمت و اعطیت و نشکرک علی ما تفضلت و اولیت

اللھم رب الحل والحرام ورب الرکن والمقام ورب المشعر الحرام صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا ابن الذبیحین وامام القبلتین داعی الی طاعۃ اللہ ومطاعنا بامر اللہ خاتم النبیین وخیر الخلق علی رب العالمین واقربھم الیک زلفی وھادی الملۃ السھلۃ البیضاء محمد عبدک ورسولک وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اما بعد یہ ایک مختصر سفرنامہ ہے جس میں حرمین پاک کے حالات اختصار کیساتھ لکھے گئے ہیں۔ اگرچہ حج کے سفرنامے بہت موجود ہونگے۔ لیکن امید ہے کہ رسالہ ہذا سے بھی کچھ معلومات میں اضافہ ہوگا۔

حج کر لینے کے بعد میں برادرانِ دین سے یہ عرض کرنے کے قابل ہو گیا ہوں کہ گھر بیٹھے بیٹھے راہِ حج کی جن مصائب و تکالیف کا گمان کیا جاتا ہے۔ درحقیقت اُن کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عشر عشیر بھی موجود نہیں۔ اور اُن برکات عظیمہ و فوائد جسیمہ و صالح کریمہ۔ و نتائج عالیہ کے مقابلہ میں جو اس سفر سے حاصل ہوتے ہیں پیش آنیوالی تردوات بالکل ہی ہیچ ہیں۔ اِس لئے جہانتک ممکن ہو۔ ہر مسلمان کو حج کے لئے ضرور مبادرت و مسابقت کرنی چاہیئے۔ البتہ یہ ضروری ہے۔ کہ

(۱) رفیق اچھے ہوں۔

(۲) روپیہ کافی ہو۔

(۳) کوئی عربی دان ساتھ ہو۔

(۴) تحمّل و برداشت کا ملکہ راسخ ہو۔

(۵) اہل سفر کے ساتھ خلق و رفق کا برتاؤ کیا جائے۔

(۶) رفقا کی دل شکنی و آرام کے مقابلہ میں اپنے آرام کی۔ اور اپنے اور رفقا کے آرام کے مقابلہ میں روپیہ کی وقعت نہ سمجھی جائے

(۷) حرمین پاک کی ہر شے کا نظارہ نورِ اسلام اور ضیاءِ محبت میں کیا جائے

انشاءاللہ اُس کے لئے یہ سفر دین و برکت اور رضوان و مغفرت کا موجب ہوگا۔

احقر محمد سلیمان سلمان منصورپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وصلی علیٰ حبیبہ الکریم

یعنے سنہ ۱۳۱۰ھ میں کتاب تائید الاسلام شایع کی تھی۔ اُسکے ساتھ ایک قصیدہ حمد باری تھا جسکے مقطع میں تمنائے دلی کا اظہار کیا گیا تھا۔

"نصیب احمد و سلمان باپ بیٹے کے ہو نماز مسجد پاک نبی و طوف حرم" اللہ تعالیٰ نے اِس دعا کو پورا فرمایا۔ والد بزرگوار جناب مولوی قاضی احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ کو بار اوّل ۱۳۱۳ھ میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمایا۔ اور بار دوم ۱۳۲۴ھ میں اُنکی آرزو کو پورا فرمایا۔

اب ۱۳۳۹ھ میں اِس بندہ ناچیز کو بھی میرے مالک و مولا عزوجل نے اپنے فضل بیکراں سے یاد فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا[1]

میرا ارادہ سنتے ہی حاجی فی اللہ خلیفہ محمد ابراہیم صاحب پٹیالوی فوراً تیار ہو گئے۔ اگرچہ وہ ایک حج پہلے کر بھی چکے تھے۔

محب مکرم شیخ خورشید علی صاحب جیپوری[2] نے بھی فوراً ساتھ چلنے کا اعلان

---

[1] اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکو گے۔

[2] ان کا سلسلہ نسب حضرت عبد اللہ حبر الامۃ بن سیدنا عباس رضی اللہ عنہ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ زوال سلطنت عباسیہ کے بعد ان کے بزرگ ... میں نگر آباد ہوئے۔ پھر اورنگ زیب عالمگیر کے بلانے پر ہندوستان آئے اور قصبہ کاکوری متصل لکھنؤ میں مقیم ہوئے۔ اور ان کے والد شیخ عزت علی صاحب گورنمنٹ سے پنشن یاب ہو کر ریاست جے پور میں مستاجری اور امداد داری کی خدمات پر مامور ہوئے۔ ریاست سے ایک حویلی خاص جے پور میں اور ایک گاؤں کنور پورہ جاگیر دوام میں دیا گیا۔ ان کے چچا شیخ امیر علی صاحب گورنمنٹ میں پنشن یاب ہو کر ریاست الور میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کے عہدہ تک پہنچے۔ شیخ عزت علی صاحب کے چھوٹے بھائی شیخ صفدر علی صاحب گورنمنٹ سے پنشن یاب ہو کر جے پور میں ملازم ہوئے۔ ان کے فرزند حاجی نشتان علی صاحب ہم کو بوقت واپسی لینے آئے تھے ان کے مکان پر مسرار احکام حج کا وعظ بھی کیا گیا تھا۔

مکرمی شیخ خورشید علی تین بھائی ہیں۔ یہ سب میں چھوٹے ہیں۔ ان سے بڑے شیخ اصغر حسین صاحب ہیں۔ حج میں ہمسفر تھے۔ سب سے بڑے بھائی منشی ... علی صاحب وکیل ... سے معذور ہیں۔ ... صاحبان کے تین فرزند بالترتیب ہیں۔

مرتضیٰ علی وکالت کرتے ہیں۔

امتیاز علی۔ تھانیدار ہیں

مستجاب علی منصرم ریاست شاہ گڑھ ہیں۔

اس خاندان کی رشتہ داریاں ابتک کاکوری میں ہوتی ہیں۔ جہاں بدی جائداد ابھی موجود ہے۔ خاندان کے بلا افراد شرافت و انسانیت کے پیکر ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کردیا۔ خبر شایع ہوتی گئی۔ اور رفقاکی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور کل تعداد ۵۴۵ تک ہو گئی

بعض نام درج ہیں

خلیفہ عبدالغنی صاحب برادر خلیفہ محمد ابراہیم صاحب پٹیالوی

مولوی ضیاء الدین صاحب بن مولانا الاستاد مولوی عبدالعزیز صاحب محدث بن عارف باللہ مولوی علاؤالدین صاحب سکنہ کوم۔

شیخ عبدالغفور صاحب تاجر پٹیالہ۔

مولوی حافظ غلام مرتضٰی صاحب پروفیسر کالج پٹیالہ۔

رفیق مخلص منشی غلام محمد صاحب بن شیخ مراد علی صاحب بن ملّا خوشحال کوتوال۔ پٹیالہ۔

حکیم عبدالحکیم صاحب جنہوں نے حجاج کی پوری پوری خدمت کی۔

حکیم عبدالمجید صاحب۔ از سرہند۔

شیخ محمد حنیف صاحب سوداگر پٹیالہ۔

حافظ محمد یعقوب صاحب۔

شیخ ولی محمد صاحب بن حاجی شیخ کالو صاحب سوداگر۔

مستری پیر محمد صاحب۔

رفقا جن کا داغ مفارقت اٹھانا پڑا

میجر رستم خان صاحب یغفر اللہ لہٗ	راسخ العقیدہ۔ خوش خلاق برسوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ راقم کے ساتھ سفر حج کو چلیں گے ۲۶۔ رمضان المبارک کو کامران سے روانہ ہو کر جہاز ہی میں انتقال ہوا۔
خلیفہ حاجی محمد ابراہیم صاحب پٹیالوی۔	حُب فی اللہ کا نمونہ۔ پیکر خلوص معمور الاوقات عامل بالسنّت۔ پیر جوان ہمّت۔ پاکیزہ صورت احسن سیرت۔ ایک حج پہلے کر چکے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مدت سے فرمایا کرتے کہ دوسرے حج کو تیرے
ساتھ چلونگا۔
۶۔ ذالحجہ ۱۳۲۹ھ کو مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔ اور
ام المومنین طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
کے جوار میں دفنائے گئے۔

خانصاحب برکت علی خان صاحب سامانوی۔ والد بزرگوار کے دوست تھے۔ خوش اخلاق۔
متواضع۔ نظم و نثر کی اچھی استعداد رکھتے تھے۔
تاریخ و مذہب کی عمدہ معلومات تھی۔ حج سے
فارغ ہو کر بیمار ہوئے۔ اور اس لئے عزم مدینہ
ملتوی کر کے واپس ہوئے۔ واپسی میں کامران
کے متصل ۲۵-۲۶۔ ذی الحجہ ۳۹ھ کو انتقال کیا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔

میں نے ۳۔ مئی ۱۹۲۷ء کو اپنے کام کا چارج دیا۔ اور ۵۔ مئی کو گھر سے حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ گھر سے دعا پڑھ کر روانہ ہوا۔ مسجد محلہ میں دو رکعت نماز اور ادعیہ سفر پڑھے۔ ریلوے سٹیشن پٹیالہ پر الوداع کہنے والوں کا اتنا جم غفیر تھا کہ کبھی کسی غیر سرکاری تقریب پر اتنا اجتماع نہ دیکھا گیا تھا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے مصافحہ کرنے میں لگ گئے۔ میں نے یہاں مقاصد حج پر کچھ مختصر تقریر بھی کی۔ اکثر احباب راجپورہ بہت انبالہ اور خاص فاضل تک پونچانے کے لئے آئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھلی

دہلی میں ٹھہرنا ضروری تھا۔ تاکہ دوکان حاجی علی جان[1] مرحوم پر زائد روپیہ جمع کرا دیا جائے۔

دہلی کے سٹیشن پر بہت سے احباب تھے۔ اُن میں مسٹر سلیمان اسسٹنٹ انجنیر و میر عبدالوحید صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بھی تھے۔

سارے قافلہ کا قیام مجھی حاجی شیخ احمد جان صاحب نے او۔ خورد و نوش کا انتظام عزیزان سعادتمند حافظ غلام قسیم صاحب و بابو احمد حسن و منشی غلام صابر صاحبان نے کیا تھا۔ ۶ مئی کو دوکان پر روپیہ جمع کرایا گیا۔ حاجی محمد عبدالجبار صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے بھی جو کوٹھی حاجی علی جان مرحوم کے مالک ہیں مختصر ملاقات ہوئی۔ یہ نہایت بزرگ اور قابل احترام ہیں۔ شام کو حاجی احمد جان صاحب کی درخواست پر اُن کے مکان پر وعظ کیا۔ ۷ مئی کی شام کو بجانب بمبئی روانہ ہو گئے۔

---

[1] اس نیک خاندان کا ہندوستان کے جملہ عازمان حج پر احسان ہے مجھے بہت مختصر حالات ملے۔ حاجی علی جان مرحوم کے والد خواجہ محمد احیاء اللہ صاحب کو فرید الدین احمد خاں صاحب وزیر سلطنت مغلیہ نے کاشمیر سے بلایا۔ اور اپنے خاندان میں ان کی شادی کی تھی۔ اس سلسلہ میں حاجی علی جان مرحوم کی شادی بھی خاندان فریدیہ میں سرسید احمد خان غفراللہ لہ بانی مدرسۃ العلوم مسلمانان۔ علیگڑھ کالج کی پھوپھی سے ہوئی۔ حاجی صاحب مرحوم اپنی راست بازی و صدق گفتاری کی وجہ سے سچے میاں کے نام سے معروف تھے۔ انہوں نے ایک حج قبل از ۱۸۵۷ء کیا۔ اُس وقت ریل اور آگبوٹ نہ تھے۔ یہ سفر تخمیناً دو سال میں طے ہوا۔ پھر ۱۳۰۱ھ میں مع اہل و عیال کے حج کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمنا پوری کی۔ ۳ محرم ۱۳۰۳ھ یوم دوشنبہ کو بوقت عصر مکہ معظمہ میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں متصل روضہ ام المومنین طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آغوش لحد میں آرام کیا۔ اُن کے چار فرزند تھے۔

حاجی عبدالعزیز۔ فوت دہلی ۱۳۱۰ھ — حاجی محمد احمد فوت دہلی ۱۳۴۰ھ (حاجی عبدالباقی در دہلی)؛ حاجی عبدالواحد فوت دہلی ۱۳۲۰ھ (اولاد نرینہ نہیں)

حاجی عبدالرحمن۔ فوت مکہ ۱۳۱۲ھ — حاجی عبدالغفار (حاجی محمد سامع۔ حاجی محمد — بر سر موجود دہلی)؛ حاجی عبدالستار فوت مکہ ۱۳۲۹ھ (لاولد)؛ حاجی عبدالجبار (حاجی عبدالحی۔ حاجی عبدالباری — بر سر موجود مکہ)؛ حاجی عبدالرحمن

حاجی عبداللہ سلمہ — حاجی اسمٰعیل۔ حاجی اسحٰق (بر سر موجود مکہ)

حاجی عبداللہ — حاجی عبدالہادی (موجود مکہ)

حاجی عبدالوہاب کا کتب خانہ مکہ میں بہا ہمی اچھی کتابوں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے رحلت حجازیہ مجھے ہدیۃً دی۔ حاجی عبداللہ صاحب بہا بزرگ ہیں۔ تمام خاندان توحید کا فدائی۔ راسخ الاعتقاد۔ صحیح العمل ہے۔ کہ میں اس خاندان کی دو دکانیں ہیں۔ حجاج ہند کو ان سے نہایت آسائش و آرام ملتا ہے۔ لین دین میں ان سے بہتر صاف معاملہ ہونا دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے ہر فرد کو اپنی رحمت و فضال سے شاد کام اور دین و دنیا کی نعم سے خوش حال رکھے۔ مجھے حاجی عبداللہ صاحب اور حاجی عبدالوہاب سے ایک دلی اور روحانی محبت ہو گئی۔ حاجی عبدالوہاب صاحب و حاجی اسمٰعیل صاحب ہم کو واپسی از مدینہ منورہ کے بعد جدہ میں ملے۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو دارین میں شاد کام رکھے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

عازمان حج کو لازم ہے کہ روپیہ اِن کی دوکان دہلی میں جمع کرایا کریں۔ اور اِن لوگوں کو دعا سے یاد رکھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بمبئی

جی۔ آئی۔ پی ریلوے سے بمبئی پہونچے۔ وکٹوریہ سٹیشن پر پہلے سے احباب موجود تھے۔ گاڑی اس روز لیٹ تھی۔ معلوم ہوا کہ کچھ معزز احباب جو زیادہ کاروباری تھے واپس بھی چلے گئے۔ مولوی محمد حشرف الدین صاحب سکرٹری یتیم خانہ اہل اسلام۔ بمبئی۔ کلوک نمبر ۲ سے اسپوت پہلی ملاقات ہوئی۔ یہ بزرگ ثمراۂ سفر حج میں سے ایک ثمر ہیں۔ جو مجھے ہاتھ لگے۔ مولوی محمد علی صاحب خلف عارف باللہ مولوی محی الدین عبد الرحمٰن غفر اللہ لہ۔ لکھو کے۔ مولوی محی الدین احمد بی۔ اے قصوری بن مولوی عبد القادر صاحب پلیڈر قصوری سلمہم اللہ تعالیٰ۔ مولوی عبد الرحمٰن پشاوری اور ایجنٹ ٹرنر ماریسن کمپنی وغیرہم پلیٹ فارم ہی پر مل گئے۔

ہمنے مسافرخانہ حجاج میں قیام کیا۔

چیچک کا ٹیکا۔ یا پلیگ کا ٹیکا

مسافرخانہ میں ہر ایک عازم حج کو چیچک کا ٹیکا لگایا جاتا تھا۔ ہمارے قافلہ والوں نے پٹیالہ میں پلیگ کا ٹیکا لگوایا تھا۔ اب چیچک کے ٹیکا کا تقاضا شروع ہوا۔ قافلہ میں جو عورت و مرد ضعیف تھے انہوں نے اِسے ناگوار سمجھا۔ ہمنے بحث کی۔ اور پٹیالہ کے قافلہ کو مستثنے ٹھہرادیا گیا۔

عازمان حج کو میرا مشورہ ہے۔ کہ چیچک کا ٹیکا اپنے اپنے گھر پر لگوا کر چلا کریں۔

ایک قابل اصلاح امر

مستورات کو ٹیکا اگرچہ لیڈی ڈاکٹر لگاتی ہے۔ مگر اُسی کمرے میں جہاں مرد بھی موجود ہوتے ہیں آن پیکران عفت کو جو حج چلی ہوں اپنا بازو برہنہ کرنا ناگوار گذرتا ہے۔ ایسا انتظام ہوجانا چاہیے کہ مستورات کو ٹیکا علیحدہ کمرے میں لگایا جائے۔ جہاں مرد نہ داخل ہو سکیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاز ران کمپنیاں

ساحل عرب پر حاجیوں کو لے جانیوالے اس وقت دو کمپنیاں ہیں۔

(۱) ایک کا نام مغل کمپنی ہے۔ جسے پہلے کسی مسلمان نے بنایا تھا۔ اب اس کا دوسرا نام ٹرنر موریسن کمپنی ہوگیا ہے۔ یہ کمپنی آمد و رفت کا کرایہ پہلے وصول کرتی ہے۔

(۲) دوسری شوستر کمپنی ہے۔ جو مسلمانوں کے سرمایہ سے بنی ہے۔ یہ کمپنی یک طرفہ کرایہ پر ٹکٹ دیتی ہے۔ انتظام دونوں کا برابر ہے۔ یا پہلی کمپنی کا کچھ اچھا ہے۔

ہمنے مغل کمپنی کے جہاز "جدہ" نامی میں سفر کیا۔ واپسی میں بھی یہی جہاز ملا تھا ہمنے ٹکٹ بشرح ذیل خریدے۔

سیکنڈ کلاس۔ ساتھ معہ

انٹر کلاس۔ ما صہ

تھرڈ کلاس۔ مامعہ

ماکل و مشارب

ہمنے جملہ اشیاء خوردنی بمبئی سے ہی خرید کرلیں۔ روغن زرد اپنے علاقہ کا تھا۔ یہ ذخیرہ بمبئی میں واپس آنے تک چلا۔

مکہ پہونچکر ہماری رائے یہ تھی۔ کہ اگر ان اشیاء کو نہ خریدا جاتا تو بہتر ہوتا۔ چڑھانے اتارنے کا تردد۔ باربرداری کا کرایہ۔ اندرونی نقصان یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ اس گرانی کو پورا کر دیتی ہیں۔ جو مکہ میں بمقابلہ بمبئی پائی جاتی ہے۔ البتہ عمدہ گھی کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

۷ امیٔ

ہمارا جہاز خلہ ۵ آج بوقت عصر ساحل بحر سے روانہ ہوا۔ برادر کلان برابر قاضی عبدالرحمٰن صاحب اور برخوردار قاضی عبد العزیز بی۔ اے جہاز پر سوار کرانے کے لئے پٹیالہ ہی سے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے ہمکو محبت بھری نگاہوں اور بھرائی ہوئی آواز کیساتھ رخصت کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور پھر جب تک کہ جہاز آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہوا گودی سے باہر نہ نکل گیا۔ وہ برابر گھاٹ کے کنارے کنارے دوڑ دوڑ کر ہمارے سامنے آتے گئے۔ جہاز گودی سے نکلا ہمنے انکو خوشی سے اور انہوں نے ہم کو رنج مجبوری سے الوداع کہا۔

۱۹ مئی

ہم کراچی پہونچے۔ ہم کو بمبئی میں پہلے نہیں بتایا گیا تھا۔ کہ جہاز کراچی بھی جائیگا۔ مگر روانگی سے ایک روز پہلے بتایا گیا۔ کہ جہاز کراچی سے حجاج کو سوار کریگا۔ اور ۶ گھنٹے ٹھہریگا۔

اب کراچی پہونچکر افسرانِ جہاز فرمانے لگے۔ کہ خلیج فارس سے اسی کمپنی کا ایک اور جہاز حجاج کو لیکر آرہا ہے۔ وہ چھ یوم تک پہونچیگا۔ اُس کا انتظار ضروری ہے۔ ہمکو مکہ معظمہ پہونچنے کی جلدی یہ تھی۔ کہ ماہ رمضان میں پہونچ سکیں۔ کوئی عمرہ نصیب ہوجائے۔ کوئی روزہ وہاں رکھ لیا جائے۔

میں جہاز سے ساحل پر اُترا۔ کئی ذمہ دار افسروں سے ملا۔ اِس بارہ میں پروٹسٹ کیا۔ اور آخر کامیابی ہوگئی۔ کہ جہاز کو ۹ گھنٹے کے بعد روانہ ہونے کا حکم دیا گیا۔

جہاز پر شیخ نور نبی صاحب جالندھری اسسٹنٹ کمشنر جو صاحب کمشنر سندھ کے کراچی میں بطور ذاتی سکریٹری کام کرتے ہیں۔ اور خانصاحب عبد القادر خان صاحب محافظ حجاج کراچی آئی تھی ساحل پر اُترنے کے بعد میں بھی اِن دونوں صاحبان سے ملا۔ اور دوپہر کا کھانا مسٹر نور نبی صاحب کے ساتھ کھایا تھا۔ یہ صاحب انگلش سٹائیل (انگریزی طرز معاشرت) میں رہتے ہیں۔ بڑے ملنسار اور نیک دل ہیں۔ ان کی کلارک شیخ نور محمد نے جو تحصیلداری کا امتحان پاس کرچکے ہیں ہمارے کئی کام محبّت اور شوق سے سرانجام دیے۔ شیخ نور نبی صاحب کے رشتہ کے بھائی شیخ علاء الدین صاحب بمبئی مسافرخانہ ہی سے ہمارے قافلہ میں شامل ہوگئے تھے۔ نہایت شریف انسان ہیں۔

خانصاحب عبد القادر خان کے اخلاق اور برتاؤ سے تو دھر کے حجاج سب خوش تھے۔ مشہور تاجر بخش الٰہی صاحب بالقاب کے صاحبزادہ بھی جہاز پر تشریف لائے۔ اور میرے لیئے ایک من برف ہدیۃً دے گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کراچی سے ۲۲ مئی ۱۹۲۱ء ۶ بجے شام کو جہاز روانہ ہو گیا۔ قریباً ۵۰۰ حاجی یہاں سے بھی سوار ہو گئے۔

کراچی سے آگے بڑھے۔ تو پانی کی نیلاہٹ اور شوریت زیادہ زیادہ ہوتی گئی۔ ۲۴ مئی کو فضا میں بھی کوئی پرندہ نظر نہیں آتا تھا۔

جدہ جہاز باوجود مخالفتِ ہوا دس ناٹ فی گھنٹہ برابر چلتا رہا۔

۲۴ مئی سے پہلے جو امواج اٹھتی تھیں۔ اُن کے اوپر کی جھاگ میں سفید موتی کی سی جھلک ہوتی تھی۔ مگر ۲۴ مئی کے بعد اُس سفیدی میں بھی کمی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

مجھے یہ نظارہ دیکھکر آیت وَلَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي یاد آئی۔ آج تک ذہن میں یہی تھا کہ وجہ تشبیہ فراوانی آب ہے۔ لیکن اس نیلاہٹ کو جو نیل خالص کو بھی شرمانیوالی ہے۔ دیکھ کر سمجھ میں آیا۔ کہ وجہ تشبیہ فراوانی کے علاوہ نیلاہٹ بھی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی خیال میں آیا۔ کہ اب تو یہ بھی استنباط کیا جا سکتا ہے۔ کہ تحریر کے لئے بہترین روشنائی نیلے رنگ کی روشنائی ہے۔ پٹیالہ میں ایک عزیز مولوی مختار مہدی صاحب ہیں۔ انہوں نے نیلی روشنائی کا ایسا اعلےٰ نسخہ بنایا ہے کہ اُنکی روشنائی۔ روانی۔ صفائی نب کی حفاظت۔ نیلاہٹ وغیرہ جملہ اوصاف میں سٹیفن کی روشنائی سے بڑھی ہوئی ہے میں نے اُن کو خط لکھدیا کہ اب تو نیلی روشنائی کی فضیلت بھی قرآن پاک سے نکل سکتی ہے۔

عدن

ہم ۲۷ مئی کو پہونچے۔ کئی دن تک پانی ہی پانی دیکھتے رہنے کے بعد خشکی دیکھنے کی رغبت بڑھ گئی تھی۔ دوربینوں سے عدن کو دیکھنا شروع کر دیا گیا تھا۔ عدن بمبئی سے ۱۶۶۰ میل ہے۔ اس کا محل وقوع نہایت عجیب ہے۔ اسی جگہ بحر ہند کا خاتمہ اور بحر احمر کا آغاز ہوتا ہے۔ انگلستان کے قبضے میں جسقدر بھی بندرگاہیں۔ اُن میں سے عدن اور جبرالٹر کا خاص درجہ ہے۔ یہ بندرگاہ پہلے ٹرکی کا تھا۔ انگلستان نے خرید لیا۔

عدن اس وقت خشک پہاڑ ہے۔ اہل کتاب کا غالب خیال یہ ہے۔ کہ جنت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدم علیہ السلام اسی جگہ تھا۔ ممکن ہے کہ اُس وقت یہ جگہ فردوس زمین ہو لیکن اب تو یہ پہاڑ بالکل ننگ بھجنگ نظر آتا ہے۔ ہزارہا سال میں خدا جانے کیا کیا تغیرات ارضی واقع ہو چکے ہیں۔

عدن کی جانب راست سومالی لینڈ (صومال) اور بائیں جانب افریقہ۔ اور عقب میں ملک یمن واقع ہے۔

عدن مالا ریلوے بھی دُوربین سے دیکھی گئی۔ کہتے ہیں ۲۳ میل لمبی ہے۔

معلوم ہوا کہ سلطنت ٹرکی کی طرف سے اٹلی کو اس جگہ نمک بنانے کا ٹھیکہ اُس قدیم وقت سے ملا ہوا ہے جبکہ ابھی عدن پر برٹش کا قبضہ بھی نہ ہوا تھا۔ یہ اُس وقت کے وزیر ٹرکی کی حماقت تھی۔ جس نے عرب کے سرے پر غیر مسلم۔ اور ناقابل اعتماد سلطنت کو دخل دیا۔

لحج کا کنارہ بھی اس جگہ سے صاف نظر آتا ہے۔ چند میل ہی کا فاصلہ ہے۔ یہاں سمندر کا پانی سبز رنگ کا تھا۔

نماز یہاں ٹھیک شمال میں پڑھی جاتی ہے۔

سر سید احمد خان مرحوم نے سفرنامہ یورپ میں عدن کے غوطہ خور لڑکوں کا ذکر درج کیا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ اب حکماً اُن کو روک دیا گیا ہے۔

یہاں جہاز صرف ۵ گھنٹے ہی ٹھہرا۔ جہاز پر صحت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ڈاکٹر آیا۔ اجازت روانگی دے گیا۔ ایک انسپکٹر صاحب پولیس جہاز پر ہو گئے۔ ان کے پاس میری ڈاک بھی تھی۔ یہ رامپور کے رہنے والے ہیں۔

معلوم ہوا۔ کہ بمبئی سے جدہ جہاز اور عدن کا پتہ لکھکر خطوط کو آگے روانہ کر دیا گیا تھا ہم کراچی ہو کر عدن پہونچے تھے۔ انگلش میل کا جہاز جو ہمارے بعد چلا تھا۔ وہ ہم سے ایک دن پہلے یہاں کی ڈاک تقسیم کر گیا تھا۔

۳۰۔ مئی

۴ بجے شام کے کامران کے متصل پہونچ گئے۔ جب ساحل ۹ میل رہگیا۔ تب یکایک جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رک گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ خاک نشین ہوگیا۔ دیکھا تو پانی صرف ۱۴ فٹ ٹھہرا تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ کامران کے کنارے کنارے پانی کے نیچے کا ریت بھی جاری رہتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ کل جہاں بہت گہرا پانی تھا۔ آج وہاں بہت تھوڑا ہو۔

تمام حاجی اس واقعہ سے گھبرائے۔ جہاز کا کپتان اور چیف انجنیر بہت زیادہ مست پٹائے۔ ایک لائف بوٹ اتاری گئی۔ چیف انجنیر ملاحوں کو لیکر اترا۔ اور جہاز کے ہر چہار جانب کے پانی کی پیمائشیں لینے لگا۔

دو تین دفعہ جہاز کی سٹیم سے کام لیکر زور بھی لگایا گیا۔ کہ جہاز نکل جائے مگر سب کوشش بے سود تھی۔ آخر ساحل کی طرف اشارات بھیجے گئے۔ ایک لانچ اور کئی بادبانی کشتیاں آگئیں۔ اب حکم ہوا۔ کہ مسافر قرنطینہ کے لئے اتریں۔ رات سخت اندھیری تھی اور ہوا نہایت زور سے چلتی تھی۔

کامران کا ڈاکٹر خود جہاز پر آگیا تھا۔ اس نے حاجیوں کو کشتیوں پر چڑھانے میں بڑا اصرار کیا۔ اور آخرہ۔ ۹ تک کے قریب حاجی اتر بھی گئے۔ یہ ہنگامہ دس گیارہ بجے شب تک جاری رہا۔ ہمارے قافلہ کے کئی بڈھے آدمی غالبا صاحب بر کتعلیخا نصاحب مرحوم وغیرہ اس وقت اتر نہ سکتے تھے۔ اس لئے میں شب کو جہاز ہی پر رہا۔

کامران

یہ عرب کی سرزمین ہے یمن کا علاقہ ہے۔ حاجیوں کے قرنطینہ کا کیمپ ہے۔ جہاز سے اتر کر کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں۔ ساحل پر اسباب کے لئے چھ کرشے ! (ل علیٰ بیر)

پہلے ڈس انفیکشن ہوس میں جانا ہوتا ہے۔ فرسٹ و سیکنڈ کلاس کے مسافروں کو صرف چند منٹ اس کمرے میں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ تھرڈ کلاس مسافروں سے کپڑے اتروائے جاتے ہیں۔ ایک تہ بند وہاں ہی سے دیدیا جاتا ہے۔ ان کے کپڑوں اور جسم دل کو بھپارہ دیا جاتا ہے۔

عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر ہوتی ہے۔ اور علیحدہ پردہ کا مکان۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں مختلف کیمپ بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کیمپ کا احاطہ خاردار تار سے الگ کیا ہوا ہے۔ ایک جہاز کے مسافر ایک احاطہ میں اتارے جاتے ہیں۔ اچھی خاصی آبادی ہے۔ برف کی مشین بھی ترکوں کے وقت سے لگی ہوئی ہے۔ کھلی ہوادار بارکیں بانس اور کھجور کی بنائی گئی ہیں۔

یہاں خوشگوار صحت بخش ہوا ہر وقت چلتی ہے۔ پانی عمدہ ہے۔ اشیاء خوردنی کے نرخ مقرر تھے۔ سب چیزیں سستی تھیں۔ بکرہ للعہ اور مرغی ۸ر۔ ہمارے کیمپ کا احاطہ بہت بڑا تھا۔ ہم شام کو اس ارادہ سے نکلے کہ باہر جائینگے۔ کیونکہ تھوڑے فاصلہ پہ ایک پختہ عمارت نظر آتی تھی جسے ہم نے مسجد سمجھا تھا۔ جب چلتے چلتے خاردار تار کے قریب پہونچ گئے۔ ۹ فٹ بلندی تھی۔ توڑ کنا پڑا۔ مجھے اسی وقت یہ آیت یاد آئی۔ یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ۔

"اے جنوں اور انسانوں کے سب سنو۔ اگر تم سے ہو سکتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے نکل سکتے ہو۔ تو نکل جاؤ۔ نہیں نکل سکوگے اجازت کے بغیر" دنیا کی چھوٹی حکومتوں کی حدود خاردار تاروں۔ یا خشتی دیواروں سے محدود کی جاتی ہیں سچے مالک کی حدود آسمانوں اور زمین کے اقطار ہیں۔ ان حدود سے کون باہر جا سکتا ہے؟ بایں ہمہ بیچارگی انسان کے دعاوی کو دیکھو۔ کہ اس میں کس قدر انانیت بھری ہوئی ہے۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ

کامران کے سب ملازم مینی۔ عربی بولنے والے ہیں۔ اردو کم سمجھتے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں۔ پرنسپل میڈیکل افسر ایک یونانی النسل ہے۔ عہد ترکی میں یہ اسسٹنٹ تھا۔ اب انچارج کر دیا گیا ہے۔ یہاں سے جدّہ ۴۳ ۱/۲ میل رہ جاتا ہے۔

ہم کو کیمپ میں ہی یہ مژدہ مل گیا۔ کہ جہاز ریگ سے نکل گیا۔ بارہ بجے رات کی سمندر کا پانی بڑھا۔ پانی کے ریلے نے نیچے کی ریت کو بہا دیا۔ اور جہاز رستگاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگئی۔ ورنہ دو ایک روز کا اور حرج ہوتا۔ اور اگر دوسرے جہاز سے امداد لیجاتی تو آئے
صد ہزار روپیہ دینا ہوتا۔

یکم جون

ایک بجے بعد دوپہر کشتیوں میں سوار ہوکر جہاز پر آپہونچے۔ ۳ بجے جہاز چل پڑا۔

میجر رستم خان مرحوم

جہاز پر سوار ہونے تک اچھے تھے۔ کامران میں صبح کو بڑے اہتمام سے غسل کیا تھا
اُن کو مدّت سے دورہ پڑا کرتا تھا۔ فم معدہ سے درد اٹھتا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے
یہ مرض سولہ سترہ سال سے تھا۔
مجھ سے ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کہ حج کو تیرے ساتھ چلونگا۔ جہاز کو روانہ ہوئے صرف
ایک گھنٹہ ہوا تھا۔ کہ آدمی نے آکر اطلاع دی۔ کہ خانصاحب کو دورہ پڑا ہے۔
پھر ایک اور آدمی آیا کہ دورہ سخت ہے۔ میں نیچے اُتر کر گیا۔ تو وہ تڑپ رہے تھے۔
ایک دفعہ دوا دی۔ پھر اندر چلی گئی۔ میں فوراً اوپر آیا۔ اور دو ڈاکٹر صاحبان کو ساتھ لیکر
اُن کے پاس گیا۔ دیکھا۔ کہ جان بحق ہو چکے تھے۔ کیپٹن سلامت اللہ ڈاکٹر امرتسری
صاحب نے بتلایا۔ کہ قلب ساقط ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝
یہ پہلی موت تھی۔ جو بمبئی سے چلکر اس وقت تک اس جہاز پر ہوئی۔
مرحوم راجپوت تھے۔ رائی سر کے رہنے والے۔ پٹیالہ کے توپ خانہ میں میجر ہوکر پنشن یاب
ہوئے تھے۔ نہایت صالح۔ شرک و بدعت سے نفور۔ اتباع سنت کے فدائی۔
اللھم اغفر للمسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات الاحیاء
منھم والاموات
نماز جنازہ بڑے اہتمام سے پڑھی گئی۔ کپتان جہاز کو میں نے کہلا بھیجا۔۔۔۔ اور ۵ منٹ
کے لئے جہاز تعظیماً ٹھہر گیا۔ اور ان کی لاش کو آہستہ آہستہ سمندر کے ماء طہور کی لحد میں
چھوڑ دیا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الاحرام

حاجیوں کے لئے جو اطراف عالم سے آتے ہیں، شارع علیہ السلام نے اطراف اربعہ میں میقات مقرر کر دیئے ہیں۔ کہ اس طرف کے آنیوالا اس جگہ سے لباس احرام کو زیب تن کرے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اطراف کے متعلق یہ حدیث روایت کی ہے۔ مہل اھل المدینۃ من ذی الحلیفہ و الطریق الآخر الجحفہ ومہل اھل العراق من ذات عرق ومہل اھل نجد من قرن ومہل اھل الیمن من یلملم۔ رواہ مسلم

ہندوستان سے جو جہاز جدّہ کو جاتے ہیں۔ وہ کامران سے ملک یمن میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اہل ہند کا میقات بھی یلملم ہے۔

یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جو حاجیوں کے جہاز کے داہنے جانب پڑتا ہے۔ جہاز رانوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نقطہ پر جہاں سے یلملم ٹھیک محاذی ہوگا۔ سمندر میں جہاز کس وقت پہونچیگا۔

ہم کو کپتان جہاز نے ۲۔ جون ۱۹۲۱ء ۲۶ء۔ رمضان المبارک ۱۳۳۹ ہجری یوم پنجشنبہ کی صبح ہی کو بتلا دیا تھا۔ کہ آج یلملم آئیگا۔ ہم نے کپتان سے یہ طے کیا۔ کہ یلملم کے محاذ میں پہونچنے سے دو گھنٹہ پیشتر جہاز وسل (سیٹی) کرے۔ اور پھر جب یلملم کے سامنے پہونچ جاوے۔ اُس وقت جہاز مکرر وسل کرے۔

ہم نے تمام حاجیوں کو بتلا دیا تھا کہ پہلی سیٹی پر لوگ نہا دھو کر، پاک صاف ہو کر احرام باندھ لیں۔ اور دوسری سیٹی کے وقت کوئی بھی احرام سے خالی نہ رہے۔

اِس فقرہ پر کہ پہلی سیٹی پر احرام باندھ لیں چند علماؤں میں گفتگو بھی ہوئی۔ کہ میقات سے پیشتر احرام باندھنا جائز بھی ہے؟ یہ مسئلہ ملا علی القاری کی کتاب المناسک میں بھی ملگیا۔ اور مجھے بھی یہ یاد آ گیا۔ کہ عبداللہ بن عامر بن کریز القرشی العبشمی نے جب اپنی گورنری (بصرہ) کے عہد میں فتح فارس کو مکمل اور خراسان و اصفہان و کرمان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اسلامی قبضہ کیا۔ اور بصرہ میں نہر نکالی۔ تب ان فتوحات کے شکرانہ میں انہوں نے نیشاپور ہی سے احرام باندھا تھا۔ اور حج کے لئے آئے تھے[1]

ظہر کے بعد لوگوں نے نہانا دھونا شروع کر دیا بعض نے نماز ظہر لباس احرام میں ادا کی۔ میں نے قبل عصر غسل کیا۔ عطر لگایا۔ پھر احرام باندھا۔ دوگانہ ادا کیا۔[2] اور لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ باآواز بلند پکارا میں نے بہ نیت عمرہ احرام باندھا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث متفق علیہ میں تلبیہ کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ اور پھر نماز عصر پڑھی۔ پھر کمرہ سے نکلکر تختہ جہاز پر گیا۔ جملہ احباب لباس احرام میں تھے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔

بعض اہل دل اتنے متاثر تھے کہ آنکھیں ڈبڈبا آئی تھیں۔ کہتے تھے۔ احرام تو باندھ لیا ہے۔ رب العالمین قبول فرمائے۔

عام طور پر فرحاں و شاداں تھے۔ ہمارے ساتھ کئی ایم اے۔ بی اے بھی تھے۔ کالر نکٹائی کے پابند۔ وہ بھی اس لباس میں ملبس ہو کر بہت ہی مسرت کا اظہار کرتے تھے۔

لباس الاحرام

احرام کا لباس یہ ہے۔ ایک تہ بند۔ ایک چادر۔ یہ ضروری ہے۔ کہ ان دونوں کپڑوں میں سلائی نہ ہو۔ سوئی نہ لگی ہو۔ تھان میں سے کپڑا پھاڑا۔ تہ بند بنا لیا۔ کپڑا پھاڑا چادر بنا لی[3]

[1] حضرت عثمانؓ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ نبی صلعم کے عہد میں پیدا ہوئے حضور نے لعاب مبارک ان کے دہن میں ڈالا انہوں نے چوس لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سقی (سیراب کنندہ) ہوگا۔ انہوں نے بہت نہریں نکالیں۔ پانی لگوائے۔ ان کی فتوحات ماوراء النہر یا شرقی۔ کے سرحد تک جا پہنچی تھیں۔ پہلے بصرہ اور فارس پر علیحدہ علیحدہ گورنر ہوتے تھے۔ حضرت عثمان نے دونوں پر ایک والی بنایا۔ اولین والی عبداللہ بن عامر تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۴ سال کی تھی۔ یہ بہت بڑے فاتح۔ بڑے جواد تھے۔ [2] رواہ ابن عمر متفق علیہ۔ [3] اگر ایسا کپڑا بن سلا میسر نہ ہو۔ تب سلائی والا بھی جائز ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمارے اِس زمانہ میں جہاں مسافروں کا قرنطینہ ہوتا ہے۔ وہ مسافروں کا پہلا لباس اتروا کر اُسے دھونی دیتے ہیں۔ اسلام نے حج میں جانیوالی جماعت کو جمعیت کثیرہ میں شامل و داخل ہونے سے پیشتر یہ قرار دیا کہ سب لوگ اوّل اپنے اجسام کو صاف کریں۔ پھر مستعمل لباس کو اُتار دیں۔ پھر صاف ستھرا لباس زیب تن کریں۔ لباس ایسا کھلا ہو۔ کہ جسم تک روشنی و ہوا کے پہونچنے میں حارج نہو وجوہ بالا کے لحاظ سے احرام کا لباس بالکل اصول صحت کے مطابق ہے۔

لیکن اسلام کے مقاصد اس لباس سے اور بھی ہیں۔

(۱) یہ لباس وہی ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اِس لئے اِس لباس سے یہ یاد دلایا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص ملت حنیفیہ کا پیرو ہے۔ جس میں خالصتہً عبادت و توحید ربّانی ہے۔ اور کسی غیر کی پرستش ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ یہ لباس ہی اُسے آگاہ کرنے والا ہے۔ کہ یہ شخص جن اماکن مقدسہ پر جانیوالا ہے۔ اِس سے مقصود اُن مکانوں کی پوجا و پرستش نہیں۔ بلکہ ان سب کو اُسی نگاہ سے دیکھنا منظور ہے۔ جس نگاہ سے رحمٰن کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تھا۔

(۲) لباس کی تبدیلی سے انسان کی اندرونی حالت کا تبدیل کر دینا بھی مقصود تھا۔ اس دلیل کو وہ اصحاب بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ جو ہندوستانی اور انگریزی لباس دونوں کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اِس ڈھیلے ڈھالے۔ سیدھے۔ سادے لباس میں جسقدر انکسار۔ تواضع لینت طبع خشیت دل ہے وہ کوٹ سوٹ میں نہیں۔

(۳) اِس لباس سے مدعا انسان کو لباس کی اصلی غرض کا سمجھا دینا تھا۔ لباس کا مدعا ننگ و عریانی سے بچاؤ اور تن پوشی اور گرمی اور سردی موسم سے جسم کی حفاظت ہے۔ بروئے اصول صحت ان اغراض کے لئے جیسے لباس کی ضرورت ہے شریعت نے اُسے مقرر فرما دیا۔ لیکن جب لباس کا مقصد زیب و زینت اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فخر و آرائش سمجھا جائے تو اُس سے اِس قدر مشکلات دلی پیدا ہوتی ہیں۔ اور ایسی امراض روحانی دل میں جگہ پکڑ لیتی ہیں۔ کہ وہ لباس ہی اس کے لئے دوری بارگاہ ربانی کا سبب بن جاتا ہے۔

(۴) لباس احرام سے مقصود اُس سادگی کا قائم کر دینا تھا۔ جو اسلام کے جملہ احکام میں مدِ نظر رکھی گئی ہے۔

(۵) لباس احرام سے مقصود اُس مساوات کا قائم کر دینا تھا۔ جو اسلام تمام اہل عالم اور افراد دنیا عالم کے لئے نہایت ضروری ٹھہرائی ہے۔ ہم عادۃً دیکھتے ہیں کہ جب کسی دوسرے ملک کا باشندہ ہمیں نظر آتا ہے۔ تو ہماری نگاہیں اکثر اس کے لباس ہی پر پڑا کرتی ہیں۔ اور پھر اُس لباس پر خوب نکتہ چینی ہونے لگتی ہے۔ اور ایسا اوقات ہم اُس شخص۔ یا اُس شخص کے ملک کی بابت اُس کے لباس ہی سے ایک ایسی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ جس کے قائم کرنے کا در اصل ہم کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ اگر اسلام حج میں آنیوالوں کے لئے ایک ہی لباس تجویز نہ کرتا۔ تو اُنکی شناسائی کی ابتدا نفرت و کراہت پر شروع ہوتی۔ ایک مشرق اقصیٰ کا باشندہ ایک مغرب اقصیٰ کے رہنے والے سے کبھی موانست نہ حاصل کرتا۔ ایک ہی مجوزہ لباس کے اندر نہیں ہونے سے وہ منافرۃ جاتی رہی۔ اور وہ مساوات پیدا ہوگئی۔ کہ بادشاہ نے اپنے تاج کو اُتار کر رکھ دیا۔ اور غریب نے اپنی گودڑی کو دُور کر دیا۔ اور دونوں ایک ہی لباس میں ملبّس ہوگئے۔ اب نہ تو غریب پر اُس صاحب علم و دولت کا کوئی بیرونی رعب پڑیگا۔ جو موانست کا منافی ہے۔ اور نہ صاحب تخت و تاج کو اُس فقیر و مسکین سے کوئی وجہ حقارت پہنچائیگی۔ جو محبت کے خلاف ہے۔

(۶) اس سے آگے بڑھکر سلام ہوتا ہے۔ کہ گنہگار انسان کو جو قید نفس و طبع اور حبس شیطان میں رہا ہے۔ اسی لباس میں عالم حقیقی کے دربار میں پیش کیا جائے۔ جو قیدیوں کا لباس ہو۔ ہر ایک سلطنت قیدیوں کے لئے ایک لباس مقرر کرتی ہے۔ اور سلطنت الٰہی کا بھی حق تھا۔ کہ ایک لباس ایسے قیدیوں کے لئے وضع کرے۔ پھر اُن قیدیوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انبساط و فرحت کی کوئی حد نہیں رہجاتی۔ جب اُن کو مناسکِ حج کے بعد آزادی (عفو ذنوب) کی بشارت ملجاتی ہے۔ اور وہ لباس فقیرانہ سے بدل کر پھر اپنا لباس پہننے کے مجاز ہوتے ہیں۔

(٧) اس سے بھی بڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح دنیوی زیب و زینت کا مادی اخلاق پر بڑا اثر ہے اسی طرح روح پر بھی ہر ایک شے کا اثر ہوتا ہے۔ صاف۔ سادہ لباس کہ جو بالکل تواضع و انکسار کا اثر ڈالنے والا ہے۔ سفید و پاکیزہ لباس ہیں جو ادعاس و نمایش سے بالکل پاک ہے جب بدن کو ملبس کیا جائیگا۔ تو روحانیت بڑھ جائیگی۔ اور نیّت زیادہ صاف طور پر آشکار ہوگی۔

اِن مصلحتوں کا اقتضا یہی تھا۔ کہ احرام باندھنے والوں کے لئے ایک خاص لباس ہوتا۔ جو تن پوش تو ہو۔ مگر سادہ ہو۔ صاف ہو۔ پاکیزہ ہو۔ ہر ایک کو دوسرے کیساتھ موانست و محبت کی طرف مائل کرنے والا ہو۔

اور اُن سب عوارض سے بالاتر ہو۔ جو دنیوی زیب و زینت والے لباس میں مد نظر ہوتی ہیں۔ اس کی تکمیل اُن مسائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے جو احرام کیمتعلق ہیں یعنی

الف احرام کے بعد سر برہنہ رہے

ب احرام کے بعد زن و شوہر یعنی افعال زناشوئی سے مجتنب رہیں۔

ج احرام کے بعد عطر نہ لگایا جائے۔

د احرام کے بعد بالوں میں کنگھی۔ یا تیل نہ ڈالا جائے۔

ہ احرام کے بعد شکار نہ کھیلے۔ نہ کسی اور جانور کو قتل کرے۔ نہ کسی جانور کو ستائے نہ جنگلی کو ہنکائے نہ کسی کو شکار کرنے کے لئے کہے۔

اِن احکام کے اسرار پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ اس لباس سے ملبّس ہوکر انسان کو لازم ہے کہ بالکل خالق انسان کی جانب متوجہ ہوجائے۔

عورتوں کو ستر و پردہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسلئے اُن کو احرام کیلئے دوختہ لباس اتارنیکی ضرورت نہیں۔ وہ اُن بالوں کو جسکی کنگھی چوٹی کی فکر اُن کو دامنگیر رہا کرتی ہے۔ رومال سے باندھ لیں تاکہ زینت کی جگہ کو سادگی حاصل کرلے اور دل اُدھر سے ہٹ کر عبادت پر آئیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوجائے۔ زعفران یا ورس یا کسم کے رنگین کپڑے عورت بھی نہ پہنے منہ ہاتھ کھلے رکھتے
امہات المومنین کا حجاب خاص درجہ پر تھا۔ وہ منہ پر پردہ رکھا کرتی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

العرب

عرب کی سرزمین پر قدم رکھتے ہوئے اگر عازمان حج ملک عرب کی تھوڑی سی تاریخ سے بھی واقفیت حاصل کر لیا کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

قدیم متمدن دنیا کے کرۂ ارضی پر نگاہ ڈالو۔ تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ عرب ہی وہ ملک ہے جو دنیا کے وسط میں واقع ہے۔ اس لئے اس ملک کو بحکم (خیر الامور اوسطہا) دیگر ممالک پر برتری و فضیلت حاصل ہے۔

عرب کا تمدن ہر ایک متمدن ملک کی تاریخ سے قدیم تر ہے جب آپ یہ معلوم کرینگے

الف وہ عرب (عمالقہ) ہی تھے جنہوں نے ۵۰ صدی قبل مسیح بابل میں اپنی سلطنت بنام ساموآبیٹن (بنوسام) قایم کی تھی۔

ب وہ عرب (عمالقہ) ہی تھے جنہوں نے آشوری سلطنت (دوابلی ۲۱ صدی قبل مسیح) قایم کی تھی۔

ج وہ عرب ہی تھے۔ (ذرمات یا کھوس) جنہوں نے مصر میں ۲۱ صدی قبل سلطنت قایم کی تھی۔ اس سلطنت کا وجود ۷ سو قبل مسیح تک وہاں پایا جاتا ہے۔

د وہ عرب (عاد اوّل) ہی تھے جنہوں نے یمن و عمان کے درمیانی حصہ میں سلطنت احقاف ۲۰ صدی ق م قایم کی تھی۔

ہ وہ عرب (عاد اوّل) ہی کی شاخ تھے جنہوں نے ایران پر جمشید و فریدوں کے درمیان ضحاک کے نام سے ایک ہزار سال تک سلطنت کی تھی۔

و وہ عرب (نبو معین) ہی تھے جنہوں نے یمن و حضرموت کے درمیان ۱۴ سو ق م ایک بڑی سلطنت قایم کی تھی۔

ز وہ عرب (ثمود) ہی تھے جن کی سلطنت مدائن صالح میں ۲۰ صدی ق م موجود تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن کی عمارات کے آثار ابتک موجود ہیں۔

ح وہ عرب (قحطانیہ) ہی تھے جن کی سلطنت یمن (سبا الاوّل) کے نام سے ۸ صدی قبل مسیح قائم تھی جن کی اعلیٰ صنعت کی یادگار سد مآرب کا بقیہ ابتک دنیا پر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۸۰۰ گز لمبی اور ۵۰ گز چوڑی دیوار تھی جس میں پانی جھرنے اور اُن جھرنوں کے کھولنے اور بند کرنے کے تختے لگے ہوئے تھے۔

ط وہ عرب (حمیر) ہی تھے۔ جنہوں سد مآرب کی شکست اور تباہی ملک کے بعد بھی پھر اپنی ایک سلطنت قائم کرلی تھی۔

یہ سب سلطنتیں قبل مسیح کی ہیں۔ بعد از مسیح کی سلطنتوں کا ذکر اس جگہ غیر ضروری ہے کیونکہ ہم عرب کے تمدن قدیم کے ثبوت میں ان حوالجات کا ذکر کر رہے ہیں۔

ی ہاں وہ عرب ہی ہے جس کی بابت کتاب پیدائش ۲۱/۲۱ تذکرہ اسمٰعیل علیہ السلام ہے کہ وہ فاران میں رہا۔ یہ زمانہ ۱۹ صدی ق م کا ہے۔

ک ہاں وہ عرب ہی ہے جس کا ذکر قاضیوں ۱/۱۶ میں کھجوروں کے شہر کے حوالے (جو مدینہ کا پتہ ہے) کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ ق م تقریباً ۱۵ صدی کا ہے۔

ل ہاں وہ عرب ہی ہے جس کے اندر بنی اسمٰعیل کے بارہ سرداروں کی بستیوں اور قلعوں کا ذکر پیدائش ۲۵/۱۸ میں کیا گیا ہے۔ اور ان کی حدود حویلہ سے شور تک بتلایا گیا ہے یعنی عراق سے مصر تک کا صاف پتہ دیا گیا ہے۔

م ہاں عرب وہی ہے جس کی بابت یسعیاہ باب ۲۱/۱۳ میں ہے "عرب کی بابت الہامی کلام" یہ زمانہ ق م تقریباً ۸ صدی کا ہے۔ ان حوالجات سے عرب اور اُس کے تمدن کی قدامت بخوبی آشکارا ہے۔

عرب کے ۶ حصے ہم ملک کو اس کی طبعی تقسیم کے لحاظ سے ۶ حصوں پر تقسیم کرتے ہیں۔

اوّل حجاز۔ اس کی غرب میں بحر احمر، شرق میں بادیہ کبریٰ۔ جنوب میں عسیر اور شمال میں شام ہے۔

طول شمال سے جنوب تک ۵۰۰ کیلومیٹر = ۳۱۱ میل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عرض غرب سے شرق تک ۳۰۰ کیلومیٹر = ۱۸۱ میل

آبادی اور مشہور شہر اس کی شمال سے جنوب تک پہاڑی سراۃ چلے گئے ہیں جس کی بعض چوٹیوں کی بلندی ۸۰۰۰ فٹ تک پائی جاتی ہے۔ اس حصے کی آبادی کا اندازہ ۵۰ لاکھ نفوس کا ہے۔ مکہ و مدینہ و جدہ و ینبوع حجاز ہی میں ہیں۔

دوئیم حجاز کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔

یمن	طول شمال سے جنوب تک	۵۰۰ کیلومیٹر ۴۷۰ میل
	عرض غرب سے شرق تک	۴۰۰ کیلومیٹر ۲۴۹ میل

آبادی کا اندازہ چالیس لاکھ ہے۔

پہاڑ سب سے اونچا پہاڑ جبل کوکبان ہے جو سطح بحر سے ۹۸۴۳ فٹ بلند ہے تمام پہاڑ سرسبز اور آباد ہیں اور ان سے انہار و چشمے نکلتے ہیں۔

دریا الف بحر احمر میں گرنے والے دریا جو اپنے وادیوں کے نام سے مشہور ہیں یہ ہیں:

(۱) وادی سُرْدُد (۲) وادی کانون (۳) وادی ماشور (۴) وادی السہام (۵) وادی بندان (۶) وادی کبیر۔

ب بحر ہند میں گرنے والے دریا جو وادیوں کے نام سے مشہور ہیں یہ ہیں:

(۱) وادی المیدان (۲) وادی داما (۳) وادی شارد۔ یہ دونوں صنعا کے پاس سے گذرتے ہیں۔ پہلا تو مارب کے خرابہ کے متصل سے اور دوسرا خرائب معین کے متصل سے گذرتا ہے۔ (۴) وادی نجران (۵) وادی بیشہ۔ وغیرہ

بعض نہریں (دریا) اور ہیں جو سمندر میں صرف تب ہی گرتی ہیں جب کئی ہفتے تک متصل برسات ہو۔ ورنہ صحرا ریگ میں رہ جاتی ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے دریا شرق کی جانب یا شمال کی جانب بہنے والے ہیں۔ جو ریگ صحرائی میں ناپید ہو جاتے ہیں۔

پیداوار گندم۔ جو۔ مسری۔ تل۔ باجرہ۔ تمباکو۔ روئی۔ نیل اور ہر قسم کی سبزیاں اور میوہ جات خصوصاً آم۔ بادام۔ برشومی۔ اخروٹ وغیرہ ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندرونی تقسیم یمن کی اندرونی تقسیم چار اضلاع پر ہے۔ لواء صنعاء۔ لواء تعز۔ لواء الحدیدہ۔ لواء عسیر

چھوٹی ریاستیں ریاست ہائے مُکلّہ مہرہ۔ شحر۔ تریم کو بھی مضافات یمن ہی سمجھنا چاہیئے

ان میں سے اب بعض کا پولیٹیکل تعلق ریزیڈنسی عدن سے ہے۔

سوئم عمان۔ حکومت عمان۔ جسے امامت مسقط بھی کہا جاتا ہے۔ حجاز کے جنوب شرقی گوشہ میں واقع ہے۔ عمان کا تمام کنارہ آباد ہے۔

طول و عرض جزائر تعز مربد سے جزیرہ نمائے قطر تک ۲۲۰۰ کیلومیٹر ۱۳۶۸ میل

عرض اندرونی ملک کا ۳۰۰ کیلومیٹر ۱۸۶ میل

پہاڑ بلند پہاڑ جبل اخضر ہے۔ جو سطح بحر سے ۳۰۰۰ میٹر ۹۸۴۳ فٹ بلند ہے۔

ملکی حالت تمام ملک نہایت سرسبز و آباد ہے۔ تمام وادی چشموں اور دریاؤں سے سیراب ہوتی ہیں۔

پیداوار۔ گیہوں۔ باجرہ۔ نیل۔ تمباکو۔ اخروٹ۔ تمر وغیرہ ہیں۔ صندل کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ لوہا۔ سیسہ۔ تانبہ گندھک کی کانیں پائی جاتی ہیں مچھلی کی تجارت ہوتی ہے۔ اور کھجور کی تجارت بڑی مقدار میں ہے۔

آبادی کا اندازہ ۱۶ لاکھ ہے۔ مکہ تک خشکی کی راہ سے فاصلہ دو ہزار کیلومیٹر اندازاً ۱۲۰۰ میل کا ہے

چہارم جزائر البحرین

جزائر سے صرف بحرین ہی لکھا جاتا ہے۔ یہ چند جزائر کا مجموعہ ہے۔ جزیرہ عوال زیادہ مشہور ہے اس کے صدر مقام کا نام منامہ ہے۔ پچیس ہزار کی آبادی۔ دوسرا مشہور جزیرہ اراد ہے جن میں علاقہ طسم و جدیس کی بچی کھچی نسلیں ہیں۔

آبادی ان جزائر کی کل آبادی کا اندازہ ایک لاکھ کا ہے۔ بڑی پیداوار یہاں موتی کی ہے موتی کی پیداوار جو سمندر سے نکالا جاتا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں موتی کی قیمت کا اندازہ ۱۰۹ لاکھ پونڈ کیا گیا تھا۔

پنجم: نجد

حدود یہ عرب کا وسطی حصہ ہے۔ اور یمن و مدینہ کی مسافت کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اس کے شمال میں صحرا شام۔ جنوب میں بیابان اعظم۔ شرق میں حسا و عمان و غرب میں صحراء

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حجاز ہے۔ اسے دو حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔

الف نجد شمالی - جس میں حائل اور اُس کا علاقہ ہے۔ اسے نجد حجاز بھی کہتے ہیں۔

ب نجد جنوبی - جس میں عارض اور اُس کا علاقہ ہے۔ اسے نجد یمن بھی کہتے ہیں۔

نجد سطح مرتفع کو کہتے ہیں۔ یہ قطعہ تہامہ سے بلند تر ہے اور سطح بحر سے

سمندر سے بلندی ۱۲۰۰ میٹر کے ارتفاع پر ہے۔

ہر دو اقطاع ملک میں کئی مشہور مشہور پہاڑ ہیں۔

پہاڑ - مثلاً جبل سلمی۔ جبل خویق۔ جبل اجاء

حائل کا ذکر

یہ حصہ بصرہ و مکہ کی مسافت کے نصفا نصف میں ہے۔ ایک طرف جبل شمر ہے ایک طرف جبل سلمی۔ درمیانی سطح کا اندازہ (۴۰ کیلومیٹر) ۲۵ میل ہے۔ تمام زمین زیر زراعت و بساتین ہے۔

صدر مقام حائل کی آبادی ... ہزار ہے۔ اور حصہ قصبہ کی آبادی ۸ ہزار اس علاقہ میں بڑے قصبہ پائے جاتے ہیں۔ اور آبادی کا اندازہ ۴ لاکھ نفوس کا ہے اس علاقہ کا گھوڑا دنیا بھر کے گھوڑے سے اعلیٰ سمجھا جاتا ہے یہاں گدھے اونٹ۔ گائے۔ بکری کی بھی کثرت ہے۔ یہاں کے پہاڑوں میں سیمرغ۔ لقرد حبشی چیتا۔ لومڑی۔ بھیڑیا۔ ہرن خرگوش وغیرہ بہت ملتے ہیں

حائل کے ساتھ شرق و گوشہ جنوب سے ملا ہوا علاقہ قصیم ہے جس کی زمین اکثر سرسبز و شاداب ہے انگور۔ انار۔ زیتون۔ کشمش۔ خربوزہ۔ تربوز۔ کھجور بکثرت ملتی ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آبادی کا تخمینہ ۲ لکھ ہے۔ اکثر لوگ بادیہ نشین ہیں۔

عارض کا ذکر

اسی کو نجد یمن کہتے ہیں۔ اور جب صرف لفظ نجد کا استعمال کیا جاوے تو اس سے مراد صرف یہی علاقہ ہوتا ہے۔ اس علاقے کے میدان و پہاڑ سب سرسبز ہیں۔ زراعت اور میوہ جات کی کثرت ہے۔ صدر مقام عارض ہے۔ جہاں آل سعود کی حکومت ہے۔ اس علاقہ میں کھجور اور حیوانات اہلیہ خصوصاً اسپ و شتر و گوسفند کی کثرت ہے آبادی کا اکثر حصہ بادیہ نشین ہے۔

آبادی کا اندازہ ۵ لکھ ہے۔ یہ سب حنبلی المذہب ہیں۔ لوگ ان کو وہابی کہتے ہیں۔

اسی کیساتھ ملا ہوا صوبہ الحسا ہے۔ جس کی آبادی کا اندازہ ۳۵ ہزار نفوس ہے اس علاقہ کا تانبے کا کام اور خاص خاص کپڑے مشہور ہیں۔

عرب کی مندرجہ بالا جغرافیائی کیفیت کے بعد ہم موجودہ قبائل کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ سیاحت خدیویہ سے نقل کیا گیا ہے۔

نقشہ قبائل عرب (موجودہ زمان حال) معہ نشان مساکن و تعداد نفوس

قبیلہ کا نام	بطون قبیلہ	تعداد	نشان مساکن
قبائل حجاز			
عنزہ	حسنہ۔ حلاس (معہ رُولہ۔ و مخلف) بشیر (معہ ماجد۔ و سلقی) اولاد علی (معہ مشارقہ۔ منشطا۔ عامدہ جبداللہ۔ ملاح)	سی و پنج ہزار	مدینہ منورہ کے شمال میں مدائن صالح کے مشرق سے لے کر خیبر تک آباد ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الحویطات	الجازئی۔ الربضات۔ عمران بنی عطیہ۔ دبور۔ میدول۔ سابحہ ترابین۔ بلیحہ۔	ہفتاد ہزار	علاء۔ دمعان، عقبہ وغزہ میں آباد ہیں
بلی	- - - - - - - - -	سی ہزار	العقبہ سے جنوب الوجہ تک
جہینہ	بنی[1] مالک جس میں الصیحہ۔ العیایشہ۔ عروہ کومہ۔ شنعبات۔ حصینات اسادرہ۔ مسادی۔ رفاعہ بنی کلب حیادلہ۔ حمدہ۔ موالیہ بھی شامل ہیں۔ بنی[2] موسے جس میں براہمہ۔ موال۔ مرادین علادین۔ زمیان۔ عوامرہ۔ تمنزہ۔ سمابحہ شامل ہیں۔	پنجاہ ہزار	مدینہ کے شرق وشمال سے الوجہ تک
عبس	مہیمزان۔ ذوی الرشید۔ ذوی براک		قبیلہ صغیرہ ہے۔ اور ینبوع کے شمال میں پایا جاتا ہے
ہیثم	نوامسہ۔ شرارات۔ ہتمان		ایضاً
حرب	بنی سالم میمون جس میں محامدہ۔ رلادعہ۔ رحلہ [1] عمرو۔ حیدر۔ احامدہ صبح شامل ہیں۔ مراوحہ[2] یا حوازم جس میں نوامیہ۔ قراف ظواہر۔ جبول۔ حنیطات۔ ذرعات حجلہ۔ مزینہ۔ رداوہ۔ حنانیہ شامل ہیں۔	ہشتاد ہزار	الحمرہ کے شمال و شرق و غرب میں عسفان تک آباد ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

	بنی مسروح۔ جہین علوی۔ مناشک بشر۔ عبد۔ بلادیہ۔ حمران۔ بدارن۔ بنی جابر۔ عوف۔ زبید شامل ہیں		
نخاولہ	یہ سب رافضی ہیں۔ عرب قبائل حجاز ان سے مصاہرت نہیں کرتے۔ مزدوری پیشہ وغریب ہیں۔	دوازدہ ہزار	مدینہ
مطیر	دویش۔ میموں۔ بنی عبداللہ	چہل ہزار	مدینہ کے شرق میں شمالاً نجد تک جنوباً صفینہ تک
بنی سلیم		دو ہزار	مدینہ کے شرق و جنوب میں حاذہ تک
عتیبہ	برقا و ربا (روسان۔ روقہ۔ شیابین دعاجین۔ قصمہ۔ جذعان۔ حنائیس۔ ان میں شامل ہیں۔	بست ہزار	المکۃ المکرمہ والمدینۃ المنورہ کے درمیان اُس بادیہ میں جو راہ حرمین کے شرق میں ہے۔
قریش		دو ہزار	عرفات اور طائف کے شمال میں
ھذیل	علوئین۔ تدوئین۔ بنی خالد	دہ ہزار	مکہ وطائف کے درمیانی پہاڑوں میں
ثقیف	بنوسفیان۔ بنوسعد۔ ناصرہ۔ ربیعہ۔ عبلہ۔	سی ہزار	طائف کے جنوب و شرق میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

البقوم الجوم		دو ہزار	طائف کے شرق میں
عدوان		دو ہزار	شرق طائف
بنی الحارثہ		دو ہزار	"
بنی سعید		سہ ہزار	جنوب طائف
بنی لحیان		یک ہزار و نیم	مکہ و جدہ کے درمیان
حجادلہ			وادی یلملم سے بحر تک
قبائل	بنی فہم۔ بزید۔ بجالہ۔ منعان۔ اشراف ذوی نعیم بنی ہلال۔ بنی عفیف۔ اشراف ذوی حسن بلاً بلاعور۔ بنی سلیم۔ بنی عمرو بنی علی بنی بنیان	دہ ہزار	مکہ کے جنوب میں لیث تک
قبائل	رفاعتہ العبیداۃ۔ ہجالجہ۔ بنی کبیر الکوب۔ عبادلہ۔ بیشہ۔ بنی سعد۔ بنی سعد میمول بنی مالک۔ زہران۔ غامد شمران بلقرن۔ بنی الاسمر ناصر بنی الاحمر شہران	ہفتاد ہزار	طائف کے جنوب میں عسیر تک

قبائل یمن

بالعسیر	بنی زید۔ بنی حرب۔ بنی عبس بنی سہم	ہفت ہزار	قنفذہ کے شمال میں
قبائل	بنی بکیر۔ بنی المروحہ	نیم ہزار	وادی دوقہ۔ قریب قنفذہ
قبائل	بنی منتشر۔ بنی عرایان۔ العوامر بنی کنانی	چار ہزار	وادی حلی قرب وادی ذہیبہ
قبائل	بنی سبیل۔ بنی شبیل و جیزان	ہفت صد	العرائش کے قریب
قبائل	بنی مولان۔ خرض	یک و نیم ہزار	حدیدہ کے شمال میں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبائل	بنی قصیر۔ بنی جامع۔ بنی شبیبہ۔ بنی شبالح	یک ہزار	لحیہ کے متصل
قبائل	بنی ابن۔ بنی راجح۔ الفرانۃ۔ بنی طاہر	ہفت ہزار	لحیہ کے مشرق میں وادی
	بنی ہیجان		الواعظات
قبائل	بنی حسن۔ بنی عبس۔ اسلم	نیم ہزار	قریب وادی الواعظات
قبائل	آل مرہ۔ الکرب۔ الصیعر	سی ہزار	جبل برط و جوف کے درمیان
•	ہنم۔ ارحب	•	صنعاء کے شمال میں۔ بلاد ھا
•	عمران	یک ہزار	صدیدہ کے شمال میں
•	ہمدان	یک ہزار	شمال صنعاء
•	بنی مطیر	سہ ہزار	قریب صنعاء
•	البزویہ	دہ ہزار	صنعاء کے متصل جانب غرب
•	الحضور	چار ہزار	جنوب صنعاء
•	بنی شداد۔ خولان۔ بنی صبیر۔ عبس۔ قلاح	شش ہزار	شرق صنعاء
	ضبیان۔ مجاہد۔ قیس الاعماس		

قبائل عسیر

قبائل	بنی علقم۔ بنی ربیعہ۔ المفید	دہ ہزار	العسیر کے شمال اور جنوب میں
قحطان	رفیقہ۔ عبیدہ۔ شریف۔ بنی سخان۔ وداعہ	دہ ہزار	عسیر کے جنوب شرق میں
یام	ذوی محمد۔ ذوی حسین۔	سی ہزار	وادی نجران

قبائل حضرموت

قبائل	آل عموری۔ المراشدہ۔ القشن۔ الحامعہ	دو نیم ہزار	وادی دوعن۔ جنوب شبام
	نوح		

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبائل	الحالکہ۔ آل محفوظ۔ آل یزید۔ آل بطاطی۔ آل کثیر۔	•	وادی لیسبر۔ وادی دوعن کی گھاٹی میں
•	آل العوالب	نیم ہزار	وادی العین
•	اصلبب۔ باتیس بنی ماضی۔ الجعدہ۔ العقرہ۔ نہب۔ بنی محاشن	یک نیم ہزار	وادی عمد میں۔
•	بنی حیدرہ۔ بنی اللیث۔ وشحاء	نیم ہزار	وادی رخیہ
•	آل بالعبید۔ الصیعر۔ نافع	دو نیم ہزار	وادی دہر
•	آل کثیر۔ العوامر۔ آل باجری۔ آل جابر	شش ہزار	وادی بن راشد
•	آل تمیم یافع	بست ہزار	عدن کے شمال شرقی پہاڑ
•	العوالیق۔ آل وہیب۔ آل عبدالواحد۔ شیبان۔ العکابرہ۔ بنی حسن	پنجہزار	عدن و مکلہ کے درمیان
•	آل جحوم	یکہزار	جوار شحر
•	بنی ہود۔ مناہل۔ مہرہ	دوہزار	قریہ ہود و قریہ ظفار کے درمیان
•	آل کثیر	نیم ہزار	قریہ ظفار۔ ونواح
•	قراء و شحرہ	سہ ہزار	ظفار کے پہاڑ
•	سادات العلویہ	سہ صد	حضرموت

قبائل عمان

قبائل	بنوشعاب النقاربون	•	اعداد معلوم نہ ہوئے

قبائل الحساء

قبیلۃ الجرہ	.. ..	سہ ہزار	اطراف قطیف میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبیلہ بنی ہاجر	... ...	چار و نیم ہزار	غرب قطیف میں
قبیلہ	بنو خالد بن الولید	دہ ہزار	الحساء کے غرب میں

قبائل نجد

قبیلہ	بنو سبیع	شش ہزار	ریاض اور حساء کے درمیان
قبائل	عنترہ (ان کی ایک شاخ حجاز میں ہے) ذیبی۔ فرم۔ بنی سالم۔ بنی تخیض	چار دہ ہزار	مدینہ منورہ و قصیم کے درمیان
قبائل	العجمان۔ شجاعت اور شہسواری میں مشہور۔	شش ہزار	الریاض کے شمال میں
قبائل	قحطان (ان کا قحطان یمن سے تعلق نہیں)	سی ہزار	ریاض اور مدینہ اور حوطہ کے درمیان
قبائل	صنغیفات۔ جعافرہ۔ روابعہ۔ بنی ضیغم	پانزدہ ہزار	ریاض کے غرب میں
قبائل	بنو سلیم۔ بنو لحم۔ بنو صیتم۔ عرب الابل (جو بنو ہلال سے جا ملتی ہیں)	.	قصیم میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے نزدیک فردِ بالا ابھی بہت نامکمل ہے۔ اور آیندہ مؤرخیں اسلام کا فرض ہے۔ کہ قبائلِ عرب کے متعلق اور ممالکِ عرب کے متعلق اپنی اور قوم کی معلومات کا اضافہ کریں۔

یہ کس قدر باعثِ افسوس و شرم ہے۔ کہ فرانس و جرمنی کے چھوٹے چھوٹے قصبہ۔ و نہر کی بابت ہمارے طالبعلموں کو سینکڑوں نام یاد ہوں۔ اور عرب کے بڑے بڑے اضلاع تک کی خبر نہ ہو

سچ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

ہاں میں عرب کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ عرب میں انبیاء کرام میں سے حضرت ہود حضرت صالح۔ حضرت اسمٰعیل۔ و حضرت شعیب علیہم السلام کے مبارک نام ملتے ہیں۔ بلحاظ زمانہ حضرت شعیب اِن میں سے سب سے پچھلے نبی تھے۔ حضرت شعیب کا زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۱ صدی پہلے کا ہے۔ اِن اکیس صدیوں میں اللہ کا کوئی نبی عرب میں مبعوث نہ ہوا تھا۔

ثمود۔ عاد۔ مدیان جن قوموں میں خدا کے نبی ہود و صالح اور شعیب علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے غضبِ الٰہی سے نابود ہو چکی تھیں۔

بنو اسمٰعیل باقی تھے اور جوارِ بیت اللہ کی برکت سے حِلمِ الٰہی سے مستفید ہو رہے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فرمایا ہوا ہے۔

تمام ملک میں سچی تعلیم مفقود تھی۔ اِس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا کچھ کچھ اندازہ اُن لوگوں کو ہو سکتا ہے۔ جو اِن ممالک کی تاریخی اور قوم کی طبعی حالات سے واقف بھی ہوں۔

اِن اقوام۔ اور قبائل۔ اور ممالک کی فہرست کا مقابلہ ہماری کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم کے باب غزوات و سرایا میں بیان شدہ اقوام و قبائل کے ساتھ کرو۔ تب پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگے گا کہ غزوات دوسرا با کا تعلق تو محض الیاس بن مضر کی نسل کیساتھ تھا۔ باقی عرب کے ان ممالک اور قبائل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے عہد میں کبھی بھی کسی مشرک قوم کیساتھ کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ بایں ہمہ عرب سرتاسر حضور ہی کے عہد میمون و ہمایوں میں یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مصداق ہو چکا تھا۔ اور ان سب ممالک میں ابتک اسلام کا اثر انکی قلب و دماغ پر برابر موجود ہے۔ اور حج کے موقعہ پر ان قبائل کے قائمقام مکہ معظمہ میں نظر آیا کرتے ہیں

ہندوستانی حاجی چونکہ زبان عرب سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اسلئے ان لوگوں کی ملاقات سے کوئی حظ نہیں اٹھا سکتے۔ آہ یہ بھی کتنا حرمان و نقصان ہے۔

ملک عرب وسعت کے لحاظ سے ملک فرانس سے قریباً ۳ چند ہے۔ اور آج اسے علم کی بڑی ضرورت ہے۔

معتصم عباسی کے عہد سے عرب برابر تنزل و ادبار کی جانب گرتا رہا ہے۔ اور پھر کسی عہد میں بھی اس ملک کی علمی ترقی کی جانب توجہ نہیں کیگئی۔ حالانکہ دنیا کے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم نے بالواسطہ یا بلاواسطہ ظہور نور نبوت محمدیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد اہل عرب ہی سے سب کچھ سیکھا ہے۔

میں نہایت وثوق سے یقین کرتا ہوں کہ اگر سعی اور مذہب: نیز کسی اور ملک کو ایسی بے علمی و جہالت سے اتنے لمبے زمانہ تک سابقہ پڑا ہوتا۔ تو وہ قوم بالکل مسخ ہو گئی ہوتی اس میں نہ آثار دین کا شائبہ باقی رہتا اور نہ خصوصیات قومی کا سایہ۔ لیکن الحمد للہ کہ عرب نہایت راسخانہ عقیدہ سے اسلام پر قایم ہے۔ اور اس کی قومی خصوصیات۔ آزادی راست پسندی۔ بہادری۔ مساواۃ و اخوت کے اوصاف ابتک اسی طرح نمایاں ہیں جیسے ریگ کے ذرات میں کندن کی چمک ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے کوئی ایسی تقریب فرمائے کہ عرب اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کو پہچان لے۔ عرب سلام کی آواز پر کان لگا کر سُننے کہ اسلام اب اُن سے کیا چاہتا ہے۔ مسلمانانِ عالم بھی عرب کے حقوق کو جو اُن کے ذمہ ہیں محسوس کریں۔ اور ادائیگی حقوق پر متوجہ ہو جائیں۔

عربی قبائل میں باہمی اتفاق و وداد کی بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ تب ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ جب ان میں تعلیمات دینیہ کا پورا پورا شیوع ہو جائے وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

یارانِ جہاز

اپنے قافلہ کے سوا، اور بھی بہت سے بزرگ تھے۔ جن سے جہاز ہی پر ملاقات ہوئی۔

(۱) حکیم سعید حسن صاحب کیرانہ ضلع مظفر نگر کی خاک مردم خیز سے ہیں۔ یہ یو پی میں سب انسپکٹر پولیس تھے۔ اب اِن کی خدمات فارن آفس سے متعلق ہیں۔ جدّہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اِن کے عہدہ کا نام مفتش الحجاج ہے۔ قابلیت و شرافت اپنی ذمہ داری کا احساس۔ اُس ذمہ داری کو پورا کرنے کی اہلیت۔ یہ ایسے اوصاف ہیں۔ جو اِن میں بخوبی پائے جاتے ہیں۔ اور جدّہ میں اِن کو عمدہ رسوخ حاصل ہے۔ جدّہ تک ہم سفر رہے۔ پھر حج میں ملاقات ہوئی۔ پھر ینبوع میں جب ہم مدینہ منورہ سے واپس آ چکے تھے۔ اور یہ نواب سر عبدالقیوم خان آف پشاور کی رفاقت میں مدینہ منورہ جا رہے تھے ولادت ۱۳۰۲ھ۔ آغاز ملازمت پولیس ۱۹۰۱ء۔ ماموری جدّہ ۱۹۱۷ء سلطنت ہاشمیہ کا تمغہ نہضۃ العرب درجہ چہارم۔ گورنمنٹ انڈیا کی جانب سے خطاب نمایاں صاحب۔ برٹش گورنمنٹ سے خطاب و تمغہ ایم۔ بی۔ ای ملا ہوا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۲) مہتر زا غلام دستگیر صاحب خان بہادر موجودہ مہتر چترال کے بھائی ہیں۔ صرف فارسی زبان جانتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جوانی میں شکار کا بہت شوق رہا ہے۔ مناسک حج خوب اہتمام سے ادا کرتے تھے۔ ایک بجے دوپہر کے وقت بارہا گرم پتھروں پر طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھے گئے۔

(۳) مرزا محمد اکبر خان صاحب۔ ان کے والد مرزا چند دوڑے خانصاحب ریاست بہاولپور کے وزیر اعظم تھے۔ یہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بڑے بسو یدار ہیں۔ عمر ابھی ۳۰ سال کے قریب ہے۔ صلاحیت ہویدا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ برکات حج نے اثر کیا۔ کیونکہ واپسی میں معاملات کے مسائل اکثر دریافت کرتے رہتے تھے

(۴) سیٹھ احمد ابراہیم صاحب۔ رنگوں سے تمام کنبہ سمیت آئے تھے۔ اصل میں سورت کی طرف کے ہیں رنگوں میں کاروبار پھیلایا۔ اللہ تعالےٰ نے برکت دی۔ ان کے بڑے لڑکے محمد ہاشم اور چھوٹے لڑکے محمد قاسم بی۔ اے بھی ساتھ تھے یہ نادلسٹ ہیں۔ جب سے احرام باندھا۔ داڑھی منڈانا ترک کردیا تھا۔ ان کی درخواست پر کئی لمبی لمبی تقریریں اسرار احکام شرعیہ پر کیگئیں۔

(۵) خلیفہ صاحب یہ بھی رنگوں سے ہیں۔ شافعی المذہب۔ صوفی المشرب بہت نیک۔ خلیق۔ معہ کنبہ کے آئے تھے۔ ان کے پیر صاحب حضرموت کے تھے۔ ارادہ تھا کہ واپسی میں عدن اترکر حضرموت جاوینگے۔ مگر واپسی میں جہاز عدن میں نہ ٹھہرا۔ برہما ریلوے پر لکڑی وغیرہ کا ٹھیکہ (بڑے پیمانہ پر) لیتے ہیں۔

(۶) کپتان سلامت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر ہیں۔ ملٹری سروس کی وجہ سے کپتان کا رتبہ ہے۔ اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ پونا میں مامور۔ دو تین سال سے بموسم حج۔ ہندوستانی حجاج کے معالجہ کے لئے گورنمنٹ انڈیا سے مامور ہوکر آتے ہیں۔ ان کا

بندرگاہ جدّہ

صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے درمیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیڈکوارٹر جدّہ ہوتا ہے۔ خلیق۔ شریف ہیں۔ شعر و سخن کا بھی مذاق ہے۔ مسائل اسلام سے بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ حج میں بھی شامل تھے۔ واپسی حجاج کے وقت انہوں نے جدہ میں غریب حاجیوں کے کھانے کا انتظام ایک وسیع پیمانہ پر کر دیا تھا۔

(۷) مولوی عبدالعزیز صاحب۔ رحمانی میاں صاحب شیخ الکل شمس العلماء سید نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں

جدّہ

۴۔ جون ۱۹۲۱ء ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ۔ جمعہ۔ ہمارا جہاز ۴ بجے شام کے جدّہ پہونچکر لنگر انداز ہوا۔ ہمارے قافلہ کے بہت آدمی اور سامان اُتر گیا۔ لیکن پھر بھی چند بڑھیا عورتیں اور کچھ سامان باقی رہگیا۔ اس لئے میں رات کو جہاز ہی پر ٹھہرا۔ اور دوسرے دن جہاز سے کشتی پر اور کشتی سے ساحل پر پہونچا۔

جدہ شہر باہر سے دیکھنے میں نہایت خوشنما ہے۔ اس کی عمارت بالکل سفید نظر آتی ہے۔ سمندر کے نیلے پانی کے کنارے پر یہ سفیدی اور بھی زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ساحل جدّہ کے گرداگرد سمندر میں تہ آب پہاڑی چٹانیں بکثرت ہیں اور ایسی باقاعدہ ہیں جیساکہ کسی شہر کے متعدد کوٹ بنائے گئے ہوں۔ یہ قدرت کی طرف سے ساحل عرب کی بحری حفاظت کا سامان ہے۔

کوئی جہاز رات کو ساحل کے قریب آنے کی (یعنی جہاں تک کی گہرائی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاز آتے جاتے بھی ہیں، جرأت نہیں کرسکتا۔ اور نہیں کرتا۔

ون مں بھی ہر ایک یورپین کپتان کو عرب پائلٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پائلٹ (یا راہ نمائے بحری) جہاز پر قریباً بیس میل ورے سے سوار ہو جاتا ہے۔ اور پھر جہاز کی ڈوری اُس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

کشتیوں کو بھی طویل چکر دار راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جگہ جگہ کشتیوں کی راہ نمائی کے لئے چٹانوں کے اوپر ستون بنائے گئے ہیں۔ جو بتلاتے ہیں۔ کہ آنے جانے کا راستہ ادھر سے ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مکہ کے لئے ساحل بحر شعیبہ تھا۔ چنانچہ ۵ شہ نبوت میں جو مہاجرین اوّل ملک حبش کو ہجرت کر گئے تھے۔ وہ بندرگاہ شعیبہ ہی سے سوار ہوئے تھے۔ شعیبہ جدّہ کے جنوب میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور اَب چھوٹا سا گاؤں رہ گیا ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جب جزائر بحری کے فتح کا ارادہ فرمایا۔ تو انھوں نے ایک زبردست بحری بیڑا تیار کیا۔ اسی بیڑے نے ہرقل کے بیڑے کو تباہ کیا۔ اسی بیڑے نے ہرقل کی فوجوں کا بحری راستہ شام و بیت المقدس کی جانب آنے کا بند کیا تھا۔ بیڑے کے ساتھ ہی مکہ کے لئے بندرگاہ بحری بنانے کی فکر بھی ہوئی۔ شعیبہ کو حضرت عثمان رضؓ ۵ شہ نبوت ہی میں دیکھ چکے تھے۔ وہ ناکافی تھا۔ اور اُس میں ترقی کی بھی مشکلات تھیں۔ اس لئے امیر المومنین خود آئے اور سمندر کے کنارے پھرتے پھرتے اِس جگہ کو تلاش اور پسند کر لیا۔ جہاں اَب جدّہ کا بندرگاہ ہے۔ یہ شعیبہ کی نسبت مکہ سے قریب تر بھی ہے چٹانوں کے لحاظ سے زیادہ محفوظ۔ اور پانی کے اعتبار سے زیادہ گہرا ہے۔ ۲۶ھ میں میں یہ بندرگاہ مقرر کیا گیا تھا۔

جدّہ کا تلفظ اور معنی جدّہ کو بکری نے معجم میں اور ابن بطوطہ نے سفرنامہ میں بالضم روایت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ہے۔ جُدّہ سمندر کے کنارہ بری کو کہتے ہیں۔ اور اس کے معنے راہ فراخ بھی ہیں۔
چنانچہ جُدّہ سے مکہ تک تمام راستہ بہت فراخ بھی ہے۔
اہل مصر اس کا تلفظ بالفتح کرتے ہیں۔ اس کے معنی بھی راہِ فراخ ہیں۔
عام طور پر اسے جِدّہ بالکسر بولتے ہیں۔ اس کے معنے یمن و سعادت ہیں۔

جدہ کا محل وقوع۔ طول شرقی ۱۰ دقیقے ۹ ۳ درجے۔ اور عرض شرقی ۲۸ دقیقے ۔ ۲۱ درجے ہے۔

شہر کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ جس کے پانچ ضلعے ہیں۔

جانب	فٹ
غربی	۱۷۲۶
شرقی	۱۶۵۴
شرقی جنوبی	۱۰۳۳
جنوبی	۲۶۵۹
بحری	۲۲۱۵
میزان	۹۲۸۷ فٹ

اس شہر پناہ کو سلطان الغوری شاہ مصر نے ۹۱۵ھ میں بنایا تھا۔ چنانچہ اس کے نام کا کتبہ ابتک باب مکہ پر کندہ ہے۔

جدہ میں تقریباً چار ہزار گھر ہونگے۔ جن میں بڑی گنجائش ہے۔

عمارات سب سنگین ہیں۔ بعض مضبوط پتھروں کی ہیں۔ جو گردو نواح کے پہاڑوں سے لائے گئے ہیں۔ اور اکثر احجار مائتہ کی عمارات ہیں۔ یعنی وہ پتھر جو بحری چٹانوں پر سے اکھاڑے گئے ہوں۔ ان پتھروں کا اکھاڑنا آسان ہوتا ہے۔ یہ پتھر بھی مضبوط ہوتا ہی مگر اس میں نقص یہ ہے۔ کہ اس میں فاسفورس کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے سریع الالتھاب ہے۔ اسے آگ جلد لگجاتی ہے۔ اور بمشکل بجھتی ہے۔

آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے۔ جس میں تقریباً دس ہزار بیرونی مسلمان ہیں۔ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچاس کے قریب یورپین۔ تاجر۔ یا ملازم۔ کانسل وغیرہ۔

پانی ان تالابوں سے آتا ہے۔ جو بارش سے پُر ہوتے ہیں۔ ذرا فاصلہ پر کچھ چشمے بھی ہیں۔ اُن کا پانی اچھا میٹھا ہوتا ہے۔ عام لوگوں کو یہ پانی کم ملتا ہے۔ سنہ ۱۳۰۲ھ میں عثمان نوری ٹرکی والی مکہ نے ایک نہر نکالی تھی۔ جو عین اغار سے آتی تھی۔ مگر اب وہ خراب ہو گئی ہے۔

یہاں مسٹر احسان اللہ و شیخ محمد عمر سے ملاقات ہوئی۔ یہ دو صاحبان ہندوستانی الاصل ہیں۔ مگر سالہا سال سے عرب میں توطن کر لیا ہے۔ با اخلاق و علمی مذاق کے ہیں۔

ام الحواء علیہا السلام

اِس جگہ ام البشر حواء علیہا السلام کی قبر بھی جانب شرق بنی ہوئی ہے۔

میں نے اسے دیکھا تھا۔

طول	۱۵۰ میٹر	=	۴۹۲ فٹ
بلندی	یک میٹر	=	سواتین فٹ
عرض	۳ میٹر ہے	–	۱۰ فٹ

ایک محراب جیسی سرہانے پر ایک قبہ قریباً (۲/۳؟) حصہ طول میں۔ اور ایک محراب جیسی پائین قبر پر بنی ہوئی تھی۔ عرض قبر پر دو دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ درمیان سے جگہ خالی ہے۔ یہ دونوں دیواریں قبر کی چوڑائی کو بتلاتی ہیں۔

انسانی قامت کی بلندی

حضرت آدم علیہ السلام کی قامت کی بلندی یہود و نصاریٰ اور اسلامی روایات میں مسلمہ ہے۔ بعض روایات میں ان کا قد ۶۰ باع (یعنے ۹۰ فٹ) بیان ہوا ہے۔ علماء طبعی بھی اس کا انکار نہیں کرتے

اِس مسئلہ میں جن فلاسفروں کو انسان کے موجودہ قد سے کئی گنا زیادہ طول کا انکار ہے۔ اُن کی سب سے بڑی مضبوط دلیل مصر کی وہ ممی شدہ لاشیں ہیں جن کی قدامت کئی ہزار سال کی تسلیم کی گئی ہے۔ ان فلاسفروں کا بیان ہے۔ کہ ان لاشوں کا طول موجودہ انسان سے بہت زیادہ بڑا نہیں۔ جس طرح ان لاشوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ موجودہ انسان کئی ہزار سال کے پہلے انسان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کچھ زیادہ چھوٹا نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ یہ مصری بھی اپنے سے کئی ہزار سالہ پہلے کے انسان سے بہت زیادہ چھوٹے نہ تھے۔

خیر قیاس ہی قیاس ہے۔ اور اس قیاس کا ضعف اس طریق سے اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ کہ یہ فلاسفر لوگ مصری تمدن سے بیشتر کا وہ زمانہ جو آدم علیہ السلام کا زمانہ ہے کئی ہزار سال کا نہیں۔ بلکہ لاکھوں سال کا تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے اس تفاوت زمانی کو جو ہم میں اور قدیم مصریوں میں ہے۔ اس تفاوت زمانی کے ساتھ جو مصریوں اور ابوالبشر علیہ السلام میں تھا فلاسفری حساب سے ایک اور دس کی نسبت بھی کم ہے۔

قدیم ترین زمانہ میں جاندار مخلوق کی قد و قامت کی بڑائی کی دلیل ان اکتشافات ارضی پر مبنی ہے۔ جن میں ہاتھیوں۔ باریچھوں وغیرہ کے ایسے ڈھانچ برآمد ہوئے ہیں۔ جو موجودہ زمانہ کے انہی جانداروں سے کئی کئی گنا بڑے ہیں۔ اور اس سے یہ صحیح نتیجہ نکلتا ہے کہ جن تاثیرات ارضی و سماوی کا اثر حیوانات پر ہوا۔ انہی کا اثر حیوان ناطق (انسان) پر بھی ہوا۔ ام البشر حوا علیہا السلام کا قد اگرچہ موجودہ بنات آدم سے بہت بڑا ہوگا۔ لیکن ہمارے لئے قابل غور یہ ہے۔ کہ کیا یہ قبر جو قبرستان جدّہ میں موجود ہے فی الواقع ان کی ہے۔ عرب کی قدیم تاریخ سے یہ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ اسی نواح کے قرب وجوار میں حضرت حواء کے نام کا ایک مندر تھا جس میں ان کے بت کی پرستش کی جایا کرتی تھی۔ اس مندر کے سیوک بنو قضاعہ تھے۔

اسی نواح کے قرب وجوار میں سُواع بن شیث علیہ السلام کا مندر بھی تھا۔ جسے بنو ہذیل مانتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ وَدّ۔ و یغوث۔ و نسر فرزندان سواع بن شیث بن آدم علیہ السلام کے مندر بھی پائے جاتے تھے۔ ان مندروں کے سیوک قبائل، کلب۔ و مراد و ہمدان۔ و حمیر تھے۔

اس لئے کوئی تعجب نہیں۔ کہ جب اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان قبائل نے اپنے اپنے مندروں کو خود خاک نشین بنا دیا تھا۔ تو کچھ زمانہ گذر جانے کے بعد کسی گمنام شخص جس کا کوئی پتہ اوراق تاریخ میں نہیں۔ اس مندر والی جگہ ہی کو یا کسی اور کھلی جگہ کو ام البشری کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر سے موسوم کر دیا ہو۔

ابن جبیر اندلسی کے سفرنامہ کے دیکھنے کے بعد ہم یہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ اس جگہ کو بطور قبر کے بیان کیا جانا آٹھویں صدی اسلامی کے بعد شروع ہوا ہے ابن جبیر کا پورا نام ابوالحسین محمد بن احمد بن جبیر الکنانی اندلسی النابلسی ہے۔ اس کا سفرنامہ لندن میں بھی چھپا ہے۔ اور مصر میں بھی۔ رحلت ابن جبیر مطبوعہ مصر کے ص ۳۷ پر یہ عبارت پائی جاتی ہے۔

وَبِہا مَوضِعٌ فِیہِ قُبَّۃٌ مُشَیَّدَۃٌ عَتِیقَۃٌ یُذکَرُ اَنَّہٗ کانَ مَنزِلَ حَوّاءَ اُمِّ البَشَرِ عِندَ تَوَجُّھِھا اِلیٰ مَکَّۃَ فَبُنِیَ ذٰلِکَ المَبنیٰ عَلَیہِ

جدہ میں ایک جگہ ہے۔ جہاں ایک مضبوط محکم قبہ بنا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ام البشر حواء جب مکہ معظمہ کو جا رہی تھیں تو اس وقت وہ یہاں ٹھہری تھیں۔

یہ سفر ۵۷۹ھ ہجری میں کیا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ ہم آج کئی سو فٹ کی لمبی قبر دیکھ رہے ہیں۔ وہاں ۵۷۹ھ میں صرف ایک گنبد تھا۔ اور اسے بھی اماں حواء کے اترنے کی جگہ سمجھا جاتا تھا۔ نہ کہ لحد سمجھا گیا تھا۔

میرے نزدیک وہ قبہ جو قبر کی دو ثلث طول کے بعد آتا ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر ابن جبیر نے کیا ہے۔ حالیہ مجاور اسے ناف لاشہ کی جگہ بتلاتے ہیں۔

قبہ کا ناف لاشہ پر ہونا اس لئے بھی غلط ہے کہ سر کی طرف کا فاصلہ اس فاصلے سے بہت زیادہ ہے جو قبہ سے پاؤں کی طرف کا ہے۔ ہمارے زمانہ میں بنات آدم کا قد خواہ بڑی اماں کے قد سے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو گیا ہو۔ لیکن تناسب اعضاء تو کبھی زائل نہیں ہو سکتی۔ اس زمانہ میں ناف انسانی قامت کے قریباً نصف میں ہوتی ہے لیکن قبر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوپر کا دھڑ نیچے کے دھڑ سے دو چند بڑا ہو گا۔

پس مقام ہذا کی نسبت زیادہ سے زیادہ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ حواء علیہا السلام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبھی یہاں مٹی تھیں۔ یا کبھی اِن کے نام کا منداس جگہ تھا۔ بس۔

لیکن حکیم ناصر خسرو علوی بلخی جنے ۴۴۲ھ میں جدہ دیکھا تھا لکھتا ہے

وبیروں شہر ہیچ عمارت نیست الا مسجد ے کہ معروف است بہ مسجد رسول علیہ الصلوۃ والسلام

یہ ظاہر ہے کہ اگر اُن ایام میں یہاں اُم البشر کی قبر مشہور ہوتی تو حکیم اُس کا ضرور ذکر کرتا

جیسا کہ وہ اپنے تمام سفرنامہ میں قبور انبیاء کا ذکر کرتا رہا ہے۔ اگر قبہ ہوتا تو قبہ کا ذکر کرتا۔

ابن بطوطہ (جو جدہ میں ۷۲۵ھ میں پہونچا تھا) بھی قبرام البشر کا کوئی ذکر نہیں کرتا ابن بطوطہ

کا پورا نام ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ہے۔ شہر طنجہ میں پیدا ہوا۔

جدہ سے سرِ شام چلکر نماز صبح سے پیشتر حجاج حدہ پہونچ جاتے ہیں۔ یہاں مختصر سا

بازار ہے۔ اور ایک پختہ مسجد ہے۔ بازار میں اشیاء خوردنی ملجاتی ہیں۔ چوکیداری کی بابت

اِس کیمپ میں کچھ نہیں لیا جاتا۔ جس احاطہ میں ہم اُترے تھے۔ وہاں لکڑی۔ پانی کا ذخیرہ ایک

حبشی نے جمع کر رکھا تھا۔ فی کس چار آنہ لیکر لکڑی و پانی حسب ضرورت دیتا رہا تھا۔ مسجد کا

متولی مالکی المذہب تھا۔ اِس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ امام ابوحنیفہ رح کو امام اعظم کیوں کہا جاتا

ہے۔ میں نے اِس پر ایک مفصل تقریر کی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ میں نے آدھ گھنٹے سے زیادہ

عربی میں تقریر کی۔ جدہ سے مکہ معظمہ کی مسافت پہلے دن کے سفر سے کم ہے۔ ہم بعد عصر روانہ

ہوئے تھے۔ اور سحری کے وقت مکہ معظمہ میں پہونچ گئے تھے۔ یہ راستہ بہت آباد ہے۔ نہر زبیدہ

بھی مکہ معظمہ تک برابر برابر جاتی ہوئی اُن چاہات سے جو نہر پر بنائے گئے ہیں نظر آتی ہے

بہت سے قہوہ خانہ بھی راہ میں آتے ہیں جن سے راتدن کے ہر ایک حصّہ میں مسافر کو جا بجا آب سرد

وغیرہ ملسکتی ہیں۔ اس راہ قہوہ عبد۔ قہوہ جرادہ کیمپ بحرہ۔ حدہ۔ جبل شمیسی جبل مقلد۔

ہجالیہ بستان۔ قہوہ معلم۔ شیخ محمود (یعنی قبر جاراللہ زمخشری) مشہور مقامات ہیں۔ تمام فاصلہ

جدہ سے مکہ معظمہ تک ۰۸ کیلومیٹر کا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہر مکہ معظمہ

شہر مکہ مِن پہاڑوں کے سلسلہ میں گھرا ہوا ہے۔

سلسلہ شمالیہ۔ اِس میں جبل فلج (فلق) کا کچھ حصّہ۔ اور جبل قیقعان اور جبل ہندی اور جبل لعلع اور جبل کداء (الفتح اول۔ والمدنی آخرہ) واقعہ ہے۔ یوم الفتح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی راہ سے داخل مکہ معظمہ ہوئے تھے

سلسلہ جنوبیہ۔ اسی میں جبل ابی لمدیدہ۔ اور جبل کُدی اور جبل کُدَیّ اور جبل ابوقبیس اور جبل خندمہ داخل ہیں۔

سلسلہ غربیہ۔ جبل ابی مدیدہ و جبل فلج کا غربی حصّہ۔

اسی لئے عمارات شہر باہر سے آنیوالے کو دور سے نظر نہیں پڑتی ہیں۔

محل وقوع یہ شہر سطح بحر سے ۲۳۰ میٹر / ۷۵۴ فٹ بلند ہے۔ عرض ۲۱ درجہ ۳۸ دقیقہ طول ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ

ملکہ قرآن مجید کی سورہ فتح میں لفظ مکہ اور سورہ آل عمران میں لفظ بکہ اس بستی کا نام بتلایا گیا ہے اور ہر دو آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم مکہ تو شہر کا نام ہے اور اسم بکہ حرم کا نام ہے۔

اسم مکہ کی بابت بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ بابلی زبان کا لفظ ہے۔ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان اُس وقت تھی۔ لیکن اس کے لئے کوئی قوی دلیل اَب تک موجود نہیں ہے۔

اسم بکہ بہت قدیم ہے۔ اور بائیبل میں یہی نام بتایا گیا ہے۔

زبور ۸۴ میں ہے۔

۸۴(۴) مبارک وے ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وے سدا تیری ستائش کرینگے۔
۸۴(۵) مبارک وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے۔ ان کے دل میں تیری راہیں۔
۸۴(۶) وے بکا کے وادی میں گذر کرتے ہیں۔ اُسے ایک کنواں بناتے۔ پہلی برسات اُسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زبور کے درس میں جو لفظ وادی بکا ہے۔ یہی لفظ بطور پراپر نون یا اسم معرفہ کے بائبل کی ہر ایک زبان۔ عبرانی۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو کے ترجموں میں موجود ہے۔ اور اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک اس اسم کو بائبل میں اپنی ہی حفاظت و قدرت سے محفوظ رکھا ہوا ہے تاکہ اسی راہ کے متلاشی کو صحیح پتہ مل جائے۔ اور جو لوگ جان بوجھ کر اس راہ کو چھوڑتے ہیں۔ اُن پر حجت الٰہی قائم ہو جائے ۲

یہی کا نام اُم القریٰ ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ دنیا کی تمام آبادی نے اسی کا شیر روحانیت پیا ہے

الغرض

(۱) یہی وہ شہر ہے۔ جس کی بنا کا آغاز ابراہیم علیہ السلام سے ہوا (جو عمود ثالث عالم اور پدر اقوام اعظم ہیں)

(۲) یہی وہ شہر ہے۔ جسے رب العالمین نے بَلَدُ الْاَمِیْن فرمایا ہے۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ

(۳) یہی وہ شہر ہے۔ جس کی قسم رب العالمین نے استعمال کی ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ

(۴) یہی وہ شہر ہے۔ جس کی نسبت عبداللہ بن عدی بن الحمراء رضی اللہ کی روایت سے ترمذی و نسائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان ہوا ہے۔

وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ لَمَا خَرَجْتُ

بخدا تو خدا کی زمین پر بہتر۔ اور ساری زمین سے خدا کو زیادہ پیارا ہے۔ اور اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔

(۵) یہی وہ شہر ہے۔ جہاں آنے کا ارادہ رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

(۶) یہی وہ شہر ہے۔ جہاں کے عرصات و وادی بندگان خدا کے لئے مناسک ہیں

(۷) یہی وہ شہر ہے۔ جہاں حاجی کو لباس احرام کے سوا داخل ہونے کی اجازت ہی نہیں۔

(۸) یہی وہ شہر ہے۔ جس کے وسیع حدود میں کوئی جانور بھی شکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۹) یہی وہ شہر ہے جس کی بیرونی حدود تک کوئی درخت وغیرہ کاٹا نہیں جا سکتا۔

۲ [illegible] بخاری [illegible] عبدالرحمن بن [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۱۰) یہی وہ شہر ہے۔ جس کے اندر خدا کا وہ پہلا گھر موجود ہے۔ جس کی زیارت کیلئے ہر ایک مسلمان کا دل بیتاب رہتا ہے۔ جس کی زیارت کے لئے ہر ایک مومن اموال و اولاد۔ ازواج و اقارب کو چھوڑ کر۔ آرام و آسائش سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو جملہ آفات و مصائب کا نشانہ۔ اور مہلکات کا آماج بنا کر اُس تک پہنچنے کو اپنی بہترین سعادت شمار کرتا ہے۔

مورخین یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ مکہ میں اوّل اوّل سیدہ ہاجرہ علیہا السلام۔ و سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام آباد ہوئے۔

قبائل عرب

اور پھر آہستہ آہستہ اسجگہ مختلف قبائل کی رہائش ہوتی گئی۔ یعنی کبھی عرب العاربہ کبھی عرب المستعربہ کبھی بنو عمالقہ۔ کبھی بنو اسمٰعیل۔ غرض اُس روز سے جبکہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے یہاں قدم مبارک رکھا۔ یہ جگہ بنو آدم کے قلوب کے لئے مقناطیسی اثر رکھنے والی رہی ہے سردار قصیّ کے عہد تک (یہ نبی صلعم کے سلسلہ نسب میں پانچویں پشت میں ہیں) مکہ کی اکثر آبادی خیمہ جات میں آباد رہا کرتی تھی۔ اور صرف بیت اللہ الحرام کی عمارت پختہ تھی۔

قصیّ نے پختہ عمارات بنانے پر لوگوں کو راغب کیا۔ اور یہ تجویز کی۔ کہ اولاد فہر کے گھر (فہر ہی کا لقب قریش ہے) بیت الحرام کے گرداگرد بنائے جائیں۔ ان گھروں کا بیرونی دروازہ باہر کے کوچہ کی طرف کھلا کرتا تھا۔ اور اندرونی دروازہ مطاف کعبہ کی جانب کھلتا تھا۔ مطاف کے شمال مغرب میں ایک اور وسیع مکان بنایا گیا جس کا نام دارالندوہ تھا۔ اسی مکان میں قوم کی مجلس شوریٰ ہوتی تھی۔

موجودہ شہر مکہ میں بڑی بڑی عمارات پائی جاتی ہیں۔ تین تین۔ چار چار منزلہ مکانات بکثرت ملتے ہیں۔ جو بمبئی کے مکانات سے زیادہ مشابہ ہیں لیکن ان مکانات میں کوئی بھی عمارت زیادہ پرانے زمانہ کی نہیں ہے۔ میرے خیال میں کوئی بھی عمارت تین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صدی پیشتر کی یہاں موجود نہیں۔ (نہر زبیدہ کو ہم نے عمارت میں شمار نہیں کیا) شہر کی آبادی اس وقت ڈیڑھ لاکھ اندازہ کی جاتی ہے۔ اور چونکہ آبادی کے درمیان کئی کئی مقام پر پہاڑی سلسلہ حائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے سرسری نگاہ سے دیکھنے والے کو اس آبادی کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ کل آبادی مسلم آبادی ہے۔ بسنہ ۹ ہجری کے بعد اس پاک زمین پر کسی ایسے شخص نے قدم نہیں رکھا۔ جس کے دل کو کلمہ طیبہ نے پاک کر دیا ہو اگر آپ کو دو تین یورپین سیاحوں کے نام بتلائے جائیں۔ کہ وہ باوجود عیسائی ہونے کے حرم میں پہونچے تھے۔ تو ایسا بیان ہمارے کلیہ میں کوئی استثناء پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ بھی بظاہر مسلمان کہلاتے ہوئے۔ کلمہ پڑھتے ہوئے۔ نمازیں ادا کرتے ہوئے ہی وہاں داخل ہوئے تھے۔

مکہ کے بازار خوب لمبے اور بارونق ہیں۔ اور راستے کشادہ ہیں۔ بڑے بازاروں میں ایک وقت چھڑکاؤ بھی ہوتا۔ اور شہر کے ضروری حصوں میں لالٹین ناسے کی روشنی بھی کی جاتی ہے۔

پختہ سڑکیں نہیں ہیں۔ مگر زمین پتھریلی ہے۔ اور اس پر موٹی ریت ہے۔ ہمنے وہاں کئی لینڈو۔ کئی وکٹوریا گاڑیاں۔ یکے۔ تانگے دیکھے۔ جن کو ایک خچر یا دو خچریں کھینچتی تھیں راستوں میں گرد کم اٹھتی ہے۔ کیونکہ موٹی ریت ہے۔ اور اسی لئے گاڑی۔ گھوڑے کے چلنے سے کرخت آواز بھی سننے میں نہیں آتی۔

بازار سویقہ پر پچیس تیس فٹ کی بلندی پر چوبی تختوں کی چھت پڑی ہوئی ہے۔ اس بازار کا عرض کم ہے۔ مگر کاروبار کی بڑی کثرت ہے۔ اور متمول دوکانداروں کی دوکانیں اسی جگہ ہیں۔

دوکانوں میں یوروپ کا مال بھرا ہوا ہے۔ لیکن شامی ساخت کا کپڑا وغیرہ بھی بہت عمدہ عمدہ ملتا ہے۔ گوشت۔ سبزی۔ میوہ جات کی منڈیاں الگ الگ ہیں۔ اور ماکولات میں ہر چیز نہایت افراط سے ہر وقت میسر آتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تنور کی روٹی پانچ قسم سے زائد کی ہم نے خود استعمال کی۔ یعنی ڈبل۔ نان پاؤ۔ کلچہ۔ خمیری۔ فطیری وغیرہ۔ دودھ۔ دہی بخوبی ملتے ہیں۔ مختلف اقسام کے شربت کی دوکانیں ہر پندرہ بیس دوکانوں کے بعد نظر آجاتی ہیں۔

لوگ خوش پوش ہیں۔ صفائی پسند ہیں۔ کپڑے عموماً صاف۔ سفید۔ استری کئے ہوئے پہنتے ہیں۔ لباس میں کوئی نہ کوئی کپڑا رنگین بھی ہوتا ہے۔ گہرے رنگ کا نیلا۔ یا عنابی۔ یا قرمزی وغیرہ۔ کپڑے بالعموم خواتین اپنے گھروں میں خود دھوتی اور خود استری کرتی ہیں۔ اور ہر ایک لڑکی کا اِس ہنر سے واقف ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے چائے کے استعمال کی کثرت ہے۔ اور اس لئے قہوہ خانے شہر کے اندرونی حصوں میں۔ اور اطراف آبادی میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

اعلیٰ طبقے میں سبز چائے کا رواج زیادہ ہے۔ نئے مہمان کے سامنے سیاہ و سبز دونوں قسم کی چائے پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ اُسے جدھر رغبت ہو اُس کا استعمال کرے۔ چائے عموماً دودھ کے بغیر پیتے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پی جاتی ہے۔

دوپہر کا کھانا بعد ظہر کھاتے ہیں۔ اور رات کا کھانا بعد از عشا۔ چونکہ نماز عشا اول وقت پڑھی جاتی ہے۔ اِس لئے اِن کے کھانے کے اوقات لنڈن اور ڈبلن سے ملتے ہیں۔ یہ ترکوں کا اثر ہے۔

کرایہ پر مکانات ہر ایک حیثیت کے بکثرت ملتے ہیں۔ اور خاص خاص مکانات ایسے بھی ہیں۔ جو فرش۔ گدیلہ۔ قالین سے آراستہ ہوتے ہیں۔ فرش قالین کا اکثر رواج ہے۔ اور ایرانی یا رومی قالین بڑی بڑی قیمتوں کے استعمال کرتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حریم حرم ۔ بیت اللہ المعظم

اصل چیز جس نے اِس جگہ کو آباد بنایا۔ جس نے اِس سنگ لاخ کو حرم الٰہی بنایا۔ وہ خدا کا گھر بیت اللہ الحرام ہے۔

اِس گھر کی عمارت میں سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے نام بطور معمار و مزدور لئے جاتے ہیں۔ ورنہ رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ وہی ہے۔ جو رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اور رب العالمین ہے۔

بائبل کتاب پیدائش ۱۲ میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیت ایل بنایا۔ ایل عبری میں وہی ہے۔ جو عربی میں اللہ ہے۔ اردو ترجمہ میں بھی یہ نام اسی طرح باقی ہے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ اِس گھر کا نام بیت ایل بطور معرفہ و علم تھا۔ چنانچہ مکہ والا گھر اب تک اسی معرفہ و علم کے ساتھ کل عالم میں زبانزد مردم ہے۔ عیسائی۔ یہودی اگر اب مکہ والے بیت اللہ کو حضرت ابراہیم والا بیت ایل نہیں تسلیم کرتے۔ تو اُن پر حجت الٰہی اِس طرح ختم ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ کسی دوسرے گھر کا جو بیت اللہ کے نام سے مشہور اور بنا ابراہیم ہو۔ نشان نہیں دے سکتے۔

وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

حرم کی بیرونی حالت

ایک بڑی مربع نما عمارت ہے جس کے اندر جانے کے لئے ہر چہار جانب دروازے بنے ہوئے ہیں۔ یہ گنتی میں ۲۲ ہیں۔ بجانب جنوب، باب[1] ام ہانی رضی اللہ عنہا اِس دروازے کے بائیں طرف بجلی کا انجن لگا ہوا ہے۔

یہ سیدہ ام ہانی ہمشیرہ علی مرتضیٰ کا گھر تھا۔ شب معراج کو ابتدائی شب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی گھر میں کچھ دیر استراحت فرمائی۔ اور پھر حرم میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ جہاں سے مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی سیر کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جسم اطہر کے ساتھ بحالت بیداری تشریف لے گئے تھے۔

۲ باب العجلہ۔ اِس کو باب بنی تمیم اور باب النکیہ بھی کہتے ہیں۔ عجلہ نام ہے ہبیرہ بن عمرو کی عورت کا۔ یہاں اُس کا گھر تھا۔

۳ باب الرحبہ۔ یا باب مجاہدیہ۔

۴ باب اجیاد۔ یا باب سنبلہ۔

۵ باب الصفا۔ یا باب بنو مخزوم۔

۷ باب بازان۔ سقایت بازان کی طرف منسوب ہے۔ یا باب النعلہ۔

بجانب شمال ۱ باب دریبہ ۲ باب المدرسہ ۳ باب الکعبہ ۴ باب الزیادہ یا باب الندوہ

۵ باب القطبی جو قطبی مصنف تاریخ مکہ کی جانب منسوب ہے

۶ باب الباسطیہ۔ مدرسہ عبد الباسطیہ کی طرف منسوب

۷ باب الزمامیہ۔

۸ باب العتیق۔ یا باب الشدہ۔ یا باب عمرو بن العاص

بجانب غرب ۱ باب العمرہ۔ یا باب بنی سلیم۔ عمرہ کے لئے اِسی دروازہ سے نکلتے ہیں۔

۲ باب ابراہیم۔ ایک مورخ نے لکھا ہے۔ کہ اِس نام کا ایک خیاط تھا۔ اُس کی دوکان اِس دروازہ پر تھی۔ اِس کے نام سے یہ دروازہ مشہور ہوگیا۔ لیکن عام طور پر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اِس دروازے سے تشریف لائے تھے۔

۳ باب الوداع۔ کیونکہ حاجی لوگ رخصت کے وقت اسی دروازہ سے نکلتے ہیں۔ اِسی کو باب الحزورہ بھی کہتے ہیں۔ حزورہ ایام جاہلیت کے بازار کا نام تھا۔ اسی کو باب بنی الحکم بھی کہتے ہیں۔

بجانب شرق ۱ باب بنی ہاشم یا باب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲ باب العباس یا باب الجنائز۔ اسی راہ سے جنازوں کو بعد از نماز جنازہ لیکر نکلتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

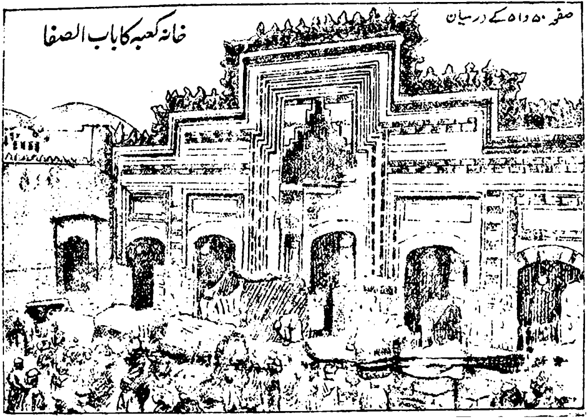

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۳ باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور دار خدیجۃ الکبریٰ سے آتے ہوئے
اِسی دروازہ سے نور افروز حرم ہوا کرتے تھے۔

۴ باب السلام۔ طواف قدوم کے وقت حاجی اسی دروازہ سے حرم میں
داخل ہوتے ہیں۔ یا باب بنو شیبہ۔ یا باب بنو عبد شمس۔

بعض دروازوں میں صرف ایک محراب۔ بعض میں دو دو تین تین دروازے ہیں۔ بلحاظ محرابوں کے لحاظ سے کل دروازے ۳۹ ہوتے ہیں۔

حرم میں جانے کے لئے ان میں سے اکثر دروازوں کے تین تین۔ چار چار زینہ چڑھ کر پھر اندر کی جانب اِسی قدر زینہ اُتر کر جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ حرم کی سطح نیچے ہے۔ اور اس لئے برسات میں گلی۔ کوچے یا سیلاب کا پانی اندر جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اِس سبب سے بیرونی دروازوں کی کرسی بلند رکھی گئی ہے۔

مینارہائے حرم

عمارت حرم کے ہر چہار اطراف پر ساتھ مینارے دستِ نیاز آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے کھڑے نظر آتے ہیں۔

چار مینارے تو چاروں کونوں پر ہیں۔ دو زائد دیوار شمال مغربی۔ اور ایک زائد دیوار شرقی جنوبی میں ہے۔ باب عمرہ کا مینارہ منصور عباسی نے سنہ ۱۳۰ھ میں تیار کرایا تھا۔ باب السلام۔ باب علیؓ۔ باب حزورہ کے مینارے خلیفہ مہدی عباسی نے سنہ ۱۶۸ھ میں بنوائے تھے۔

باب الزیادہ کا مینارہ معتضد عباسی نے سنہ ۲۸۴ھ میں بنوایا تھا۔

باب ام ہانی کا مینارہ سلطان قانتبای خان۔ سلطان مصر نے سنہ ۸۹۲ھ میں تیار کرایا تھا۔

حرم کی بیرونی پیمائش

۱۹۲ میٹر / ۶۳۰ فٹ طول۔ اور ۱۸۲ میٹر / ۵۹۷ فٹ عرض ہے۔

باب السلام سے داخل ہوتے ہی خانہ کعبہ پر نظر پڑتی ہے۔ اور اُس وقت ہر ایک حاجی کے دل پر جو خاص اثر پڑتا ہے۔ وہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو یہ شخص بے اختیار ہنس پڑتا ہے اور یا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے اختیار پڑتا ہے

عجیب ہیبت۔ وحرمت اور محبت وکشش کا مکان ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ حضور کی نگاہِ پاک بیت اللہ پر پڑی۔ یہ دعا پڑھی تھی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَتَکْرِیْمًا وَتَشْرِیْفًا وَبِرًّا[۱]

دروازہ کے اندر داخل ہو کر معلوم ہوتا ہے۔

کہ ایک بہت بڑے کشادہ صحن کے اندر آپہونچے ہیں۔ جس کے مرکز میں خانہ خدا بیت اللہ الحرام بنا ہوا ہے۔ اس کے گرداگرد مطاف کا دائرہ ہے۔ اس دائرہ کے چاروں طرف کھلا اور مربع صحن ہے۔ چاروں طرف صحن کے کناروں پر گھری چھتری ردا ق بنے ہوئے ہیں۔ جن کی چھتوں کو پتھروں کے ستون اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے ہیں یہ سب رواق ودالان۔ اور ان کے سامنے کا صحن مسجد ہے۔ یہ دالان ہر طرف تین تین کے حساب سے گنتی میں بارہ ہیں۔ ان میں ۳۱۱ ستون لگے ہیں۔ جن میں ۲۴۴ حجر شمیسی کے ہیں۔ ہر ایک ستون ایک ایک ٹکڑہ سنگ کا ہے۔ اور حیرت ہوتی ہے۔ کہ ان کو ساحل بحر سے یہاں تک کیونکر لایا گیا تھا[۲] یہہ عمارت سلطان سلیم کی تیار کرائی ہوئی ہے۔

عہد نبوی میں صحن کعبہ صرف تا حد مطاف تھا۔ عمر فاروق۔ عثمان ذوالنورین اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے صحن کے فراخ کرنے میں بہت سی ترقیات کیں۔ خلیفہ مہدی و خلیفہ ہادی کے وقت میں بھی صحن بڑھایا گیا۔ اس عمارت کے حصّہ شرقی کو ۸۰۲ھ میں آگ لگ گئی۔ تب ملک الناصر فرج نے ستون ہائے رخام کے بدلے حجر شمیسی کے ستون تبدیل کئے۔ پھر سلطان قائتبای خان نے ۸۸۶ھ میں تعمیرات میں اضافہ کیا۔ اس وقت ان سب رواق ہا کی مجموعی شکل مدوّر تھی۔ اور چھتوں پر لکڑی استعمال کیگئی تھی۔ سلطان سلیم نے عمارت کو مربع بنا دیا۔ اور چھتوں پر ڈاٹ لگوائی۔ اور ہر ایک تین سنگی ستونوں کے بعد ایک ستون پختہ خشت کا بنایا گیا۔ جو ہر ایک طرف کی

---

[۱] بعض نے اسی کو رسل عمر فاروق بیان کیا ہے۔ [۲] ابن جبیر نے لکھا ہے۔ کہ جو ستون خلیفہ نے بغداد سے بھیجے تھے اُن کے کھینچنے کے رستے کئی لاکھ روپیہ میں نیلام ہوئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاٹ کی دباؤ کو پورا پورا سہار سکتا ہے۔ اُس وقت سے اَب تک کسی ڈاٹ یا محراب میں بال برابر بھی فرق نہیں آیا۔

اندر کی طرف سے صحن کعبہ کے رواق ہا کا طول حسب شرح ذیل ہے۔

ضلع - جس میں باب الزیادہ ہے۔	۱۶۴	میٹر =	۵۳۸	فٹ
ضلع - جس میں باب الصفا ہے۔	۱۶۶	میٹر =	۵۴۵	فٹ
ضلع - جس میں باب السلام ہے۔	۱۰۸	میٹر =	۳۵۵	فٹ
ضلع - جس میں باب ابراہیم ہے۔	۱۰۹	میٹر =	۳۵۸	فٹ

اور اندرونی صحن کی کل پیمائش ۱۶۹۰۲ میٹر / ۵۸۲۳۶ فٹ مربع ہے۔

ابواب حرم سے کعبہ تک پہونچنے کے لئے صحن میں پختہ (پتھر و چونہ کی) سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ اِن سڑکوں کو دیکھو۔ تو ایک مربع صحن سے ایک درمیانی مرکز کی طرف کو جانی والی ہیں۔ یہ قریباً ۸ سڑکیں ہیں۔ مجھے شیخ اسمٰعیل ذبیح نے بتلایا۔ کہ ان سڑکوں کے نکالنے میں یہ کمال کیا گیا ہے۔ کہ جب کوئی شخص کعبہ کی طرف سے باہر جانے کے لئے پیٹھ پھیر کر جائیگا۔ تو اُس وقت اُس کی پشت ٹھیک کعبہ کی طرف نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہر ایک سڑک کا زاویہ عمارت کعبہ سے باہر کو نکلا ہوا ہے۔

بظاہر دیکھنے میں ایسا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جب اُن کے بتلانے سے اِس پر غور کیا گیا۔ تو بات صحیح نکلی۔ البتہ باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سڑک اِس سے مستثنیٰ معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ اِس راستہ کو نہیں بدلا جا سکتا تھا۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کا تھا۔ نیز اِس میں یہ بھی راز مضمر تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اِن قیود سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

سڑکوں کے بعد صحن کی جو زمین رہ جاتی ہے اُس پر پتھر کی چھوٹی چھوٹی گول گول کنکریاں بچھائی ہوئی ہیں۔ اِن کا فائدہ یہ ہے کہ یہ فرش جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اور عرب جیسے ملک میں ایسی تدبیر ہی کی ضرورت تھی۔ کنکریاں اول اول بحکم سیدنا عمر فاروق بچھائی گئی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والد بزرگوار مولوی قاضی احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ نے ۱۳۱۳ھ میں اولین حج کیا تھا۔ اس وقت اُنہوں نے واپس آکر ان کنکریوں کے متعلق فرمایا۔ کہ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستان کے فقرہ "شیخ عبدالقادر جیلانی[1] را دیدند کہ سر بر سنگریزہائے کعبہ نہادہ ہمی گفت" الخ کا لطف اُن سنگریزوں پر سجدہ کرنے ہی سے آیا۔

چار مصلّے جب ہم کسی دروازہ اور ان سڑکوں پر سے کسی سڑک پر ہو کر بیت اللہ کی جانب کو جائیں تو مطاف کے بیرونی حد پر چاروں طرف وہ عمارات (چھتے) نظر آتے ہیں جو مصلّٰے کے نام سے مشہور ہیں۔

حنبلی مصلّٰے بجانب شرق ہے۔ یہ یک منزلہ عمارت ہے۔

مالکی مصلّٰے بجانب جنوب ہے۔ یک منزلہ عمارت۔

حنفی مصلّٰے بجانب غرب ہے۔ اور دو منزلہ عمارت ہے۔ منزل بالائی پر مکبّر کھڑے ہوتے ہیں۔ جب کوئی امام حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی مصلّے پر نماز پڑھانے لگتا ہے تو اُسی امام سے تعلق رکھنے والا مکبّر آواز تکبیر کو ایسی بلندی سے ادا کرتا ہے کہ تمام صحنِ مسجد میں گونج جاتی ہے۔ اس تدبیر سے وقت واحد میں چاروں طرف سے کھڑے ہونے والے نمازی امام واحد کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حنفی مصلّٰے و دار الندوہ۔ مصلّیٰ حنفی اس مقام پر ہے۔ جہاں دار الندوہ تھا۔

اسی جگہ بیٹھ کر عرب کے مشہور سرداروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ کیا تھا۔ اُن کی ایسی ناپاک اجلاس میں نجد کا تجربہ کار بڈھا شیطان بھی شامل ہوا تھا مشورہ میں بڑی بحث کے بعد[2] اس امر پر اتفاق کیا گیا تھا۔ کہ ہر ایک مشہور قبیلہ سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے۔

---

[1] سید المشائخ شیخ الاولیا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ولادت ۴۷۱ھ وفات ۵۶۱ھ عمر ۹۰ سال۔ جملہ سلاسل اولیاء اللہ میں حضور کی رفعت شان کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے محدث اور حنبلی المذہب فتوح الغیب وغیرہ چند کتب حضور کی تصنیف ہیں۔ غنیۃ الطالبین کی نسبت شک ہے۔ اور اکثر علماء معتبر اس کتاب کو جناب ممدوح کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے۔

[2] اس کا مفصل ذکر رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۹۰ پر موجود ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر کو گھیر لیں۔
جب محمدؐ صبح کی نماز کے لئے باہر نکلے۔ تب یہ تمام بہادر اپنی اپنی تلوار سے اُس پر
یکبارگی وار کریں۔ اور اُسے بوٹی بوٹی کر دیں
تدبیر کرنے والوں میں سے شیبہ[1]۔ وعقبہ[2] فرزندانِ ربیعہ۔ طعیمہ[3] بن عدی۔ حارث[4]
بن عامر۔ نضر[5] بن حارث بن کلدہ۔ ابوالبختری[6] بن ہشام۔ زمعہ[7] بن اسود۔ ابوجہل[8] بن ہشام
منبہ[9]۔ ونبیہ[10] پسران حجاج۔ امیہ[11] بن خلف تھے۔
غزوہ بدر میں بہت ذلت کیساتھ قتل ہوئے۔
صرف وہی تین بچے جن کو بالآخر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمہ طیبّب ہی سے
حیات تازہ حاصل ہوئی۔ وہ ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم ہیں
غور کرو کہ یہ سردار تو ندوہ میں آنحضرت کے قتل کی تدبیریں کر رہے تھے۔ اور
اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ تھا۔ کہ اسی جگہ سے کلمہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ
اللہ کی آوازیں بلند ہونگی۔
صدرِ اسلام کے زمانہ میں اِس عمارت میں خلفاء وامراء اُترا کرتے تھے جب
وہ بیرونجات سے آیا کرتے۔ تیسری صدی میں یہ عمارت کس مپرسی میں ہوگئی۔ اور گرنے
لگی۔ خلیفہ معتضد باللہ عباسی کے حکم سے ۲۸۱ھ میں اُس عمارت کو گرا کر اُس کی جگہ
مسجد بنادی گئی۔ اور اُس کے اوپر قبہ بنایا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس کی شکل پلٹ دی گئی
چرکسی امیر جقمق نے ۹۴۷ھ میں مربع شکل کی دو منزلہ عمارت جیسا کہ آج ہے بنادی ہے
کعبہ کے شمال شرق کی جانب صحن کے اندر اطراف کے کنارہ پر چند عمارات اور
ہیں۔ جن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

—۰۰—

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۱) ممبر

حرم میں ممبر سب سے پہلے امیر معاویہ نے رکھا تھا۔ جب کہ وہ حج کو آئے تھے۔ اِس سے پیشتر خلفائے راشدین جدار کعبہ کے نیچے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔

سنہ ۱۷۰ھ میں جب ہارون رشید نے حج کیا۔ تب اُس کے لیے مصر سے ایک چوبی ممبر تیار ہوکر آیا تھا۔ جو عجیب و غریب صناعی کا نمونہ تھا۔

اِس کے بعد واثق باللہ نے یہاں ممبر رکھوایا تھا۔ یہ بھی منتقل ہونے والا تھا۔ جب خطبہ پڑھنے کی ضرورت ہوتی۔ تب ممبر کو رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان غربی دیوار کعبہ کے ساتھ لگادیا جاتا تھا۔ اور بعد از خطبہ اسے اُٹھاکر دوسری جگہ رکھ دیا جاتا

موجود ممبر سنگ رخام کا ہے۔ اور مطاف پر لگایا گیا ہے۔ خطیب اس پر خطبہ کرتا ہے۔ تب اُس کا رخ بجانب شمال ہوتا ہے۔ یہاں بھی یہ احتیاط کی گئی ہے۔ کہ ممبر عمارت کعبہ سے شمال مغرب کی جانب کو باہر نکلا ہوا ہے۔ یعنی خطیب کی پشت فی الواقعہ کعبہ کو نہیں ہوتی۔

موجودہ ممبر کے سامنے کی طرف " اِنَّہٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور صَدَقَ اللّٰہُ جَلَّ اِسْمُہٗ سنہ ۹۹۶ھ" سونے کے خوشخط حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اور اُس کی پشت پر نہایت عجیب نبت کا کام ہے۔ اور یہ تحریر ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تَدَبَّنِیْ السُّلْطَانُ سُلَیْمَانُ بِمِنْبَرًا لِّبَیْتِ الْاَمِیْنِ"

یہ ممبر غالباً (۱۴) سیڑھی کا ہے۔ زینہ کے اوپر خوبصورت گنبد ہے۔ جو سنگ مرمر کی باریک اور خوشنما ستونوں کی کھلی محرابوں پر ٹھہرا ہوا ہے۔

گنبد اور ممبر ایسی صنعت سے بنایا گیا ہے کہ خواہ کوئی موسم ہو خطیب جمعہ پر اُس وقت دھوپ نہیں پڑسکیگی۔ یہ ممبر سلطان سلیمان قانونی نے ہدیہ کیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جمعہ کے روز ممبر کی سیڑھیوں پر سرخ بانات کا فرش بچھایا جاتا اور دروازہ پر زریں پردہ آویزاں کیا جاتا ہے۔ جو خطیب کے آنے پر اُٹھایا جاتا ہے۔ دروازے کے دونوں بازوؤں پر سرخ علم جن پر کلابتونی زری کا کام ہوتا ہے۔ نصب کئے جاتے ہیں۔ اور پھر خطیب کے بازوؤں کے قریب ہر دو جانب ممبر سبز علم نصب کئے جاتے ہیں۔ ان پر بھی زری کا کام ہوتا ہے۔

موجودہ منبر دسویں صدی کی منبت کا عمدہ نمونہ ہے۔

محراب النبی صلعم

(۲) محراب باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ایک الگری محراب ہے۔ جو مطاف کے سرے پر آبری دار ملکی کاسنی رنگ کے پتھر کی بنائی گئی ہے۔ نہایت خوشنما ہے۔ اور یہ اُس راستہ کو نمایاں کرتی ہے جس راہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل مطاف ہوا کرتے تھے۔

اِس کے اوپر فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اور سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔

مقام ابراہیم

مقام ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقام ابراہیم سے مفہوم اصلی تو وہ پتھر ہے۔ جو قبہ کے اندر ہے لیکن اب تمام قبہ ہی کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ قبہ چار ستونوں پر استادہ ہے۔ مربع شکل کا ہے۔ ہر تین طرف اِس کے پیتل کی جالیوں کے بند دروازے لگے ہوئے ہیں۔

ہر ایک ضلع اِس قبہ کا ۶۰ء۳ میٹر ہے (۱۱ فٹ ۱۱ انچ)۔ اِس کے شمال کی جانب برآمدہ ہے جو چار سنگی ستونوں پر استادہ ہے۔ یہی مصلّٰے شافعیہ ہے۔ چونکہ حرم میں اس وقت سے بیشتر جبکہ چھٹی صدی میں چار مصلّے بنائے گئے۔ صرف شافعی المذہب امام ہی ہوا کرتے تھے۔ اِس لئے انہوں نے اپنا مصلّی اسی جگہ بنایا تھا۔ جس کی افضلیت قرآن مجید سے ثابت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى اِس برآمدہ میں جو قبہ کا دروازہ ہے۔ وہ کبھی کبھی کھلتا ہے۔ اور اس وقت اصلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقام ابراہیم کی زیارت ہو جاتی ہے۔

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کا پورا پورا نقش موجود ہے۔ پورا پاؤں۔ انگلیوں۔ پاتلی۔ ایڑی کے ساتھ نمایاں ہے اِس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ

یہ پتھر حضرت ابراہیم کی کمال عبودیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اتنا قیام کیا کہ پتھر پر پاؤں کے نقش اُتر آئے۔ اِس سے ہر شخص بوقت زیارت یہ سبق لے سکتا ہے کہ اُسے عبادت الٰہی میں کس قدر انہماک کرنا چاہیئے۔

اِس نقش سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تاثیر کس قدر قوی تھی۔ غور کرو۔ جن کے پاؤں تلے پتھر موم بن جاتا تھا۔ اُن کے پاس بیٹھنے سے کیوں سنگ دل پارس نہیں بن جاتے ہونگے۔

اِس سے یہ سبق بھی ملسکتا ہے۔ کہ جب ایک پتھر پر بھی اثر عبادت ربانی قائم ہو سکتا ہے۔ تو ناممکن ہے۔ کہ انسان عبادت کرے اور اُس کے دل پر اثر نہ ہو۔ اور وہ پاک کلمہ جس کا ورد کیا جائے۔ اُس کے دل پر کالنقش فی الحجر نہ بن جائے۔

شیدائے جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس مقام پر اور بھی زیادہ ادب و احترام کی نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بالکل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا تھا۔ اِس لئے یہ قیاس صحیح ہے۔ کہ حضور (فداہ ابی و امی) کا قدم مبارک بھی ایسا ہی تھا۔

اِس وقت دنیا میں جتنے قدم شریف پائے جاتے ہیں۔ اُن کی صحت کی ایسی عالی عالی سند موجود نہیں۔ جیسا کہ مقام ابراہیم کی سند ہے۔ اِس لئے مقام ابراہیم کی زیارت سے نقش قدم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہو جاتی ہے۔

یہ پتھر چاندی کے حلقہ میں لگا ہوا سطح ارض پر نصب ہے۔ اوپر سے زیادہ چوڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیچے سے کم۔ قریباً تین بالشت اونچا۔ دو بالشت وسیع ہے۔ اس پر چوبی غشادہ پڑا رہتا ہے اور اُس کے اوپر غلاف جس میں سبز سرخ حریر پر کلابتونی زری کا کام ہوتا ہے۔ اور زری کے حروف میں قرآنیہ آیات لکھی ہوئی۔

پہلے یہ پتھر جدار کعبہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اسے وہاں سے اٹھوا کر مطاف کے باہر (موجودہ جگہ پر) قائم کر دیا۔ تاکہ یہ مظنّہ اٹھ جائے کہ مسلمان کسی نبی کریم کے نقش قدم کا طواف کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمان کے دل میں آثار صالحین کی طرف میلان شرک پیدا نہ ہو۔ تاکہ مخالفین اسلام مسلمانوں پر آثار پرستی کا الزام نہ لگا سکیں۔)

مقام ابراہیم کا خانہ کعبہ کے صحن میں موجود ہونا وہ ناقابل بطلان زبردست شہادت ہے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ کعبہ کا معمار اولین یہی خلیل رب العالمین تھا۔ اہل کتاب نے اس پدر اعظم۔ اور عمود عالم کا کوئی آثار اپنے پاس نہیں رکھتے۔

(۳) نہر زمزم

اسرائیلی اور اسلامی روایتوں سے بالاتفاق ثابت ہے۔ کہ یہ کنواں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت وفضل سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے نکالا تھا۔ کتاب پیدائش ۲۱ باب میں ۱۴ سے ۲۰ درس تک یہ واقعہ موجود ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم سیدہ ہاجرہ و سیدنا اسماعیل سے علیحدہ ہوئے۔ تب ان کے پاس صرف ایک مشک پانی کی تھی۔ پانی ختم ہو گیا۔ تب ہاجرہ نے لڑکے کو ایک جھاڑی تلے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی۔ اس نے کہا میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سامنے بیٹھی۔ اور چلا چلا کر رو دی۔ (۱۷) تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ اور فرشتہ نے آسمان سے پکارا۔ کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر۔ کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے، خدا نے سنی (۱۸) اٹھ اور لڑکے کو اٹھا۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔ کہ میں اس کو ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑی قوم بناؤں گا (۱۹) پھر خدا نے اُس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا (الف)
اور جاکر اُس مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور لڑکے کو پلا دیا۔ (۲۰) اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا

زبور ۸۴ میں

وادی بکا کا پتہ دیگر کنواں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بیت اللہ کا بھی ذکر ہے۔ زبور مذکور کے
درس ۴۔ و ۵ و ۶ ملاحظہ ہوں۔

مبارک وہ ہیں۔ جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وے سدا تیری ستائش کرینگے۔
مبارک وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے۔ اُن کے دل میں تیری راہیں ہیں۔
وے وادی بکہ میں گذر کرتے۔ اُسے ایک کنواں بناتے ہیں۔ برسات بھی اُسے برکتوں (وادی کو)
سے ڈھانپ لیتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر ایڑی ماری اور اس سے

فَاِذَا جِبْرِيْلُ فَغَمَزَ عَقِبَهٗ عَلَى الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ

چشمہ پھوٹ پڑا اور سیدہ ہاجرہ نے پانی کے روک کے لئے اس کے کنارے ریت جمع کر دی۔

یہی کنواں اس وادی کی شرف و تقدس کا مظہر بنا اور اسی کنوئیں سے سیدہ ہاجرہ و
سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی عظمت و توقیر ملاک میں قائم ہوئی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث اسلام میں ذکر آتا ہے۔ کہ وہ کفار قریش کے
خوف سے یہ ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے ہیں
اس لئے وہ سب سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ ایک مہینے تک ماء زمزم کے سواء
کوئی چیز اُن کے منہ میں نہیں گئی۔ پھر بھی وہ چست و توانا بن گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا۔

الف غنیمت ہے۔ کہ موجودہ بائیبل میں یہ فقرہ ابتک موجود ہے۔ اور "ایک کنواں دیکھا" کے الفاظ میں بئر زمزم کا اقرار پایا جاتا ہے۔ فقط

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

توحضور نے فرمایا۔ ہاں تجھے معلوم نہیں۔ کہ زمزم غذا بھی ہے۔ اور پانی بھی ہے۔
قبل از اسلام حجاج کو پانی پلانے کی خدمت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھی۔ اب تک آپ کی جانب سے سبیل جاری ہے۔ بیرونی کھڑکی کے ساتھ حوض بنا ہوا ہے۔ کٹورا زنجیر سے بندھا ہوا رہتا ہے۔ ہر شخص کٹورہ کو حوض سے بھر کر پانی پی سکتا ہے۔

چاہ زمزم ایک مکان کی چھت کے نیچے ہے۔ مکان کی بالائی منزل پر گھڑیال بنا ہوا ہے۔ جہاں مکبرین تکبیرات پکارتے ہیں۔ اب امراء و حکام۔ اور دیگر علماء و مشائخ وغیرہ نماز جمعہ و عیدین کے لیے یہاں فروکش ہوتے ہیں۔ اس بالائی مکان میں اوقات نماز پنجگانہ کا ایک نقشہ دوازدہ (شہور سال کا) لگا ہوا ہے۔ یہ ایک اندلسی عالم کا بنایا ہوا ہے۔ اذانوں اور اقامتوں میں اس نقشہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ مکہ کے موذنین بذات خود بھی شناخت اوقات میں مہارت کامل رکھتے ہیں۔

چاہ زمزم کمرے کے وسط میں ہے۔ اور اس کی منڈیر پانچ فٹ بلند ہے۔ منڈیر کے اوپر کئی کئی فٹ اونچی آہنی سیخیں لگی ہوئی ہیں۔

چاہ سے پانی کھینچنے کی عزت بنو شیبہ کو حاصل ہے۔ اکثر وہ خود نکالتے ہیں۔ یا ان کا غلام قبل از سحر پانی میں عجیب مزہ ہوتا ہے۔ شیر تازہ کی سی لذت محسوس ہوتی ہے۔

عباسی خلفاء منصور و مامون رشید کے عہد میں چاہ کو زیادہ گہرا کیا گیا تھا۔ اب باوجود شبانہ روزی کھینچنے کے کنوئیں کا پانی نہ کم ہوتا ہے۔ نہ مکدر ہوتا ہے۔ اس پانی کی تاثیر یہ بھی ہے۔ کہ برسوں تک رکھا رہے۔ پھر بھی اس میں جالا نہیں پڑتا۔ اور خراب نہیں ہوتا۔ حکماء فرنگ اس کی توجیہہ یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ اس پانی میں پوٹاس۔ سوڈا۔ کبریت وغیرہ کی ایسی مقدار پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ پانی خراب نہیں ہوتا۔

اہل اسلام کو اس توجیہہ کے ابطال کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کو خوش ہونا چاہیے کہ پانی کے خراب نہ ہونے کی صفت پر تو یہ لوگ بھی متفق ہیں۔ اور یہ بات بھی ان کو ماننی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑیگی۔ کہ دنیا میں اور کوئی کنواں ایسا نہیں ہے۔ جس کے پانی میں ایسی تاثیر پائی جاتی ہے۔ کسی چاہ کو در بارِ قیاس نہ کرد۔ پانی کی روانی۔ انتقال مکانی۔ مختلف حصص ارضی اور مختلف پہاڑوں۔ میدانوں کی معدنی و نباتاتی تاثیرات کی آمیزش میں جو دریا کو حاصل ہوتی ہیں۔ اور عدم آمیزش میں جو چاہ کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔ بیّن فرق ہوتا ہے۔

چاہ زمزم کی روحانی فضیلت[1] کو خواہ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن دنیا میں کوئی شخص ایسے قدیم کنوئیں کا نشان نہیں دے سکتا۔)

زمزم کا پانی تلخ نہیں۔ بلکہ نمکینی پر ہے۔ اور خوب ہاضم ہے۔ عرب کے مشہور شاعر معری کا شعر ہے۔

تبارکت انہار البلاد سوائح بعذب وخصت بالملوحۃ زمزم

اگر حاجی چاہیں۔ تو یہ انتظام بآسانی ہو سکتا ہے۔ کہ اُن کے مکان پر آبِ زمزم کی صراحیاں روزانہ آتی رہیں۔ روانگی کے وقت زمزمی والے کو دو روپے فی حاجی دے دینے چاہئیں اس سے وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ ورنہ صابر ہیں۔

مطاف

مطاف سے باہر جس قدر عمارات صحن کعبہ میں ہیں۔ ہم اُن کا بیان کر چکے ہیں۔ اب مطاف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک گول دائرہ کا صحن ہے۔ جس کے وسط میں بیت اللہ کی مکعب عمارت واقع ہے۔

یہی صحن اس کا وہ اصلی صحن ہے۔ جو سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے عہد سے لیکر عہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلمہ صحن رہا ہے۔

دائرہ مطاف کا قطر شمال سے جنوب تک ۵۱ میٹر = ۱۶۸ فٹ

[1] واضح ہو۔ کہ مختلف مذاہب میں مختلف جگہ کے پانی کی خاص خاص فضیلت تسلیم کیگئی ہے۔ ہندو، گنگا جمنا کی، یہود دریائے یاردن، اہل فرانس لورڈس کے مقدس کی نسبت بہت بڑا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہر ایک قوم میں دیار کے پانی لے جانے۔ احباب میں تقسیم کرنے کی رسم جاری ہے۔

مطاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور شرق سے غرب تک ۴۱ میٹر ۱۲۵ فٹ ہے۔

کعبہ تک مسافت مطاف ہر چہار جانب سے حسب ذیل ہے۔

از جانب شرق	۱۲ میٹر ۳۹ فٹ
از جانب غرب	۱۹ میٹر ۶۲ فٹ
از جانب شمال	۱۲ میٹر ۳۹ فٹ
از جانب جنوب	۱۹ میٹر ۶۲ فٹ

اس کی سطح صحن کعبہ . . . . کی سطح سے نیچی ہے۔ اور بارش کا پانی مطاف سے نکالنے کے لئے تہ زمین نالیاں بنائی ہوئی ہیں۔ صحن میں احجار شمیسی کا فرش ہے۔ یہ سنگ مرمر جیسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن مرمر سے زیادہ سخت و مضبوط۔ آگ اس پر جلدی اثر نہیں کرتی۔ آفتاب میں بدیر گرم ہوتا ہے۔ یہ فرش چار صدی کا لگا ہوا ہے۔ لیکن ابتک پتھر نہیں گھسے ہیں کہیں کہیں درزبندی میں ذرا سا فرق آگیا ہے۔ اس کے اندر مسالہ پیوست کردیا گیا ہے۔

مطاف ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے۔ حجر اسود سے حجر اسود تک سات چکر لگائے جاتے ہیں۔

اگر انسان ایک بلند جگہ پر بیٹھ کر طواف کرنے والوں کو حالت طواف میں دیکھے۔ (جیسا کہ میں اکثر کیا کرتا تھا) تو کوئی شے بھی عظمت وجلال الٰہی اور ہیبت وعزت ربانی کا نقش دل پر جمانے والی اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آسکتی۔ اس نظارہ سے ایسی حیرت و در ربودگی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی لذت دید غالب آجاتی ہے۔ کہ اس وقت آنکھ کا جھپکنا بھی مانع نظارہ محسوس ہوتا ہے۔

انسان نہیں۔ بلکہ دریائے عبودیت جوش میں ہوتا ہے عجز و افتقار کی امواج کا تلاطم ہوتا ہے۔ خشیت و انابت الی اللہ کے جواہر اصداف قلوب میں جاگزین ہوجاتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حالت طواف میں جملہ جذبات پر ایثار و قربانی کے جذبات غالب آجاتی ہیں۔ وہ اضطراب جو شوق لقا میں ہوتا ہے۔ اور وہ سکینہ جو وصال میں ہوتا ہے۔ دونوں زائل جاتے ہیں۔ حواس اپنے تاثرات مادی سے الگ ہو جاتے ہیں۔ عقل و ادراک پر یقین و عرفان کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ الغرض طواف ایک عجیب شے ہے۔

یاد رکھو کہ طواف خانہ کعبہ ہی سے مخصوص ہے۔ اور اس کے احکام بھی اُسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اب ہم مطاف کے اندر اور کعبہ سے باہر کی خاص خاص اشیاء کا ذکر کرتے ہیں۔

حجر اسود: یہ دیوار شمالی اور دیوار شرقی کے درمیانی گوشہ میں جسے رکن یمانی کہتے ہیں۔ لگا ہوا ہے سطح فرش سے اس کی بلندی قریباً ۵ فٹ ہے۔ یہ پتھر سیاہ رنگ کا ہے۔ لیکن غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر سُرخ سُرخ نقطے اور کہیں کہیں سُرخ دھاریاں سی بھی ہیں۔

اس وقت یہ چاندی کے بیضوی حلقہ میں لگا ہوا ہے حجر کا قطر ۳۰ سنٹی میٹر / ۱۲ انچ ہے۔ اور چاندی کے حلقہ کا عرض ۱۰ سنٹی میٹر / ۴ انچ ہے۔

اِسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ قائم کیا تھا۔ طواف اسی جگہ سے شروع کیا جاتا ہے۔

طواف کرنے والا حجر اسود کو بوسہ دیکر دیوار کعبہ کے ساتھ ساتھ اپنے دہنے ہاتھ کو چلتا ہے۔ اور حطیم کے احاطہ سے اوپر کو ہوتا ہوا پھر حجر اسود پر آپہونچتا ہے۔ یہ ایک شوط (یا چکر) ہوا۔ اسی طرح سات اشواط کرنے چاہئیں۔ اِن کے مجموعہ کا نام طواف ہے۔ ممکن ہو۔ تو ہر چکر میں حجر اسود کا بوسہ لے لیا کرے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو۔ تو صرف ہاتھ کا اشارہ اُس طرف کر دینا کافی ہے۔ اِس سے ایک شوط دوسرے سے متمیز ہو جاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حجر اسود کی حرمت۔ حجر اسود اس لئے قابل حرمت اور متبرک ہے۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کا نصب کردہ ہے۔ حضرت ابراہیم کی جملہ اولاد میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ وہ جس جگہ کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص کیا کرتے تھے۔ وہاں نشان کے طور پر ایک اَن گھڑا پتھر کھڑا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت اسحٰق و یعقوب نے جہاں جہاں ایسے پتھروں کو قائم کیا اُن کا مذکور بائیبل میں موجود ہے۔

مسلمان اس کا بوسہ لیتے ہیں۔ اُن پر اعتراض کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک قسم کی غیر پرستی ہے۔ لیکن اعتراض کرنے والوں کو پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ کیا مسلمانوں کے نزدیک بوسہ بھی افعال عبادت میں داخل ہے یا نہیں۔ میرے نزدیک مسلمان تو کیا۔ دنیا میں کسی قوم نے بھی بوسہ کو افعال عبادت الٰہی میں شامل نہیں کیا۔ کون ہے۔ جو اپنی بیوی اور بچہ کو بوسہ نہیں دیتا۔ تو کیا اب سمجھا جاوے گا کہ وہ بیوی کو خدا۔ ایشر گاڈ سمجھتا ہے۔ یا بچہ کو اللہ۔ بھگوان۔ یہوواہ جانتا ہے۔

الغرض جب بوسہ افعال عبادت میں داخل ہی نہیں تو کسی چیز کو چوم لینا بھی شرک نہیں۔

ہاں اگر کوئی شخص حجر اسود کی عبادت کرے۔ یا اُسے حاجت روا سمجھے یا اُس سے مدد و اعانت کا خواہاں ہو۔ تو ایسا کرنا بیشک شرک ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی مغلطہ کے دور کرنے کے لئے موسم حج میں حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا اِنَّمَا اَنْتَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ (تو تو ایک پتھر ہے۔ کہ نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے۔ نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے) اثنائے طواف میں طواف کرنے والے کو ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہنا چاہیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ادعیہ جامعہ کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عَذَابَ النَّار کی تعلیم دی گئی ہے۔

مجھے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یہ خیال آیا۔ اور اِس خیال نے قلب میں ایک عجیب بالاتر اَز بیان کیفیت پیدا کی۔ کہ آج کوئی شے ایسی نہیں۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہو۔ اور ہم اُسے بوسہ دے سکیں۔ ایک حجرِ اسود یقینی ایسی شے ہے۔ اور اسے بوسہ دینے سے ہم بالواسطہ اپنے لب کو حضور کے لب تک لیجا سکتے ہیں۔ اور فارسی محاورہ کے مطابق بوسہ بہ پیغام کا لطف حاصل کر سکتے ہیں

ہم نے طواف میں اَشواط سبعہ (سات چکروں) کا ذکر کیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ۷ کے عدد میں خاص اسرار پائے جاتے ہیں۔

سبع شداد۔ سبع سیارہ۔ ہفت زمین۔ ہفت فلک۔ ہفت ایّام۔ سبع مثانی وغیرہ اِس عدد کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

اَب یہ بھی غور کرو۔ کہ شمار کا مدار جفت و طاق پر ہے۔

ذرا سات کے عدد پر غور کرو۔

اگر ۷ کے مشمولہ اعداد کا تجزیہ کریں۔ تو مندرجہ ذیل جفت و طاق اُس کے اندر شامل ہونگے

	جفت	طاق
اوّل	۲	۳
دوم	۴	۵

اگر جفت اوّل ۲ کو طاق ثانی ۵ سے جمع کریں۔ تب ۷ آئینگے۔ اور اگر جفت دوم ۴ کو طاق اولی ۳ سے جمع کریں تب بھی ۷ آئینگے۔

اب یہ بھی غور کرو کہ عربی میں عدد ۳ جمع کے لئے ہے۔ اور عدد ۷ اُس کے المضاعف سے بھی زیادہ ہے۔ اِس لئے یہ کثرتِ تام پر دال ہے۔

ملتزم۔ حجرِ اسود سے چلکر باب کعبہ اور حجرِ اسود کے درمیان دیوار کا جو حصّہ ہے۔ اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ملتزم" کہتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق کی روایت ہے۔ کہ میں نے اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور رب العالمین کے حضور میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا مانگتے دیکھا جبکہ پیشانی مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔ حضور نے مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ عمر! یہ ہے وہ جگہ جہاں رونے والے کو آنسو بہانے چاہئیں۔

معجن طواف کرنے والا جب حجر اسود سے چل کر باب کعبہ کے سامنے سے ہوتا ہوا دو تین قدم آگے بڑھتا ہے۔ تو اسے دیوار کعبہ کے ساتھ ملا ہوا ایک چھوٹا سا حوض نظر آئیگا۔ یہ ایک فٹ گہرا اور تقریباً آٹھ فٹ مربع ہے۔ مشہور ہے کہ بنا کعبہ کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اسی جگہ گارہ کا گھان بنایا تھا۔

ابن جبیر سیاح کی رائے ہے۔ کہ یہ حوض اس لئے بنایا ہے۔ کہ جب اندرون کعبہ کو غسل دیا جائے۔ تب آب مستعمل اس میں جمع ہو سکے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وبقی الحوض المذکور مصبا لماء البیت اذا غسل

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ مقام ابراہیم (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات آ گئے ہیں۔) پہلے اسی جگہ رکھا ہوا تھا۔

اس کے فرش پچی کاری کی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے کے طرف کئی قیمتی پتھر لگے ہوئے ہیں۔ ایک سرخ پتھر کا ٹکڑا۔ جو یاقوت کا ہم رنگ ہے۔ اور تقریباً ۸ انچ لمبا۔ تین انچ چوڑا ہے۔ اس میں لگا ہوا ہے۔ عوام لوگ اسے چومتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے چومنے سے ہکلاپن کو آرام ہو جاتا ہے۔ مگر شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ علما منع کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے اس قیمتی پتھر کو بطور زیبائش یہاں لگوا دیا ہے۔

میزاب رحمت جب طواف کرنے والا اس شمالی دیوار کے طول کو ختم کرے گا۔ تو اسے حطیم (حاطہ) اور دیوار کے درمیان ایک راستہ ملیگا۔ جو ۸ فٹ کا ہے۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالمقابل جنوبی دیوار اور حطیم میں بھی یہ راستہ ہے۔ اس راستہ سے انسان کعبہ کی دیوار غربی کی پشت پر پہونچ جاتا ہے۔ اسی دیوار کے وسط میں منڈیر پر پرنالہ لگا ہوا ہے۔ پہلے یہ پرنالہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ سب سے پہلے حجاج نے لگوایا۔ جو مسّی تھا۔ سلطان سلیمان اعظم نے ۹۵۹ھ میں چاندی کا لگوادیا۔

۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد نے اس کی جگہ ایک اور میزاب چاندی کا لگوایا جس پر میناکاری کا کام۔ اور سنہری پھول تھے۔

موجودہ میزاب سلطان عبدالمجید خان کا لگوایا ہوا ہے۔ اور خالص سونے کا ہے۔ لفظ میزاب عربی نہیں۔ مزآب اس کی اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ احادیث میں اس لفظ کا استعمال میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔

حطیم اور دیوار کعبہ کے درمیان جس راستہ کا ذکر میں نے کیا ہے۔ طواف کرنے والے کو ادھر نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ حطیم کے اوپر کو ہوتا ہوا طواف کرے۔ کیونکہ جو زمین آج کعبہ کی دیوار غربی اور دیوار حطیم کے درمیان ہے۔ وہ تو علم الٰہی میں اندروں کعبہ کی زمین ہے۔

اس زمین کی پیمائش ہم پہلے دے چکے ہیں۔ اس کا نام حجر اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہے۔ کیونکہ بنا بیت اللہ سے پیشتر حضرت اسمٰعیل کی آرام گاہ بھی یہی تھی۔ یہ زمین چونکہ اندروں کعبہ کی زمین ہے۔ اس لئے اس کے فرش پر بیش قیمت پتھروں کی پچی کاری سے عمدہ عمدہ پھول بوٹے بنائے گئے ہیں۔ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب اندروں کعبہ میں نماز پڑھنے جیسا ہے۔

حطیم وہ حصہ جو اندروں کعبہ کے زمین کا ہے۔ اور عہد قریش سے باہر چلا آتا ہے۔ اب اس کے گرد دیوار بنی ہوئی ہے۔ یہ دیوار پہلو دار بیضوی ہے۔ اور سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ قریباً ساڑھے ۵ فٹ اونچی اور اتنی ہی چوڑی ہے۔ اس عرض کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سطح پر آیاتِ قرآنی، وادعیہ وغیرہ اُبھرے ہوئے حروف میں منقوش ہیں۔

کسوت کعبہ بیت اللہ کی چاروں طرف کی دیواریں منڈیر سے لیکر شاذروان (پشتہ دیوار) تک سیاہ ریشمی لباس سے ملبوس ہیں۔ کسی جگہ عمارت کا ذرا سا حصہ بھی نظر نہیں آتا۔[۱]

کعبہ پر کسوت کا رواج بہت قدیم الایام سے ہے۔ جہاں تک تاریخ میں پتہ لگتا ہے۔ تُبّع بادشاہ یمن پہلا شخص ہے۔ جس نے بیت اللہ پر مکمل کسوت چڑھایا تھا یہ ریشم کا تھا۔ یہ بادشاہ تقریباً سات صدی قبل از اسلام گذرا ہے۔ تبع کے بعد کسوت کعبہ کی رسم برابر جاری رہی ہے۔ مختلف قسم کے پارچات یا ہرن کی کھالوں وغیرہ سے عمارت کو ڈھانکدیا جاتا تھا۔

قبل از اسلام نُتَیلا بنت جناب بن کلیب (از نسل ربیعہ بن نزار) اہلیہ عبد المطلب پہلی خاتون ہیں۔ جس نے کعبہ پر ایک ہی ریشمی کپڑے کا لباس چڑھایا تھا۔ یہ سیدنا عباس عم مصطفوی کی والدہ ہیں۔ حضرت عباس بچپن میں کھوئے گئے تھے۔ ان نے منت مانی تھی۔ کہ اگر اس کا بچہ صحیح وسالم ملجائے۔ تو وہ کعبہ پر لباس حریر چڑھائینگے۔ بچہ مل گیا۔ اور منت پوری کی گئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کسوت پر دوسری کسوة کو چڑھادیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق نے قرار دیا کہ پہلی کسوت کو زوار کعبہ میں تقسیم کردیا جایا کرے۔ مگر فروخت نہ ہو۔ اور کسوت جدید پہنادی جایا کرے۔ ابتک اسی پر عمل جاری ہے خلفاء راشدین کے عہد میں گو سال بسال کسوت ابریشمی (حریر یا استبرق) کا چڑھایا جاتا تھا مگر کسی خاص رنگ کی پابندی نہ تھی۔ کبھی سبز کبھی سفید وغیرہ وغیرہ۔ ہاں تمام کسوت

---

[۱] باب کعبہ کی چوکھٹ کے نیچے جو ۲ فٹ مربع کا حصہ ہے۔ اس پر غلاف نہیں۔ کیونکہ جب پردہ باب کو کھول دیتے ہیں۔ تو وہ اُسے ڈھک دیتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک ہی کپڑے کا ضرور ہوا کرتا تھا۔ حکیم ناصر خسرو علوی جس نے ۴۴۲ھ میں حج کیا تھا۔ لکھتے ہے کہ کسوت کعبہ سفید ریشم کا ہے۔ درمیان میں دو طراز پڑے ہوئے۔ نیچے کے حصہ پر جس کا طول دس گز ہے۔ ہر ایک دیوار کی جانب تین تین محرابیں سرخ ریشم کی بنائی ہوئی ہیں۔

سعید ابن جبیر سیاح مغربی نے ۵۸۳ھ میں حج کیا تھا۔ اس وقت حریر سبز کا کسوت تھا۔ یہ کسوت بنو فاطمہ کی جانب سے آیا تھا۔ خلفاء عباسیہ نے کسوت کعبہ سیاہ ریشم کا ہونا مقرر کر دیا تھا۔ ترکوں نے عباسیوں سے خلافت لی۔ اور اس لئے اب تک کسوت کعبہ سیاہ ابریشم کے پارچہ ہی کا ہوتا ہے۔ اہل عرب کے نزدیک لباس سیاہ وقار و ہیبت کا لباس سمجھا جاتا ہے۔ عباسیہ نے بالخصوص رنگ سیاہ کا التزام اس لئے کر لیا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک چادر مبارک اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔ اور وہ سیاہ رنگ کی تھی۔

غلاف یا کسوت کعبہ پر سیاہ زمین ریشمی پر سیاہ حروف ریشمی میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اوپر سے نیکر نیچے تک ایک مستطیل مربع ٹکڑے میں دو بار کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے۔ یہ سیاہی نور افروز باصرہ ہوتی ہے۔ اور سویدائے قلب سے زیادہ پیاری لگتی ہے منڈیر کے قریب جا کر کسوت پر زریں تحریر شروع ہوتی ہے جسے تمام تحریر کو پڑھا ہے۔ اس لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

جانب باب کعبہ کی کسوت پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

جانب دیوار شرقی کی کسوت پر قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا
وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ
الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ
وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

جانب دیوار جنوبی کی کسوت پر لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ
الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ
وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

بجانب دیوار میزاب بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

فی ایام دولت فلان بن فلان ....

اسال یعنے ۱۳۲۹ھ میں سلطان مصر کا نام تحریر کنندہ تھا۔

تیاری کسوت کعبہ کا حال یہ کسوت مصر میں تیار کیا جاتا ہے۔ جب محمد علی بادشاہ اوّلیں خدیو مصر کو سلطان قسطنطنیہ نے حکومت مصر نسلاً بعد نسل عطا کی۔ تب یہ شرط کر لی گئی تھی۔ کہ کسوت کعبہ سال بسال مصر سے بھیجا جایا کریگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قاہرہ میں اس کی تیاری کا کارخانہ بھی الگ ہے۔ مسلمان نابالغ لڑکیاں باوضو ہو کر اسے تیار کرتی ہیں۔ سوت کاتنے سے لیکر آخر سلائی تک کا کام اسی جگہ بنتا ہے۔ سلطنت مصر کی بجٹ میں اس کے لئے پچاس ہزار پونڈ سالانہ رقم رکھی جاتی ہے۔ یہ بھی بڑی رقم ہے۔ مگر چھ صدی پیشتر اس رقم سے دو چند رقم کا مصارف ہوا کرتا تھا۔

کسوت کعبہ کی روانگی کا دن مصر میں بڑی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس کی مکہ پہونچانے کے لئے خاص افسر کی نامزدگی ہوتی ہے۔ جن اونٹوں پر غلاف کعبہ رکھا جاتا ہے۔ اُن کو نہایت عمدگی سے سجایا جاتا ہے۔ سب کے آگے وہ اونٹ ہوتا ہے۔ جس پر محمل ہوتا ہے۔ محمل ایک مربع قبہ ہے۔ جس کے چاروں طرف کلغیاں۔ درمیان میں گنبد اور اُس پر بڑی کلغی ہوتی ہے۔ اور ہر چہار اطراف سے بیش قیمت پردوں سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر غلاف کعبہ کے خاص خاص حصے ہوتے ہیں

سلطان مصر محمل والی ناقہ کی مہار اپنے ہاتھ سے نامزد شدہ افسر کے حوالہ کرتا ہے اور اُس وقت محمل اتواپ سلامی کی شلک میں روانہ ہوتا ہے۔ سلطان مع کل دربار کے دروازہ شہر تک پاپیادہ مشایعت کرتا ہے۔

محمل کے ساتھ دو کمپنی پلٹن۔ ایک رسالہ اور چند اتواپ ہوتی ہیں۔ اور ہر منزل پر وہ چلتے وقت سلامی دیتے ہیں۔ غلاف کعبہ کے اٹھانے والے خاص خاص اونٹ مصر سے لائے جاتے ہیں۔ خواہ کسوت بذریعہ جہاز روانہ ہی کیا گیا ہو۔ محمل کا داخلہ مکہ معظمہ میں عموماً تین یا چار ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ عمائد و اشراف مکہ استقبال کے لئے باہر تک جاتے ہیں۔

اب ہم خاص کعبہ کے متعلق تحریر شروع کرتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قدامتِ کعبہ

کعبہ کو جو شرف دنیا بھر کے جملہ معابد پر حاصل ہے۔ اُن میں سے ایک وجہ
بھی ہے۔ کہ وہ دنیا میں سب سے پہلا گھر ہے۔ جو خالص عبادتِ الٰہی کے لئے تعمیر کیا گیا۔
قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ وہ پہلا گھر جو لوگوں کے نفع کے لئے بنایا
بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی گیا ہے وہ مکہ والا گھر ہے۔ جو برکت یافتہ
لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے۔ اور اہل عالم کے لئے باعث ہدایت

اِس قدامت زمانی کی صداقت اِس طرح معلوم کیجا سکتی ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ سے
تو سب سے پہلی جس عمارت کا نشان دے سکتے ہیں۔ وہ یروسالم (بیت المقدس) ہے۔
اور یہ امر خود یہود و نصاریٰ کا متفق علیہ ہے۔ کہ یروسالم کی بنیادیں داؤد علیہ السلام نے
بھری تھیں۔ اور اُن بنیادوں پر عمارت کی تکمیل سلیمان علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ امر
بھی متفق علیہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام کا زمانہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام
سے تقریباً ایک ہزار سال بعد کا ہے۔ پس یہود و نصاریٰ کی سب سے مقدس پہلی عمارت کعبہ
سے ایک ہزار سال بعد کی ہوئی۔ ان کے بعد دنیا میں سب سے بڑی قوم اہل ہنود کی ہے۔
اپنی سابقہ تہذیب کی قدامت بھی ہزاروں سال کے اعداد سے نہیں۔ بلکہ ارب اور کروڑ
سالوں کی گنتی سے بیان کیا کرتے ہیں۔ اِس ملک کے متعلق بھی آریہ ورت کے مایہ ناز
فرزند رومیش چندر دت صاحب اپنی کتاب "ہندوستان کی قدیم تہذیب (سولیزیشن
آف اینشنٹ انڈیا) میں تحریر فرماتے ہیں۔" ہندوستان کی تہذیب کا پہلا دور جو ویدک کا
ابتدائی زمانہ ہے مسیح سے چودہ سو سے دو ہزار سال پیشتر تک کا زمانہ تھا۔ اور اس دور
میں کوئی مندر نہ تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں بھی کوئی عمارت جو عبادتِ الٰہی کے لئے بنائی گئی ہو یروشلم کے برابر بھی قدامت کو نہیں پہونچتی۔ کعبہ کی قدامت کو پہونچنے کا تو کیا ذکر ہے۔

ممکن ہے کہ پڑھنے والے کا خیال اہرام مصر کی طرف جائے۔ اوّل تو اہرام پر استدلال کرنے والے کو اُس کے زمانہ کا صحیح تعین کرنے میں دشواری لاحق ہوگی۔ دوم یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اہرام کو محققین نے فراعین مصر کی قبر بتلایا ہے۔ اور ہمارا مقصد صرف ایسی عمارت کا پتہ لگانا تھا جس کو اُس کے بانی نے خالصتہً عبادت رب العالمین کی غرض سے تعمیر کیا ہو؟

ابوالمعابد و ام القریٰ

پس اہرام کی نظیر بھی اِس مدعا کے لئے کچھ کارآمد نہ ٹھہری۔ اور یہی ثابت ہوا کہ کعبہ ہی وہ پہلی عمارت اِس پردہ زمین پر ہے۔ جو پروردگار ارض و سما کی عبودیت کیلئے تعمیر ہوئی ہے۔ اِس لئے کعبہ کو ابوالمعابد ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ جیسا کہ مکہ کا درجہ ام القریٰ بتلایا گیا ہے۔

حرمتِ کعبہ

کعبہ کی حرمت و عزت ہمیشہ افراد اور اقوام کے اذہان میں قائم رہی ہے۔ اُس عہد سے لیکر جب سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے اسے بنایا۔ برابر متواتر ایک صدی ہر ایک قرن میں کعبہ کی حرمت و عظمت مسلمہ رہی ہے۔ عام اس سے کہ مکہ پر کسی قوم کا اور کس مذہب والے کا قبضہ رہا ہو۔

بنو اسمٰعیل کے بعد بنو جرہم۔ اور بنو جرہم کے بعد بنو عمالقہ۔ اور بنو عمالقہ کے بعد بنو جرہم اور بنو جرہم کے بعد بنو اسمٰعیل کے قبضے بدلتے رہے۔ لیکن سب کے سب خادم کعبہ کہلانے ہی پر فخر کیا کرتے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہیں سے نجد و حضر موت۔ وَالحسا اور یمن و حجاز میں توحید کی آواز پہونچائی تھی

ابنِ اللحی کے قابل نفرین عہد میں[۱] جب فارس سے عرب میں بت پرستی کا رواج آیا۔ تب بھی اُسی بُت کی عزت و حرمت مسلّم ہوتی تھی جس کی تمثال کعبہ میں رکھ دی جاتی تھی۔

صابئی۔ اس مکان کو شرف گاہ کیوان سمجھتے تھے۔ اور مجوس۔ اِس گھر میں ہرمز (آسمانی خدا) کی روح کا ہونا اعتقاد رکھتے تھے۔

علماء یہود میں سے جب کسی عالم کے دل میں یہ رغبت پیدا ہوتی تھی۔ کہ وہ کچھ عرصہ تک ملت ابراہیمی کے مطابق مناسک عبادت پوری کرے۔ تو وہ اُن ایام میں کعبہ ہی میں آکر قیام پذیر ہوا کرتے تھے۔

نصاریٰ نے بھی پاک کنواری اور مسیح کی رنگین تصاویر کو اُس کی دیوار پر بنا دیا تھا۔

عرب کے فال گیر۔ رمالوں۔ وسوسیوں۔ وہمیوں نے بھی دیوار پر حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی رنگین تصاویر بنا کر ازلام کو سیدنا اسمٰعیل کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا۔ اُنہی ازلام سے وہ آیندہ کے واقعات کا شگون لیا کرتے تھے۔ اور اُنہی ازلام کے جوابات مثبت منفی۔ یا سکوت پر آیندہ کے ارادوں کو موقوف رکھا کرتے تھے۔

الغرض کعبہ بحیثیت مجموعی کل دنیا کے مذاہب کے نزدیک واجب الاحترام تھا یہ حرمت کعبہ ہی کی وجہ تھی۔ کہ قدیم الایام سے یہاں کی رہنے والی قوم کا اعزاز تمام عرب میں مسلمہ تھا۔ اور کوئی قبیلہ بھی کاروانِ قریش کی مزاحمت یا راہ زنی نہ کرتا تھا۔ اور اسی لئے قریش بلا خوف و خطر مصر سے شام تک تجارت کیا کرتے تھے جسے قرآن مجید نے۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔ اِیْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ

[۱] یہ زمانہ ظہور نبوی سے ۳۰۰ سال پیشتر کا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وَالصَّیۡفِ کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔ (ترجمہ قریش کا باہمی اتفاق جو سفر سرما و گرما کے لئے تھا اُس پر غور کرو۔)

اور حدودِ حرم کے اندر داخل ہونے کے بعد کوئی دشمن اپنے جان ستان دشمن پر حملہ نہ کرتا تھا۔ بلکہ موسم حج میں تمام ملک کے اندر اُتنے عرصہ تک جنگ بند کر دی جاتی تھی۔ جتنا عرصہ کہ زائرین کعبہ کو گھر سے کعبہ تک اور کعبہ سے گھر تک آنے جانے کے لیئے درکار ہوتا تھا۔ یہ حرمت یہ عظمت یہ ادب دنیا کی کسی عمارت کو حاصل نہیں ہوا۔

کعبہ کی ایسی لاثانی عظمت نے قرون سالفہ میں بعض بعض حسّاد بھی پیدا کیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ صدی پیشتر سردار فہر کے عہد میں جو گیارھویں پشت میں حضور کا دادا ہے۔ حسّان بادشاہ یمن نے یہ چاہا تھا۔ کہ کعبہ کو اپنے ملک میں منتقل کر لے یعنے کعبہ کو گرا کر اس کے تمام ملبہ کو اپنے دار السلطنت میں لے جائے۔ اور اُس سے مندر بنائے۔ اور لوگوں کے یہ ذہن نشین کردے۔ کہ یہ وہی پتھر ہے۔ جو پہلے شہر مکہ میں ہوا کرتی تھی۔

فہر نے اِس حملہ آور کا مقابلہ کیا۔ اور اُسے سکشت فاش ملی۔ حسّان قید ہو گیا اور تین سال تک قید ہی میں رہا جب اُس نے نہایت محکم عہود کے ساتھ اپنی آیندہ نیک نیتی کو باور کرا یا۔ تب اُسے فہر نے ازراہِ احسان چھوڑ دیا۔ لیکن غضب الٰہی نے اُسے ہنوز نہ چھوڑا تھا۔ وہ راستہ میں ہی رہ گرائے عدم ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک سے صرف پچاس دن پہلے کا ذکر ہے۔ کہ ابرہتہ الاشرم یمن سے ایک لشکر جرّار لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا۔ اِس لشکر میں فیلان قلعہ شکن بھی تھے۔ جن کی پیشانی پر فولاد کی تختیاں لٹکائی جاتی۔ اور اُن کی ٹکر سے قلعوں کے تختے تڑوائے جاتے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حجازیوں نے ہاتھی کبھی نہ دیکھا تھا۔ اِس لئے ہاتھی کا عظیم الشان جثہ۔ عجیب الخلقت صورت۔ بے اندازہ طاقت لوگوں پر فوق العادت رعب قائم کرتی تھی۔ ایسے بڑے جانور پر فیلبان کو حکومت کرتے ہوئے دیکھ کر ان بادیہ نشینوں پر بھی وہ اثر ہوتا تھا۔ جو کلمبس کی جماعت کو اسپ سوار ؎ دیکھ کر امریکہ کے قدیم باشندوں پر ہوا تھا۔ لیکن اس فوج کی حالت پہلی فوج سے بھی زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوئی۔ حجاج کی راہ میں عرفات اور منیٰ کے درمیان وہ میدان پڑتا ہے۔ جہاں یہ تمام فوج غضب الٰہی سے ہلاک ہو گئی تھی۔ اِس میدان کا نام وادی محسّر ہے۔ اِس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

وادیٔ محسر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ

کیا تو نے نہ دیکھا۔ کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا بنائی۔ کیا اُن کے داؤ کو نہیں کر دیا۔ ہاں خدا نے اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے جو پکے ہوئے پتھروں کو اُن پر پھینکتے تھے جس نے اُن کو کھائی ہوئی بھوسہ سا بنا دیا تھا۔

عرب کے مشہور شاعر قدیم ابن زبعری نے اِس واقعہ کو نظم کیا ہے۔

فَاسْئَلْ اَمِيْرَ الْحُبْشِ عَنْهَا مَا رَاٰى ‏ وَلَسَوْفَ يُنْبِي الْجَاهِلِيْنَ عَلِيْمُهَا

سِتُّوْنَ اَلْفًا لَمْ يَؤُبُوْا اَرْضَهُمْ ‏ بَلْ لَمْ يَعِشْ بَعْدَ الْاِيَابِ سَقِيْمُهَا

؎ قدیم وحشی امریکنوں نے جب کلمبس کے ساتھیوں کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ تو وہ سوار و اسپ دونوں کے مجموعے کو ایک مخلوق سمجھے۔ اور اس لئے انہوں نے اِن نوواردوں کو آسمانی دیوتا خیال کیا اور مطیع و منقاد ہو گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرنچ پروفیسر سیڈیو نے بھی اس واقعہ کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ ملک یمن کو نجاشی بادشاہ حبشہ کی ستر ہزار فوج نے فتح کیا تھا۔ بادشاہ کی جانب سے جنرل ارباط وائسرائے کیا گیا تھا۔ ابرہہ جو اس کا نائب تھا۔ وہ اُس سے بگڑ گیا اور اُسے قتل کر دیا۔ اور خود حکومت سنبھال لی۔ فوج نے اُس کا ساتھ دیا۔

ابرہہ کیتھولک مذہب کا پرجوش حامی تھا۔ اُس نے اپنی دارالسلطنت صنعا میں ایک گرجا تعمیر کرایا۔ جس کی عمارت نہایت عجیب تھی۔ باایں ہمہ اہل عرب نے عیسائیت پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور گرجا کی عمارت کو احترام کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ تب ابرہہ کو بتلایا گیا۔ کہ جب تک حجاز میں مکہ والا گھر موجود ہے۔ اُس گرجا کی کوئی وقعت اِس ملک میں نہ ہو سکے گی۔

وہ چالیس ہزار فوج[۱] لیکر آیا۔ مگر اُس کی فوج تباہ ہوئی۔ وہ خود زندہ صنعا پہنچ گیا۔ مگر اگلے دن ہی مر گیا تھا۔

اِس واقعہ کے دیکھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ تک زندہ تھے اُن کو یقین تھا۔ کہ محمدؐ اور اُس کے لشکر کا انجام وہی ہونے والا ہے۔ جو ابرہہ اور اُس کی افواج کا ہوا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح مبین و نصر جلیل عطا فرمائی۔ تب ہزاروں اشخاص کو حضور کی روحانی افضلیت اور ربانی معیشت اور خداداد صداقت کا یقین ہوا۔

---

[۱] عرب شاعر نے ساٹھ ہزار اور فرنچ پروفیسر نے ۴۰ ہزار تعداد فوج کی بتلائی ہے۔ پروفیسر کو اقرار ہے کہ یمن میں اُس کی فوج ستر ہزار تھی۔ اِس لئے کوئی تعجب نہیں۔ کہ ساٹھ ہزار ہی کو ساتھ لایا ہو شعر عربی کا ترجمہ یہ ہے۔

سالار لشکر سے پوچھو کہ اُس نے کیا دیکھا — خبردار بے خبروں کو بتلا سکتا ہے۔
ساٹھ ہزار آدمی وطن کو واپس نہ گئے — اگر کوئی بیمار ہو کر واپس بھی ہوا۔ تو وہ بھی جان بر نہ ہو سکا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمارت کعبہ

مندرجہ بالا عنوان سے ناظرین یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ اس سے مراد تعمیر کعبہ ہے۔ بلکہ عمارت کعبہ کا لفظ ایک اور ہی مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ ۔ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد رکھنا ایمان اور جہاد کے برابر ہے ہرگز نہیں

اس آیت کا نزول حضرت عباسؓ و سیدنا علیؓ کے مکالمہ کے بعد ہوا تھا حضرت عباس کہتے تھے۔ کہ گو ہم دیر و درنگ سے ایمان لائے۔ لیکن پھر بھی ہم وہاں اچھے اچھے کام ہی کیا کرتے تھے۔ مثلاً سِقَايَةُ الْحَاجِّ اور عِمَارَةُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

امام ابن عبدالبر نے کتاب الاستیعاب میں تحریر کیا ہے۔ کہ عمارۃ المسجد الحرام یہی ایک ذمہ دارانہ عہدہ تھا۔ اور اس منصب دار کا یہ فرض ہوتا تھا۔ کہ صحن کعبہ میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص کوئی لغو فعل۔ یا فحش کلام یا شرم و عفت و حیا کے مخالف حرکات نہ کر سکے

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ قبل از اسلام بھی کعبہ کی کس قدر تعظیم کی جاتی تھی۔ اور امور تعظیم کی حفاظت کے لئے کس قدر اہتمام ہوتا تھا۔ کہ اس کے لئے ایک خاص منصب دار مقرر ہوتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بنیان کعبہ

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ کعبہ کی دیواروں کو سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے پاک ہاتھوں نے بلند کیا تھا وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ

اسی کی تائید بائبل سے ہوتی ہے۔ کتاب پیدائش باب ۱۲ ورس ۸ میں بیت ایل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور علیٰ ہذا باب ۱۳ کے ورس ۳ میں بھی ہے۔

ایل عبری زبان میں اللہ کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے لفظ البیت اور اردو بائبل کے لفظ مجموعہ بیت ایل پر نگاہِ غور ڈالنی چاہیے۔

تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی عمارت عمالقہ کے عہد میں گر گئی تھی اور عمالقہ کی عمارت پھر قریش کے عہد میں منہدم ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سیلاب تھا۔ قریش نے اپنی عمارت کے وقت ارادہ کیا۔ کہ بیت اللہ پر چھت ڈالی جائے۔ قدرت الٰہیہ نے ان کے اس ارادہ کی تائید کی۔ ایک تباہ شدہ جہاز بندرگاہ شعیبہ[1] پر آ نکلا۔ جسے قریش نے نکال لیا اور اس کی لکڑیوں سے چھت ڈالی گئی۔ مگر قریش نے کعبہ کا طول کم کر دیا۔ اور غرب کی جانب زمین چھوڑ دی جس پر اب دیوار حطیم بنی ہوئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ۸ھ میں مکہ فتح کیا۔ تو وہ اسی شکل میں تھا۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ طیبہؓ سے فرمایا تھا۔ کہ قریش ہنوز نو مسلم ہیں۔ اس لئے میں بنیان کعبہ کو نہیں چھیڑتا۔ ورنہ میرا ارادہ تھا۔ کہ حطیم کو اندر شامل کر دیا جائے۔ باب کعبہ کو سطح کے برابر رکھا جائے۔ اور اس کے بالمقابل ایک دوسرا دروازہ کھول دیا جائے۔ ایک آنے کا راستہ۔ دوسرا جانے کا راستہ ہو۔ اگر ہم اس حدیث کا زمانہ شوال ۹ھ کا بھی قرار دیدیں (اس سے پہلے کی یہ حدیث نہیں ہو سکتی) تب بھی

[1] جدہ سے بیشتر مکہ کا بندرگاہ یہی شعیبہ تھا۔ جدہ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ثابت ہوگا۔ کہ سرورِ کائینات صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد صرف دو سال ۵ ماہ ہی[۲] رونق افروزِ جہاں گذران رہتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو یزید بن معاویہ کی مرگ کے بعد مکہ معظمہ میں باتفاق اہل الحرمین ربیع الاول ۶۴ھ میں امیر المومنین مقرر ہوئے تھے۔ یہ حدیث اپنی خالہ ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُن رکھی تھی۔ انہوں نے اس حدیث پر عمل کیا۔ اور کعبہ کی تمام عمارت کو بناء ابراہیمی پر تیار کر دیا۔ یہ عمارت ۲۷ رجب ۶۴ھ کو ختم ہوئی تھی[۱]

دورانِ تعمیر میں دیوارہا کعبہ کے باہر باہر بلند بلند ستونوں پر قناتیں لگا دی گئی تھیں یعنے طواف و نماز والوں کے سامنے سمتِ قبلہ قائم رکھی گئی تھی۔

یہ ایک مبارک ترقی تھی۔ کیونکہ اس میں تمام عمارت بناء ابراہیمی پر اٹھائی گئی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو بھی پورا کر دیا گیا تھا۔ مگر جب ۷۳ھ میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن یوسف ثقفی کے مقابلہ میں شہادت پائی۔ تب حجاج نے یہ گوارا نہ کیا کہ ابن الزبیر کا نام بطور بانی بنیان کعبہ عرب میں مشہور رہے۔ اس لئے اس نے پھر زمین حطیم کو اندر سے نکال کر باہر کر دیا۔ دروازہ کی چوکھٹ بلندی پر لگا دی اور مقابل کے دروازہ کو بند کر دیا۔ اس تصرف و تغیر میں بھی شمالی، شرقی، جنوبی دیواریں وہی رہیں۔ جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر کردہ تھیں مگر صرف دیوار غربی جس پر میزاب لگا ہوا ہے۔ حجاج ہی کی نگرانی میں عبدالملک بن مروان کے عہدِ سلطنت میں تیار ہوئی تھی۔

ہمارے وقت میں اب وہی عمارت موجود ہے۔ اور ہم اس موجودہ عمارت کو دیکھ کر ایک گونہ اطمینان اس طرح پر دل کو دے سکتے ہیں۔ کہ یہ وہی صورت عمارت ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ ہمایوں میں تھی۔

سلسلہ کلام یہاں تک پہونچ جانے کے بعد مناسب ہے۔ کہ بنیان کعبہ کے متعلق۔

---

[۱] اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ صرف پانچ ماہ میں ہی بن گئی تھی۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا آغاز تو سنہ ۶۴ھ سے ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفصیلی اندراج کیا جائے۔

بیت اللہ کی شکل مکعب ہے۔ اس کی چاروں دیواریں ٹھیک انہیں چاروں اطراف پر بنی ہوئی ہیں جن اطراف پر مصر کا اہرامِ کلاں ہے۔ کہتے ہیں کہ ان اطراف پر دیواروں کا فائدہ یہ ہے کہ کسی طرف کی بھی ہوا ہو۔ اور وہ کیسی ہی شدت سے چلے۔ اس کا زور عمارت پر نہیں پڑتا۔

۱ طول۔ دیوارِ کعبہ جس میں بابِ کعبہ ہے یا دیوارِ شمالی ۰ سنٹی — ۲۰ میٹر = ۶۶ فٹ

۲ طول۔ دیوارِ کعبہ جو دیوارِ بالائی کے بالمقابل ہے یا دیوارِ جنوبی ۰ — ۲۰ = ۶۶ فٹ

۳ طول دیوار جس کے منڈیر پر میزاب ہے۔ یا دیوارِ غربی ۱۰ — ۱۰ = ۳۳ فٹ ۴ انچ

۴ طول دیوار جس کے رکن شرقی پر حجرِ اسود اور رکن جنوبی پر حجرِ اسعد ہے۔ یا دیوارِ شرقی۔ ۱۰ — ۱۰ = ۳۲ فٹ ۴ انچ

ارتفاع بیت ۱۵ = ۴۹ فٹ

چوکھٹ کی بلندی سطحِ فرش سے ۲ = ۷ فٹ

"حطیم"

طول۔ دیوارِ کعبہ سے دیوارِ حطیم کا اندرونی حصہ ۴۴ سنٹی — ۸ = ۲۷ فٹ ۵ انچ

موٹائی دیوار ۵۰ — ۱ = ۵ فٹ

ارتفاع حطیم ۱ = ۳ فٹ

اگر ہم حطیم کے فرش درمیانی اور دیوارِ حطیم کی موٹائی کے طول (۴۴ سنٹی میٹر ۹ — میٹر) کو بھی طولِ دیوارِ کعبہ (۲۰ میٹر) میں جمع کر دیں۔ تب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد کی عمارت کا طول و عرض مندرجہ ذیل ہوگا۔

طول ۳۰ میٹر = ۹۸ فٹ

عرض ۱۰ سنٹی — ۱۰ = ۳۳ فٹ ۴ انچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس مقام حضرت سلیمان علیہ السلام کے بنائے ہوئے بیت المقدس کی پیمائش بھی بروئے بائبل لکھ دینا مناسب ہوگا۔

طول	۶۰ ہاتھ	=	۹۰ فٹ	۲ تاریخ $\frac{۳}{۳}$
عرض	۲۰ ہاتھ	=	۳۰ فٹ	۱ سلاطین $\frac{۶}{۲}$
بلندی	۳۰ ہاتھ	=	۴۵ فٹ	

دوم تواریخ محولہ بالا میں اِس پیمائش کے ساتھ لفظ "اگلے اندازہ کے موافق بھی" درج ہے ہم کو معلوم نہیں کہ مولف کتاب کے وقت میں اندازہ کیا تھا۔ اور حضرت سلیمان کے وقت کا اندازہ کیا۔ ہم نے موجودہ حساب (ڈیڑھ فٹ کا ایک ہاتھ) لے لیا ہے۔ کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ تھوڑا بہت فرق بھی ہوگا۔ تاہم بنا ابراہیمی کے طول و عرض پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی عمارت بیت المقدس کا طول و عرض اسی بیت اللہ سے لیا تھا۔

یہ ایک ایسا نکتہ ہے۔ جو آج سے پہلی کسی کتاب میں درج نہیں کیا گیا۔

۶۔ شاذروان

شاذروان دیوار ہائے کعبہ کے ساتھ ساتھ ایک پشتہ بھی لگا ہوا ہے۔ جسے شاذروان کہتے ہیں۔ اِس کا اوسط ارتفاع ۲۵ سنٹی میٹر $\frac{۲۵}{۱۰}$ انچ۔ اور اوسط عرض ۳۰ سنٹی میٹر ۱۲½ انچ ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ شاذروان اُس زمین پر بنایا گیا ہے۔ جو قریش نے عرض دیوار میں سے چھوڑ دی تھی۔ لیکن یہ وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ موجودہ عمارت تو ابن الزبیری ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک عرض ابراہیمی پر بنائی گئی ہے۔

دراصل یہ پشتہ ہے۔ جو دیواروں کے استحکام کے لئے لگایا گیا تھا۔ یہ پشتہ حجاج بن یوسف کا بنوایا ہوا ہے۔

سقف کعبہ پر جب قریش نے چھت ڈالی تھی۔ تب اُنہوں نے چھ ستون اندر بنائے تھے۔ لیکن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے صرف تین ستون وسط میں لگائے۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ستون خالص عود کے ہیں۔ اور بلحاظ اپنے عدیم المثال ہونے کے نہایت قیمتی ہیں۔ صدیوں کا امتداد ان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔

سلطان سلیمان اعظم کے عہد میں سنہ ۹۶۰ھ کو سقف کعبہ تبدیل کی گئی تھی۔ جس کی کچھ ترمیم سنہ ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد کے دور میں ہوئی تھی۔ اس وقت کی تاریخ دیوار باب کعبہ کے شاذروان میں لکھی ہوئی ہے۔ کتبہ کی نقل یہ ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَمَرَ بِعِمَارَةِ سَقْفِ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَتَجْدِيْدِ مِيْزَابِ الرَّحْمَةِ وَتَقْوِيَةِ الْجِدَارِ بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ السُّلْطَانُ اَحْمَدُ فِيْ شَهْرِ مُحَرَّمٍ سَنَةَ ۱۰۲۱ھ

سلطان مراد کے عہد میں سیلاب کے صدمہ سے دیوار ہائے شمالی، شرقی و غربی کو کچھ صدمہ ہو گیا تھا۔ جس کی کافی مرمت سنہ ۱۰۳۹ھ میں سلطان نے کرا دی تھی۔

باب کعبہ بیت اللہ کا دروازہ شمالی دیوار میں ہے۔ اور قریباً سات فٹ سطح فرش سے بلند ہے۔ اندر داخل ہونے کے لئے دو چوبی زینے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک تو سلطان عبد الحمید خان کا پیش کردہ ہے۔ اور ایک نواب کلب علی خان بہادر فرمانروائے رام پور (ریاست علاقہ روہیل کھنڈ۔ ہندوستان) کا پیش کردہ ہے۔ نواب صاحب والا کا زینہ لمبائی میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ داخلے کے وقت اِن میں سے ایک کو لگایا جاتا ہے۔ اور پھر ہٹا کر زینہ کو قبہ زمزم و باب النبی کے درمیانی جگہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔

باب کعبہ کی چوکھٹ اور تختے سب زراندود ہیں۔ اور تختوں پر منبت کا کام کیا ہوا ہے دروازہ پر ایک مکلف پردہ جس پر کار چوبی کام۔ رو پہلی سنہری تاروں کا کیا ہوتا ہے۔ آویزاں ہے۔ نقرئی تاروں سے حروف بنائے گئے ہیں۔ جو سبز و سیاہ و سرخ مختلف رنگ کی زمینوں پر کشیدہ کئے گئے ہیں۔ اسماء حسنیٰ یا سور قرآنی وغیرہ اس پر تحریر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ اِس پردہ کو برقع کہتے ہیں۔

اندرونِ حرم - یا داخلی

کعبۃ اللہ کی داخلی خاص خاص ایّام میں ہوتی ہے۔ اور موسم حج میں اکثر ہفتہ وار ایسا موقع مل جاتا ہے۔ کعبہ کی کلید سنہ ۸ھ سے بنو شیبہ کے پاس چلی آتی ہے۔ شیبہ کے والد عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایام جاہلیت میں کلید انہی کے پاس تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ان سے فرمایا۔ کہ بیت اللہ کھول دو۔ اُس نے انکار کر دیا حضور نے فرمایا۔ تم دیکھنا۔ کہ یہ کلید ایک دن میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا اُسے عطا کروں گا۔

یوم الفتح کو یہی ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقہ الفاظ پر بعض لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ آج کلید برداری کا منصب کسی اور کو عطا ہوگا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلید حضرت عثمان ہی کو عطا فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ یہ کلید تمہارے ہی پاس رہیگی۔ جو تم سے لیگا وہ ظالم ہوگا۔

اِس ارشاد میں تین پیشگوئیاں جمع ہیں۔

(۱) نسل عثمان رضی اللہ عنہ برابر قائم رہیگی۔

(۲) کلید برداری کا منصب انہی کے گھر میں رہیگا۔

(۳) جو کوئی اُن سے یہ منصب چھینے گا۔ وہ ظالم ہوگا۔ یزید بن معاویہ کی ظالمانہ ساڑھے تین سالہ سلطنت کے زمانہ میں اُن سے یہ کلید لیلی گئی تھی۔ پھر کسی بادشاہ نے زبان پاک رسول سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی۔

ہز ہائینس ملک الحجاز نے اِس پردہ کا جو حصہ مجھے ہدیۃً دیا تھا وہ چار فٹ مربع کا ہے۔ اُس پر بخط طغرا سرخ قل ہو اللہ احد اور چار دفعہ یا اللہ یا اللہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے اِس عطیہ کے وقت ان کی خدمت میں عرض کر دیا تھا۔ ھٰذا اثمن عندی من الدنیا وما فیہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندرون حرم

اندرون حرم بیت اللہ اندر سے مربع شکل کا ہے۔ جو فرف ذادیہ شمال۔ جو اندر داخل ہونے والے کے جانب راست ہوتا ہے ذرا دبا ہوا ہے۔ اِس جگہ ایک چھوٹا دروازہ ہے جسے باب التوبہ کہتے ہیں۔ یہاں زینہ ہے۔ جو سقف کعبہ تک پہونچتا ہے۔ باب کعبہ کے سامنے وہ محراب ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔

چھت تین ستونوں پر کھڑی ہے۔ یہ عود قافلی کے ہیں۔ ہر ایک کا قطر ۱۲ ½ سنٹی میٹر ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد کے ہیں۔ حکیم محمد خلیل بخش بابونی نے بتلایا۔ کہ یہ سلاطین عثمانیہ کے لگائے ہوئے ہیں۔ کئی اشخاص نے اِن کو صندل کے بتلایا۔

خواہ یہ عود قافلی کے ہیں۔ یا صندل خالص کے لیکن اپنی جنس میں بالکل نایاب ہیں۔

اندر دیواروں پر سات سات فٹ کی بلندی تک نہایت قیمتی پتھروں کی پچی کاری کا کام ہے۔ جو نہایت نفیس و اعلیٰ ہے۔ اُس سے اوپر تمام دیواروں پر اور زیر سقف حریر سُرخ کا لباس چڑھا ہوا ہے۔ پارچہ میں مربع خانے بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک مربع کے اندر اللہ جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قماش کا کسوت سب سے پہلے سلطان عبدالعزیز خان نے پیش کیا تھا۔

چھت پر خالص سونے اور خالص نقرے کے جھاڑ فانوس بھی آویزاں ہیں۔ دیواروں پر عربی چند کتبے پائے جاتے ہیں۔ جو الواح میں محفوظ ہیں۔

ذیل میں اُن کی نقل کی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اَمَرَ بِتَجْدِیْدِ ھٰذَا الْبَیْتِ الْمُعَظَّمِ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ
اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

يُوسُفُ بِنْ عُمَرَ بِنْ عَلِي رَسُولِ[1] اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِالْعَسْكَرِ يَوْمَ يَجِيءُ بِنَصْرِكَ وَاغْفِرْ لَهُ ذُنُوبَهُ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيمُ يَا غَفَّارُ يَا رَحِيمُ

لوح کے گرد یہ عبارت ہے۔ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ بِتَارِيْخِ سَنَةِ ثَمَانِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ ۶۸۰ھ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

(۲) اسی کے قریب ایک اور لوح ہے جس پر تحریر ہے۔ اَمَرَ بِتَجْدِيْدِ سَقْفِ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَجَمِيْعِ دَاخِلِ الْحَرَمِ وَخَارِجِهٖ مَوْلَانَا السُّلْطَانُ ابْنُ السُّلْطَانِ مُحَمَّدْ خَانْ سَنَةَ سَبْعِيْنَ وَاَلْفٍ ۱۰۷۰

(۳) ایک اور لوح ہے جس کی یہ تحریر ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ تَقَرَّبَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِتَجْدِيْدِ رُخَامِ هٰذَا الْبَيْتِ الْمُعَظَّمِ الشَّرِيْفِ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى السُّلْطَانُ الْمَلِكُ الْاَشْرَفُ اَبُو النَّصْرِ بَرْسَبَائِيْ خَادِمُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ بَلَّغَهُ اللّٰهُ آمَالَهٗ وَزَيَّنَ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَهٗ بِتَارِيْخِ سَنَةِ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ وَثَمَانِمِائَةٍ ۸۲۶ھ

(۴) ایک اور لوح ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَرَ بِعِمَارَةِ الْبَيْتِ الْمُعَظَّمِ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمَنْصُوْرُ الْمُسْتَظْهِرُ بِاللّٰهِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلَّغَهُ اللّٰهُ اَقْصٰى آمَالِهٖ وَتَقَبَّلَ مِنْهُ صَالِحَ اَعْمَالِهٖ فِيْ شُهُوْرِ سَنَةِ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ ۶۲۹ھ

[1] یوسف بن عمر شاہان یمن میں سے ہے۔ پورا لقب ملک المظفر شمس الدین یوسف بن الملک المنصور عمر بن علی بن رسول ہے۔ ۶۴۸ھ میں تخت نشین اور ۶۹۴ھ میں قلعہ تعز میں وفات پائی۔ مدت سلطنت ۴۶ سال ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

(۵) ایک اور لوح ہے جس پر یہ نقش ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَمَرَ بِتَجْدِيْدِ هٰذَا الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ الْمُعَظَّمِ الْفَقِيْرُ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى خَادِمُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ مُؤَمِّنُ الْحُجَّاجِ فِي الْبَرَّيْنِ وَالْبَحْرَيْنِ السُّلْطَانُ ابْنُ السُّلْطَانِ السُّلْطَانُ مُرَادْ خَان ابْنُ السُّلْطَانِ أَحْمَدْ خَان ابْنُ السُّلْطَانِ مُحَمَّدْ خَان خَلَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُلْكَهٗ وَأَيَّدَ سَلْطَنَتَهٗ فِيْ آخِرِ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ الْمُسَطَّرِ فِيْ سِلْكِ شُهُوْرِ أَرْبَعِيْنَ بَعْدَ الْأَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ ۱۰۴۰ھ عَلٰى صَاحِبِهَا أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّحِيَّةِ

(۶) دیوار شرقی پر ایک لوح ہے جس پر مکتوب ہے۔ أَمَرَ بِتَجْدِيْدِ دَاخِلِ الْبَيْتِ السُّلْطَانُ الْمَلِكُ أَبُو النَّصْرِ قَايِتْبَايْ خَلَّدَ اللّٰهُ مُلْكَهٗ آمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَامَ أَرْبَعٍ وَّثَمَانِمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ ۸۰۴ھ

(۷) باب التوبہ پر جو دیوار شمالی میں ہے ابیات ذیل لکھی ہوئی ہیں۔

قَدْ بَنَى التَّعْمِيْرَ فِيْ بَيْتِ الْإِلٰهِ   قِبْلَةِ الْإِسْلَامِ وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ
أَمْ خَاقَانُ الْوَرٰى مُصْطَفٰى خَان   دَامَ بِالنَّصْرِ الْعَزِيْزِ الْمُسْتَدَامِ
بِالدَّرَاهِمِ صَدَقًا إِلَى التَّعْمِيْرِ كَمْ   إِنَّمَا كَانَ بِإِلْهَامِ السَّلَامِ
وَارْتَجَتْ مِنْ فَضْلِهٖ سُبْحَانَهٗ   أَنْ يُجَازِيْهِ ثَوَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامِ
قَالَ تَارِيْخَهٗ قَاضِي الْبَلَدِ   عَمَّرَتْهُ أُمُّ سُلْطَانِ الْأَيَّامِ
بِمُبَاشَرَةِ أَحْمَدَ بَكْ فِيْ سَنَةِ   تِسْعٍ وَمِائَةٍ أَلْفٍ ۱۱۰۹ھ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اندر داخل ہو کر جہاں دوگانہ شکرانہ ادا کیا تھا، وہاں دیوار میں محراب بنی ہوئی ہے۔ جو باب کعبہ کے محاذی ہے۔ اندر جاکر وہیں نماز پڑھتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس وقت جنوبی دیوار کی طرف رُخ ہوتا ہے۔

لائبریری
پیور اسٹیٹ

غسل بیت اللہ الحرام

شروع ماہ ذلحجہ میں اندرون بیت اللہ کا غسل ہوتا ہے۔ اِس موقعہ پر احتفال کبیر ہوتا ہے جملہ اعیان واشراف مکہ حاضر ہوتے ہیں۔ بمفتیان دین اور نوشیبہ اس خدمت کو ادا کرتے ہیں۔ سب سے اوّل شریف (حاکم) مکہ داخل ہوتے ہیں۔ دو رکعت نماز سے فارغ ہوکر پھر غسل شروع کیا جاتا ہے۔ اوّل عرق گل (گلاب) سے فرش۔ اور ۶۔۶ فٹ تک دیوارں کو دھویا جاتا ہے۔ پھر آب زمزم سے غسل ہوتا ہے۔ پھر پاک جھاڑوں سے جو اسی مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کی جاتی ہیں۔ فرش کو صاف کردیا جاتا ہے۔ پھر پاک اور جدید کپڑے سے فرش کی نمی کو خشک کردیا جاتا ہے۔ پھر فرش اور دیواروں پر عطر گلاب چھڑکا جاتا۔ اور مشک خالص کا نچھو دیا جاتا ہے۔

جس روز یہ مبارک رسم ادا ہو رہی تھی مجھے اُس روز اِس کی کچھ اطلاع نہ تھی۔ میں ایک دالان میں اپنے شغل میں تھا۔ پھر جو خلاف معمول اژدحام غیر وقت میں دیکھا۔ تو اُٹھا۔ اور ایک رواق کے سرے پر کھڑا ہو کر دیکھنے لگا

اتنے میں ایک صاحب تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ اُن کا خادم تھا۔ انہوں نے سلام مسنون کے بعد بتلایا۔ کہ وہ شیخ الحرم ہیں۔ اور تحفہ دینا چاہتے ہیں۔ دو عدد جاروب اور کچھ پارچہ ململ جس سے فرش اندرون بیت اللہ صاف اور خشک کیا گیا تھا مجھے عطا فرمایا۔ ان سے سابقہ ملاقات نہ تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا۔ کہ وہ چیز مجھے مل گئی۔ جو بڑی فرمائشوں سے بمشکل ملا کرتی ہے۔

ہزمجسٹی شریف ملک الحجاز حسین اُن کے فرزند امیر فیصل۔ اور مارشل زید۔ اور ولیعہد سلطنت امیر "علی" نے خود اس خدمت غسل کو ادا کیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حرم میں بجلی کی روشنی

ڈیڑھ سال سے حرم میں بجلی کی روشنی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اسے وہاں کہربا کہتے ہیں۔ مدیر کہربا شیخ اسمٰعیل ذبیح بدایونی ہیں۔ ان کے بھائی محمد خلیل بخش بدایونی ہیں۔ یہ صاحب حکیم یونانی ہیں۔ دونوں بھائی مجسم خلق اور پیکر محبت ہیں۔ مسافروں سے عمدہ وجہ اُنس کہیا ملتے ہیں۔ اہل حوائج کے ہمدرد۔ مصیبت زدوں کے غم گسار ہیں۔

یہ صحیح النسب صدیقی ہیں۔ ان کے خاندان کی عجیب خصوصیت یہ ہی۔ کہ سلسلہ پدری محمد بن ابوبکر سے اور سلسلہ مادری عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق سے ملتا ہے۔ اوپر کی پشت ہا میں بھی اسی سلسلہ کی حفاظت آجتک برابر کی گئی ہے۔

کتب خانجات حرم

حرم کے اندر دو کتب خانہ ہیں۔

(۱) کتب خانہ شروانی زادہ محمد رشدی پاشا کا ہے۔ یہ بند تھا۔ پہلا تحویلدار مرچکا تھا۔ دوسرا اُس کی جگہ مقرر نہ ہوا تھا۔ یہ کتب خانہ باب ام ہانی کے متصل ہے۔

(۲) دوسرا کتب خانہ سلطان المجید خان کا ہے جو بالائی منزل میں ہے۔ مکان نہایت نفیس گنبد دار ہے۔ کمروں میں قالین کا فرش مسند گاوہ لگی ہوئی۔ روشنی کافی۔ مطالعہ کرنے والے بہت آرام سے بیٹھ کر مطالعہ کرسکتے ہیں۔ میں نے اکثر فائدہ اُٹھایا۔ یہ کتاب خانہ باب دُریبہ پر متصل باب السلام ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیارات اندرون شہر
مکّہ معظّمہ

(۱) مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی عامر میں ایک قبہ بنا ہوا ہے۔ سر راہ۔ راستہ کی زمین بلند ہے۔ بچہ زینہ اُتر کر قریباً ۵ فٹ نیچے جاتے ہیں پہلے دالان سے پھر دوسرے دالان میں پہونچتے ہیں۔ اُس دالان کے اندر ایک چوبی مقصورہ بنا ہوا ہے اُس کی سطح میں ایک مجوف پتھر لگا ہوا ہے۔ جو جائے ولادت کا نشان ہے۔ یہ عمارت اصلی نہیں اصل گھر پر عقیل رض نے قبضہ کر لیا تھا۔ بنو عقیل سے خاندان یوسف حجاج نے خرید لیا تھا۔ ہارون رشید کی والدہ خیزران نے پھر اُسے خریدا۔ اور یہ قبہ بنا دیا۔ سارے مکان میں قالین کا فرش ہے۔

(۲) مولد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ یہ درب الحجر میں ہے۔ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ کا گھر یہی ہے۔ اسی گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اولاد (قاسم و عبداللہ۔ زینب۔ رقیہ ام کلثوم۔ فاطمہ) بطن طاہرہ سے پیدا ہوئی تھی

شرقی دیوار کے متصل یہاں ایک چکی کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے۔ جسے سیدہ فاطمہ کی چکی کہا جاتا ہے۔ مگر یہ بے سندسی بات ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا تخیل خواہ پہلے گھر سے کیا جائے جہاں حضور کی والدہ کی اقامت تھی۔ یا دوسرے گھر سے جہاں طاہرہ خدیجہ کے ساتھ حضور کا قیام تھا۔ بہر حال دونوں پر تفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے دنیا میں سے اپنے لئے کیا کچھ پسند کیا تھا۔

مولد سیدہ کے متعلق ایک لوح بھی سنگ رخام کی لکھی ہوئی ہے۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أمر بعمارة هذا المولد مولد الزهراء البتول فاطمة سيدة نساء العالمين
بنت الرسول محمد المصطفى المختار صلى الله عليه وعلى آله وسلم
سيدنا ومولانا الإمام المفترض للطاعة على الخلق أجمعين الناصر لدين
الله أمير المؤمنين أعز الله أنصاره وضاعف اقتداره وجعل منافع
مستغلاته وأجره عائدا على مصالحه ثم على مصالح هذا المقام
الشريف المقدس الطاهر النبوي. على ما يرى الناظر المتولي له
في ذلك من الحظ الوافر والمصلحة لهذا المزيد والمولد المقدس لمن يكون
بعد ذلك ابتغاء وجه الله تعالى وطلبا لثواب الدار الآخرة۔
تقبل الله ذلك منه وجزاه عليه أجر المحسنين وذلك على
يد العبد الفقير إلى رحمة الله تعالى علي بن أبي البركات
البندنيجي الأنباري في سنة أربع وستمائة ۶۰۴

بعدازاں ملک اشرف۔ ملک المظفر۔ اور سلطان سلیمان (۹۳۵ھ میں
اِس کی مرمت کراتے رہے ہیں۔

(۳) دارالارقم المخزومی[1]۔ یہ کوہ صفا کے متصل۔ اُس کے بائیں ہاتھ کو ہے۔ اِس وقت
تو یہ اندرون آبادی ہے۔ لیکن ابتدائے اسلام میں یہ گھر بالکل کنارہ پر آبادی سے باہر
تھا۔ اِس گھر کا ذکر احادیث میں بکثرت آتا ہے۔ آغاز اسلام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی
گھر کے اندر علیحدہ ہو کر طالبین حق کو توحید کا سبق دیا کرتے تھے۔
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسی گھر میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ اور اُنکی

---

[1] ارقم بن ابی ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے۔ حنا حلف الفضول ہیں۔ ان کے گھر میں جماعت کثیرہ مشرف باسلام ہوئی۔ یہ خود دس آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ ۵۵ھ میں مدینہ میں وفات پائی عمر قریب نود سال تھی۔ رضی اللہ عنہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسلام سے رجال کی تعداد پوری چالیس ہوگئی تھی جسکے بعد نماز اور تعلیم اسلام کا اظہار کر دیا گیا تھا۔

اب یہ عمارت آمنے سامنے کے دو دالان ہیں۔ درمیان میں صحن ہے۔ لوگ یہاں آکر نوافل ادا کرتے ہیں۔ بیشک یہ وہ بابرکت جگہ ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سابقین الاولین نے بیسیوں نمازیں ادا کی ہونگی۔ یہاں ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس کی نقل درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ هٰذَا مُخْتَبَأُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَدَارُ الْخَيْزُرَانِ وَفِيْهَا مُبْتَدَأُ الْاِسْلَامِ اَمَرَ بِتَجْدِيْدِهِ الْفَقِيْرُ اِلٰى مَوْلَاهُ اَمِيْنُ الْمُلْكِ مُصْلِحٌ اِبْتِغَاءَ ثَوَابِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

دوسرا پتھر اس کے ساتھ ہی نیچے لگا ہوا ہے۔ اس پر یہ عبارت کندہ ہے۔

هٰذَا مُخْتَبَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْرُوْفُ بِدَارِ الْخَيْزُرَانِ اَمَرَ بِعَمَلِهٖ وَاِنْشَائِهِ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ لِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَمَالُ الدِّيْنِ[۵] شَرَفُ الْاِسْلَامِ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ مَنْصُوْرٍ الْاَصْفَهَانِيْ وَزِيْرُ الشَّامِ وَالْمَوْصِلِ۔ اَلطَّالِبُ الْوُصُوْلَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الرَّاجِيْ لِرَحْمَتِهٖ اَطَالَ اللّٰهُ فِي الطَّاعَةِ بَقَاءَهٗ وَاَنَالَهٗ فِي الدَّارَيْنِ مُنَاهُ فِيْ سَنَةِ خَمْسٍ وَّخَمْسِيْنَ وَخَمْسَمِائَةٍ

(۴) مسفلہ کی جانب دار ابی بکر الصدیق ہے۔ اس پر بھی گنبد بنا ہوا ہے۔ اور اسی کے متصل

---

[۵] ان کی قبر مدینہ منورہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی قریب ہے۔ باب المدینہ میں اس کا ذکر آئندہ مفصل آئیگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۵) دار حمزہؓ ہے۔ اِس پر بھی گنبد بنا ہوا ہے۔

اَب یہ مکانات بطور مسجد مستعمل ہوتے ہیں۔

(۶) قبرستان بنو شبیکہ۔ یہ محلہ خندریس کی طرف ہے۔ آبادی میں آگیا ہے کہتے ہیں کہ اِس زمین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روپیہ سے خرید کر اراضی کو اسلامی قبرستان کے لئے وقف فرما دیا تھا۔ اِس لئے اِس اراضی کا شرف مسلمہ ہے۔ اللہ عزوجل کے بڑے بڑے مقبول بندے یہاں نفخ صور کے انتظار میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اَب یہاں جنازے نہیں دبائے جاتے۔ کیونکہ جگہ آبادی میں آگئی ہے۔ کاش اِس جگہ کی حفاظت زیادہ کی جائے۔

حوالی مکۃ المکرمہ

مکۃ المکرمہ کی خاک کا ایک ایک چپّہ اپنے اندر خاص خاص اثر اور تاریخی منزلت رکھتا ہے میں صرف چند مشہور مقامات کا ذکر کرونگا۔

"کوہ ابوقبیس"

اسی پہاڑ کے تحت میں مکۃ المکرمہ آباد ہے۔ اسی کا نام صحف انبیاء کرام میں "فاران" ہے اِس کا راستہ کوہ صفا کے برابر سے اوپر جاتا ہے۔ ابوقبیس سے لیکر بازار تک تمام راستہ قدرتی ڈھلوان کا ہے۔ کچھ تھوڑے سے حصّہ میں بنایا ہوا زینہ بھی آتا ہے۔ پہاڑ زیادہ بلند نہیں۔ اِس پہاڑ پر مسجد بلال رضی اللہ عنہ بنی ہوئی ہے۔

کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد اذان اول انہوں نے اِسی پہاڑ پر چڑھ کر دی تھی یہ ایک خشک پہاڑ ہے۔ معنوی برکات سے معمور۔ اِس پر چڑھنے کے بعد نظر آتا ہے۔ کہ پچھلی طرف بھی شہر مکہ کی وسیع آبادی بس رہی ہے۔ اِسی پہاڑ کی دوسری چوٹی پر۔ جو اِس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ وہ جگہ ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انشقاق القمر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا معجزہ دکھلایا تھا۔

یہ معجزہ ہمارے سید و مولا محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بزرگ ترین معجزات میں سے ہے۔

مضبوط سے مضبوط صحت کیساتھ روایت کیا گیا ہے۔ اور صحابہ کی بڑی تعداد نے اس کی روایت کی ہے۔ اور اس کا درجہ تواتر معنوی تک پہنچ گیا ہے۔

اور جملہ روایات بلا کسی انقطاع۔ یا وقف یا ارسال کے سند صحیح و مرفوع ہیں

آج ایسے معجزے پر سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے پادری صاحبان ہی ہیں جو خود معجزات انبیاء کے قائل ہیں۔

اُن کے اعتراضات میں سے اہم اعتراض یہ ہے۔ کہ اگر چاند پھٹ گیا ہوتا تو اس واقعہ عظیم کی شہادت ہر ایک ملک کی تواریخ سے ملنی چاہیئے تھی۔

یہ معترض شدت انکار میں اُس زمانے کے کفار سے بھی بڑھ گئے۔ کفار تو انکار نہیں کر سکے تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ توجیہ گھڑ لی تھی۔ کہ یہ تو جادو ہے۔ قرآن پاک میں ہے

(۱) اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ وقت آ گیا اور چاند پھٹ گیا۔

(۲) وان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر ۔ یہ لوگ جب ایک نشانی دیکھتے ہیں اور ٹال مٹول کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے جو چلا آتا ہے

ﻟﻪ واضح ہو کہ اگر انشقاق القمر کا وقت ۹ بجے شب (یعنی بعد از نہار) کہ معظمہ میں فرض کر لیا جائے۔ تو دنیا کے دیگر ممالک پر حسب ذیل اوقات ہونگے۔ ان اوقات پر غور کی نگاہ ڈالو۔ تاکہ اس اعتراض کا ضعف معلوم ہو جائے کہ شق القمر کل دنیا کو کیوں نظر نہ آیا۔

نام ملک ۔ وقت شق القمر		نام ملک ۔ وقت شق القمر		نام ملک ۔ وقت شق القمر	
نیوزی لینڈ (واقع عرض بلد جنوبی)	صبح	برہما ۔	۱ - ۵۰	انگلستان ۔ آئرلینڈ ۔ فرانس ۔ بلجیم ۔ سپین ۔	
کیلیفانیہ ۔ وکٹوریا ۔ نیو ساؤتھ ویلز ۔	۶	ہندوستان ۔	۱۲ - ۵۰	پرتگال ۔ جبل الطارق ۔ الجیریا ۔	۶ - ۲۰
کوئینس لینڈ ۔ نیوگنی ۔	۳۰-۳	ماریشس ۔	۱۱ - ۲۰	آئس لینڈ ۔ سیریا ۔	۵ - ۲۰
جنوبی آسٹریلیا ۔	۴ - ۵۰	شمالی ہند ۔ مڈغاسکر ۔	۱۰ - ۳۰	مشرقی برازیل ۔	۳ - ۲۰
جاپان ۔ کوریا ۔	۴ - ۲۰	رومانیا ۔ بلگیریا ۔ ٹرکی ۔ یونان	۹ - ۲۰	متوسط برازیل و چلی ۔	۲ - ۲۰
مغربی آسٹریلیا شمالی بورنیو ۔		جرمن لکسمبرگ ۔ ڈنمارک ۔ سویڈن	۹ - ۳۰	پیرو ۔ پنامہ ۔ جمیکا ۔ بہاماز (امریکہ)	۱ - ۲۰
جزائر فلپائن ۔ ہانگ کانگ ۔ چین	۳ - ۲۰	ریاست ہائے اٹلی وغیرہ ۔	۸ - ۲۰	برٹش کولمبیا ۔	۱۰ - قبل دوپہر
ٹونکن	۹ - قبل دوپہر	جزائر سنڈوک	۸ - ۰	...	۶ - ۵۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پادری صاحبان براہِ مہربانی دیکھیں۔ کہ وہ خود کن کن چیزوں کے معتقد ہیں۔
کتاب یشوع باب ۱۰/۱۲ یشوع نے خدا کی حضور بنی اسرائیل کے آگے
یوں کہا۔ کہ اے آفتاب جبعون پر ٹھہر رہ۔ اور اے ماہتاب تو وادی ایلون کے مقابل
۱۰/۱۳ تب آفتاب نے درنگ کیا۔ اور ماہتاب ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ اُن لوگوں
نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا۔ ۱۰/۱۳ قریب دن بھر کے پچھم کی طرف مائل نہ ہوا
پادری صاحبان غور کریں وہ تو غضب کا معاملہ تھا۔ بہت لوگ سوتے ہونگے
بہت لوگ مکانوں کے اندر ہونگے۔ انشقاق سے روشنی میں تو کوئی کمی آئی ہی نہ تھی۔
اس لئے آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی بھی کسی کو ضرورت نہ پڑی ہوگی۔
لیکن سورج کے ٹھہر جانے اور رُک جانے کا اثر بہت زیادہ وسیع ہے۔
دن بھر سورج ٹھہرا مگر (آفتاب کے ٹھہرنے کا ذکر) دنیا کی کتابوں میں کیوں
نہیں۔ دنیا کی بات جانے دو۔ کیوں اس کا ذکر یسوع کے معاصرین نے نہیں کیا۔
اس فقرہ کو میں سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ ورنہ ناواقف بے سمجھی سے کہیگا۔
کہ خود یسوع کی کتاب میں تو لکھا ہوا موجود ہے۔
ناظرین اس امر کو یاد رکھیں۔ کہ شارحین۔ بائبل ہنری اور سکاٹ کے قول کے
بموجب کتاب یوشع حضرت داؤد کی ابتدائی سلطنت یعنی (قبل از سال ہفتم جلوس)
میں لکھی گئی تھی۔ حضرت داؤد و یوشع کا درمیانی زمانہ چار سَو برس کا ہے۔
ممکن ہے کہ پادری صاحبان فرمائیں۔ کہ لکھنے والے نے یہ واقع الہام ربّانی
سے لکھا ہے۔ مگر یہ توجیہہ بھی غلط ہوگی۔ کیونکہ یسوع ۱۰/۱۳ میں یہ فقرہ بھی اس واقعہ کے
ذکر کے بعد موجود ہے۔
کیا یہ کتاب الیاشر میں لکھا نہیں ہے۔
اب معلوم ہوگیا۔ کہ کتاب یوشع کا مصنف ایسے یسار یا احیار یا یاشر (ایک نام کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تین طرح تلفظ ہیں) کی کتاب سے نقل کرتا ہے۔ جب پادریوں سے پوچھو۔ کہ وہ اصل کتاب کہاں ہے۔ تو جواب ملیگا۔ کہ دنیا کے پردہ پر کہیں پائی نہیں جاتی۔ واہ صاحب واہ۔ ایسی روائتوں پر تو اعتبار کرتے ہو۔

مگر اُس کتاب پر اعتبار نہیں کرتے۔ جس کے ایک ایک جملہ ایک ایک لفظ ایک ایک حرف ایک ایک زبر۔ زیر۔ پیش۔ جزم۔ تشدید۔ ایک ایک مد ایک ایک شد کی حفاظت اس طرح سے کی گئی ہے۔ جس میں کوئی اختلاف کسی ملک کے قرآن میں پایا نہیں جاتا۔

پھر اُن احادیث میں موجود ہے۔ جس کی روائت آج سنہ ۱۳۴۰ھ میں بھی ہم اپنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کیساتھ پہونچاتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولو الابصار

(۲) کوہ حرا

یہ پہاڑ مکہ معظمہ کے شمال میں ہے۔ مکہ سے منےٰ کو جاتے ہوئے۔ بائیں ہاتھ پڑتا ہے۔ پہاڑ کے اوپر پھر ایک چوٹی گنبد کی طرح بلند ہو گئی ہے۔ اور خوب بلند ہے دامان کوہ تک سواریاں جاتی ہیں۔ اور پھر چڑھائی ہے: مضبوط آدمی کے چڑھنے کی ہے۔ جب ٹھیک چوٹی پر چڑھ جاتے ہیں۔ تو وہاں ایک چھوٹا سا گنبد جس کے چاروں طرف چار دروازے ہیں۔ نظر آتا ہے۔ اس کے تحت میں زیر فرش ایک پتھر ہے۔ جس میں شگاف آیا ہوا ہے۔ وہاں کا مجاور ایک سولہ سترہ سالہ نوجوان لڑکا تھا۔ اُس نے بتلایا۔ کہ اس میں نبی صلعم کی تلوار سے شگاف آیا تھا۔ مگر یہ روائت بے اصل ہے اور اس پتھر یا شگاف کی کوئی اصلیت نہیں۔

چوٹی سے قریباً تین بیس فٹ نیچے مکہ کی جانب اُتر کر وہ غار آتا ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پیشتر تقریباً سات سال تک عبادت باری تعالیٰ کی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جہاں حضور کی عبادت کا طریق زیادہ تر تفکر و تدبر تھا۔ جہاں حضور ابتدا ہی سے ایک ایسی ضیا اور روشنی کو محسوس فرماتے تھے جس قلب ہمایوں مانوس ہوتا تھا جہاں آخر ناموس اکبر اترا۔ جہاں حضور کو خلعت نبوت سے مزمل و ملبوس فرمایا گیا۔

جہاں حضور کو آشیانِ عالم کی تدبیر اور خلقِ خدا کے انذار و تبشیر کے لئے مامور فرمایا گیا۔ جہاں حضور کو تطہیر کا حکم ملا۔ جہاں حضور کو اعلائے صوت تہلیل و اشاعت نعرۂ تکبیر کا فرمان دیا گیا۔ جہاں حضور کی مقدس ترین زندگی کے آغاز کی بنیاد افاضہ و افادہ پر رکھی گئی۔ جہاں حضور کے مقاصد کو ممنون اظہار احسان سے بالاتر قرار دیا گیا۔

یہ غار کیا ہے سطح ہموار ہے۔ بلندی آدم قد ہے۔ پہاڑ میں درمیان سے جوف پیدا ہو گیا ہے۔ جس سے ایسی ڈھلوان چھت ہو گئی ہے۔ جیسے خیمے کی ہوتی ہے شرق و غرب سے کھلا ہوا ہے۔ ہوا اور روشنی بے روک ٹوک گذرتی ہے۔ اس گذرگاہ نسیم سے ذرا پیچھے ہٹ کر اتنا خول ہے۔ کہ انسان لیٹ سکے یا بیٹھ سکے۔

چوٹی پر کھڑے ہو کر دیکھو۔ تو جنوب میں مکہ کی آبادی نظر آتی ہے۔

شمال کی جانب پہاڑ اور پہاڑوں کے درمیان کھلی کھلی وادیاں جن میں سفید سفید ریت چمک رہی ہے۔ اور جن میں برسات کے دنوں میں پانی بہا کرتا ہے

شرق میں عرفات اور طائف کے پہاڑ۔

غرب میں نظر کو بلند کرو اور دور تک لیجاؤ۔ سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے

خود ہم کو اس وقت کچھ نظر نہ آیا۔ وہ نوجوان لڑکا شہادت دیتا تھا۔

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم روشن کی بصارت بھی نہایت قوی تھی۔ حتیٰ کہ عمر کے آخری حصہ میں ثریا کے جھرمٹ میں گیارہ ستاروں کو الگ الگ شمار فرما لیتے تھے۔

(آج یہ قوت نظر کسی جوان کو بھی حاصل نہیں) اس لئے یقین ہے کہ حضور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھلی آنکھ سے سمندر کے مد وجزر تک کا مشاہدہ فرمایا کرتے ہونگے۔

ایک طرف بحر مواج کا جوش وخروش دوسری طرف جبل شامخہ کا سکون ووقار

ایک جانب متمدن لوگوں کے کاروبار کا انہماک اور دوسری جانب چرند وپرند سے خالی منظر کا دنیا کی ہر شے سے انقطاع عجیب منظر ہے اور ایک عجیب اثر پیدا کرنے والا ہے۔

یہ پہاڑ ایسے گوشہ میں واقعہ ہوا ہے۔ کہ اس طرف معمولی طور پر کوئی راستہ بھی نہیں چلتا۔ اور اس کی بالائی چوٹی گنبد کی طرح ایسے بلند ہوئی ہے جہاں مویشی بھی نہیں آسکتے۔

عام طور پر چلہ نشین لوگ اندرون زمین میں بیٹھکر خلوت تلاش کیا کرتے ہیں۔ لیکن سرور کائنات کے لئے قدرت الہیّہ نے خلوت کدہ بھی اُس مقام کو بنایا۔ جو مادی حیثیت میں سب سے بلند تر مقام ہے۔ اس میں یہ راز مضمر تھا۔ کہ حضور ابتدا ہی سے کس قدر تعلقات مادی سے برتر۔ اور ملکوت الہیّہ سے کس قدر قریب تر تھے۔

صلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہ وخیر خلقہٖ وحجتہ علی العالمین۔ ورحمتہ للعالمین۔
محمد النبی الصادق الامین۔ خاتم النبیین والمرسلین وعلیٰ اہل بیتہ الطیبین۔
الطاہرین وعلیٰ اصحابہ اجمعین الصادقین السابقین والذین جاؤا
من بعدہم تابعین لہم باحسان الی یوم الدین

ہم کو اُس یافع لڑکے نے چار بھی پلائی۔ اور جن کو وضو کی ضرورت تھی۔ انہوں نے وضو بھی تازہ کیا۔

واپسی میں جب ہم اُترے۔ تو ابھی میدان میں نہ پہونچے۔ تھے تین چار فٹ کی بلندی باقی تھی۔ کہ سر راہ بائیں ہاتھ ایک نو دس سالہ لڑکی کھڑی ملی۔ وہاں کچھ ہموار سی سطح تھی۔ اُس نے کہا یہ کیسے لوگ ہیں۔ جو وہاں نماز نہیں پڑھتے۔ جہاں حیرتیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور رسول نے نماز پڑھی تھی۔ ہم نے اس نیک لڑکی کی اطلاع کو نہایت شکرگذاری سے معلوم کیا۔ یہاں قریباً دس پندرہ آدمی جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) کوہ نور یا کوہ ثور[1]

یہ مکہ معظمہ سے جنوب کی طرف ہے۔ راہ یمن پر واقعہ ہے۔ وہ غار سی جگہ ہے جس کے اندر سید المرسلین اور امام الصدیقین نے تین شبانہ روز آرام فرمایا تھا۔ جس کا ذکر قرآن شریف کی آیت میں ہے۔

نَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

اللہ نے اپنے رسول کی مدد اُس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا۔ اور اُس وقت دو شخصوں میں سے دوسرا تھا اور وہ دونوں غار میں تھے۔ اور اُس وقت رسول نے اپنے ساتھی سے یہ کہا تھا کہ تو حزن نہ کر خدا تو ہمارے ساتھ ہے۔

جب ہم جدہ سے مکہ معظمہ کو جا رہے تھے۔ تو جدہ سے سوار ہونے کے دو تین گھنٹہ کے بعد ایک سرسبز مقام بائیں ہاتھ کو آیا تھا۔ ہماری بدوی نے بتلایا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت کو جبل ثور سے ہو کر اس راستہ سے یہاں تک

---

[1] ثور بن عبد مناۃ اس پہاڑ پر ٹھہرا تھا۔ اُس کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے اسے جبل ابو ثور بھی لکھا ہے یہ پہاڑ حرا سے بلند تر ہے۔ اور یہاں سے سمندر کا نظارہ صاف ہے۔ اس پہاڑ کی بلندی سطح بحر سے ۲۴۰۰ فٹ اور مکہ معظمہ سے ۲۰۰۰ فٹ ہے۔ مختلف اقسام کے درخت بھی اس پر ہیں۔ اور بلسان کے درخت زیادہ ہیں۔ غار جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخفی ہوئے۔ اصل چوٹی سے قریباً ڈیڑھ دو فرلانگ نشیب میں ہے۔ غار کا منہ تنگ ہے۔ لیکن اندر ۱۰ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ فرش سے ۴ یا ۴½ فٹ کی بلندی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنت المعلیٰ اور روضہ اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ کے درمیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تشریف لائے تھے۔ اور پھر یہاں سے مدینہ کی جانب کو متوجہ ہوئے۔ یہ جگہ جس کا اُس نے نشان دیا وادی فاطمہ کا عقبی حصہ ہے۔ اس کی کیسا تلتا مقام حدیبیہ ہے۔

المعلیٰ

یہ بالائی مکہ المکرمہ کی طرف واقع ہے۔ منیٰ کو جائیں تو بائیں ہاتھ رہجاتا ہے۔ اور مدینہ منورہ کو اُس راہ سے جائیں جس راہ سے یوم الفتح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے تو دست راست پر رہ جاتا ہے۔ اس پہاڑ کو جبل حجون کہتے ہیں۔

خدا ہی کو علم ہے۔ کہ یہ خاک پاک کس قدر ہزار در ہزار اولیائے امت محمدیہ کی خزینہ دار ہے۔

پہاڑ کی طرف کو جاتے ہوئے ام المومنین طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا روضہ غالباً آخری قبر اسلامی قبور میں سے ہے۔ اس سے آگے دامن کوہ میں چند اور قبے بنے ہوئے ہیں۔ جو قبل از اسلام والوں کے ہیں۔

جن میں سے ایک جناب ابو طالب کا اور ایک سردار عبد المطلب کا۔ اور ایک سردار عبد مناف کا بتایا جاتا ہے۔ ان کی اصلیت کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

لیکن تعجب خیز یہ ہے۔ کہ سیدہ آمنہ والدہ مکرمہ رسولِ پاک کا روضہ بھی یہاں بنا ہوا ہے۔ حالانکہ روایات صحیحہ و قطعیہ سے واضح ہے۔ کہ آن کا انتقال بمقام ابواء ہوا تھا۔ اور اُسی جگہ آن کا مدفن ہے۔

اسی جگہ ایک احاطہ میں ملا علی القاری کی قبر ہے۔ اور آن کی قبر کے متصل ہی خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ تعجب ہے۔ کہ ملا علی کی قبر تو مشہور ہے اور خواجہ فضیل کی قبر سے خاص خاص لوگ ہی واقف ہیں۔ ان دو قبروں کے درمیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے والد بزرگوار نے اپنا ایک دانت جو مکہ میں نکل پڑا تھا۔ دفن کیا تھا۔

اِسی جگہ ہم نے حبی فی اللہ مخلص صمیم خلیفہ محمد ابراہیم صاحب پٹیالوی کو سپرد خاک کیا۔ اِن کی قبر ام المومنین کی قبر سے قریب تر ہے۔

اِسی کے محاذ میں منشی غلام محمد صاحب پٹیالوی کی اہلیہ کو دفنایا۔ آہ کیسے خوش قسمت تھے جنہوں نے یہاں جگہ پائی۔

اِسی جگہ صحابہ کرام سے عبداللہ بن زبیر کی قبر ہے۔ یہ اولین مولود ہیں جو ہجرت کے بعد مدینہ میں پیدا ہوئے تھے۔ پیدائش کے بعد پہلی چیز جو اِن کے پیٹ میں ہو گئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لب مبارک تھا۔ زبان آور فصیح۔ بہادر کثیر الصیام۔ کثیر الباس شخص تھے۔ یزید پلید کی وفات کے بعد اہل مکہ و حجاز و یمن و عراق و خراسان نے اِن کی بیعت کر لی تھی۔ اپنی امارت میں آٹھ حج کئے۔ پھر یوسف بن الحجاج نے عبدالملک کے حکم سے اِن کا محاصرہ کیا۔ یہ مکہ معظمہ میں محصور ہو گئے تھے۔ ۱۰۶ ، ۷ یوم محاصرہ رہا۔ آخر بیت اللہ کے اندر شہید کئے گئے۔ پھر اِن کی لاش کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اِن کے بھائی عروہ بن زبیر جو یکے از فقہا سبعہ ہیں عبدالملک سے ملے۔ اور بھائی کی لاش کے متعلق حکم حاصل کیا اور پھر دفن کئے گئے۔ شہادت ۱۷ جمادی الاول۔ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو بعمر ۷۲ سال پائی۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کی شرکت جنگ جمل کا باعث یہی تھے۔ عفا اللہ عنہ

اِسی جگہ اِن کی والدہ اسماء بنت ابوبکر الصدیق کی قبر ہے۔ جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین کا خطاب عطا فرمایا تھا۔

یہ ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں۔ اِن کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزی ہے۔ جس کا نسب لوی تک پہونچ کر نسب نبوی میں شامل ہو جاتا ہے۔

انہوں نے عبداللہ بن زبیر اپنے بیٹے کو اِن کی شہادت کے یوم پہلے جبکہ محاصرہ کی سختی بہت بڑھ گئی تھی۔ کہا تھا۔ بیٹا دیکھنا کوئی ایسی شرط قبول نہ کر لینا جو باعث

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ننگ و عار ہو۔ مردانہ موت بزدلانہ زندگی سے افضل ہے۔

ان کو وہاں لے گئے جہاں عبداللہ ابن زبیرؓ پھانسی پر لٹک رہے تھے اس وقت انہوں نے صرف اتنا فقرہ کہا

"کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ یہ شہسوار اپنی سواری سے اتر پڑے"

اپنی بہادر ماؤں کے وہ سپوت تھے جنہوں نے ملک بہ ملک فتح کر ڈالے تھے

اسی جگہ عبدالرحمن بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہما کی قبر ہے۔ یہ شجعان العرب میں سے تھے۔ اکیلے دو ہزار کے برابر سمجھے جاتے تھے

جب امیر معاویہ نے لوگوں کے سامنے یزید کی ولیعہدی کا مسئلہ پیش کیا۔ تو انہی نے بھرے دربار میں جواب دیا تھا اَھِرَقْلِیَّۃٌ ھٰذَا۔ اِذَا مَاتَ کِسْریٰ ہے قَامَ کِسْریٰ بَعْدَہٗ۔ لَا نَفْعَلُ وَاللّٰہِ اَبَدًا۔ کیا یہ بھی دنیوی سلطنت ہے۔ کہ جب کسریٰ مرگیا۔ تو دوسرا بھی اس کی جگہ کسریٰ بن بیٹھا۔ بخدا ہم یزید کو کبھی ولیعہد تسلیم نہ کریں گے اور ایسا نہ ہونے دیں گے۔

ان کا انتقال جبل حبشی کے متصل ہوا۔ اور مکہ معظمہ میں، ۱۰ میل کے فاصلہ سے کندھوں پر جنازہ لایا گیا۔ یہ عائشہ صدیقہ کے برادر شقیق ہیں۔ ام المومنین صدیقہ فرماتی تھیں کہ اگر میں موجود ہوتی۔ تو اسی جگہ دفن کو کہتی جہاں وفات پائی تھی۔ ان کے فرزند ابو عتیق محمد بھی صحابی ہیں۔ اور یہ شرف صرف آل ابوبکر ہی میں پایا گیا ہے۔ جن کی چار نسلیں صحابی ہیں

(۱) ابو قحافہ عثمان والد ابوبکر صدیق۔ جو ۸ھ میں ایمان لائے۔ اور حضرت عمر کی خلافت میں بعمر ۹۷ سال ۱۴ھ میں وفات پائی۔

(۲) ابوبکر صدیق۔ اول من اسلم۔ واول من بویع لہ فی الاسلام بعد رسول اللہ و ثانی اثنین یعنے پہلے مسلمان۔ پہلے خلیفہ اور دو میں دوسرے

(۳) عبدالرحمن بن ابوبکر۔ قبل از فتح مسلمان ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیق کے بیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹے تھے ۔ سنہ ۳۸ھ میں وفات پائی۔

(۴) ابو عتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہم اجمعین

الغرض یہاں کے آسودگان خوابِ راحت کا استیعاب ، دشوار ہے ۔ اگر کوئی شخص اقل قلیل بھی لکھنا چاہتے ۔ تب بھی جُداگانہ کتاب ضخیم درکار ہے ۔

بستان الیشر

یہ خریف عنون الرفیق کا باغ ہے ۔ نہر زبیدہ قریب سے گئی ہے ۔ بہت بڑا پختہ تلاب اس کے اندر بنا ہوا ہے ۔ فرحت افزا مقام ہے کہتے ہیں ۔ پہلے یہ باغ عجب نادرہ روزگار تھا ۔ اس میں کھجوریں عجب عجب اقسام کی ہیں ۔ ایسے بھی بوٹے ہیں کہ کھڑے کھڑے کھجو توڑ لو ۔ ایسے بھی کہ بیٹھے بیٹھے توڑ لو اور ایسے بھی کہ لیٹے لیٹے منہ میں ڈال لو ۔ پہلے منشی غلام محمد صاحب اسے دیکھ کر آئے تھے ۔ دوسرے روز میں نے بھی اسے جاکر دیکھا ۔ ہندوستان میں جہاں کھجور سب سے زیادہ لبا ثمر آور درخت ہے ۔ یہ بیان خاص ندرت و تعجب سے پڑھا جائیگا ۔

برکتہ الماجن

طائف کے سلسلہ کوہ کی بارشوں کا پانی سیدھا مکہ معظمہ میں آتا ہے ۔ اس سیلاب سے بارہا شہر کو اور بیت اللہ کی عمارت کو نقصان پہونچے ۔

فاروق اعظم امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے پرے سیلاب کے رُخ کو بند باندھ کر روکا تھا ۔ اور پانی کا بہاؤ جبل ابوقبیس کے اوپر کو مسفلہ کی جانب کر دیا تھا ۔ اور یہ برکہ اس وقت بطور تالاب کے بنا دیا تھا ۔ اب تو یہ ایک چھوٹی جھیل ہے ۔ اس کے گرد پختہ احاطہ بنا ہوا ہے ۔ اس سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہے ۔ جو نہر ستلج کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے مانیروں کے برابر ہوتا ہے۔ اس پانی سے سبزیاں اور گھاس وغیرہ پیدا کئے جاتے ہیں میرے نزدیک اگر آبپاشی باقاعدہ کیجاوے۔ تو یہ دس ہزار بیگہ اراضی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

اِس سے ذرا فاصلہ پر بخاری کو شک سیدوں کے چاہات ہیں۔ ہم اِنہی کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہر دو چاہات پر بیل اور گدھے سے پانی کھینچتے اور کھیتی سیراب کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ کھیتی کرنے والے کچھ اچھے واقف نہیں ہیں۔

(۴) عقبۃ الجمرہ

یہ مقام مکہ معظمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ ہے۔ اور اس راستہ سے کچھ آگے جو کوہ حرا کو سیدھا جاتا ہے۔

یہ مقام نہایت اہم ہے۔ اور تاریخ نگار اسلام کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول خدا سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل یثرب کو اسلام سے روشناس فرمایا۔

یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں پر قصر اشاعت کے تعمیر کی بنیاد باقاعدہ رکھی گئی۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی۔ کہ تبلیغ کے لئے مکہ سے باہر عام شاہ راہوں پر تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اور مسافرین ووار دین کو دعوت الی الحق دیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ سنہ نبوت کا ذکر ہے۔ کہ حضور کو عقبۃ الجمرہ کے متصل رات کی بستی میں انسانی آواز سنائی دی۔ حضور اسی جانب کو تشریف لے گئے۔ وہاں یثرب کے ۶ شخص اُترے ہوئے تھے۔ حضور اُن کے پاس بیٹھے۔ توحید بیان فرمائی۔ قرآن پاک سنایا۔ دین اسلام کی دعوت دی۔

ان لوگوں نے یہود یثرب سے یہ بات کان میں پڑی ہوئی تھی۔ کہ خدا کا ایک نبی مبعوث

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہونے والا ہے۔ انہوں نے اِس کو غنیمت سمجھا۔ کہ وہ اپنے ملک کیلئے اوّلین و سابقین بنیں۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے یثرب جا کر اسلام کی اشاعت شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا۔

کہ ذالحجہ ۱۲ نبوی سنہ کو بارہ بزرگ مکہ آئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ اِن ۱۲ میں ۵ یا ۶ پہلے بھی تھے۔ یہ بیعت بھی اسی مقام پر رات کی تاریکی میں ہوئی تھی۔

ذی الحجہ ۱۳ نبوی سنہ میں ستّر طالبانِ حق آئے۔ اور اسی مقام عقبہ پر انہوں نے بھی نورِ اسلام پایا۔ اِن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ چلنے کے لئے آمادہ کر لیا

مورخین اسلام نے واقعات بالا کو ۲ طریق سے بیان کیا ہے۔ بعض نے ہر ۳ واقعات کو اوّل۔ ثانیہ۔ ثالثہ لکھا ہے

اور اکثر نے اوّل کو حسنِ اتفاق سمجھ کر اُسے شمار نہ کیا۔ اور پچھلے دونوں کو اولیٰ و ثانیہ تحریر کیا۔

ہم اِن کو رفع مغالطہ کے لئے اوّل۔ دوم۔ سوم کے حوالہ سے بیان کرینگے چونکہ انصار سے محبّت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا ضمیمہ ہے۔ اِس لئے اُمید ہے۔ کہ مندرجہ ذیل فہرست جو محنت اور تلاش سے مکمل کی گئی ہے اہل ایمان کے لئے باعث ازدیاد نورِ ایقان ہوگی۔

مبائعین "عقبۃ الاولیٰ" سنہ نبوت

(۱) ابو اُمامہ اسعد بن زرارہ بن عدس الانصاری۔ نقیب محمدی۔ ۱۰ ماہ بعد از ہجرت انتقال ہوا۔

(۲) رافع بن مالک بن العجلان الزرقی (شہید احد) نقیب محمدی

(۳) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید السلمی الخزرجی (شہید یمامہ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۴) عوف بن حرث بن رفاعہ (معروف عوف بن عفراء) (شہید بدر)

(۵) قطبہ بن عامر بن حدیدہ البدری۔

(۶) ابوالہیثم مالک بن التیہان بن مالک البدری۔ نقیب محمدیؐ ۳۔

"مبائعین عقبۂ ثانیہ"

(۷) ذکوان بن عبید قیس بن خلدہ الزرقی الانصاری المہاجری (شہید احد)

(۸) عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم السالمی الخزرجی۔ ابوالولید۔ نقیب محمدیؐ ۴

(۹) عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان

(۱۰) عویم بن ساعدہ۔ بن عائش البدری

(۱۱) معاذ بن حرث بن رفاعہ (یا معاذ بن عفراء برادر نمبر ۴)

(۱۲) یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم البلوی [۱]

مبائعین "بیعت الثالثہ" ذی الحجہ ۱۳ سنہ نبوت

(۱۳) [۲] اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک الاشہلی البدری نقیب محمدیؐ ۵

کملاء و فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ مات ۲۰ھ

(۱۴) براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان السلمی۔ نقیب محمدیؐ ۶

ایک ماہ قبل از ہجرت انتقال کیا۔

(۱۵) سعد بن خیثمہ (من بنی عمرو بن عوف) نقیب محمدیؐ ۷۔ شہید بدر

(۱۶) سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر الخزرجی۔ نقیب محمدیؐ ۸۔ شہید احد۔

(۱۷) سعد بن عبادہ نقیب محمدیؐ ۹۔

(۱۸) منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان الساعدی البدری نقیب محمدیؐ ۱۰۔

---

[۱] بن ۱۲ میں پہلے سال کے بھی شامل تھے۔

[۲] سال سوم کے مبائعین میں سال اول و دوم والے بھی شامل تھے اس لیے بن ۱۳ آغاز ۱۳ سے کیا گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۱۹) عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ البدری" ابوجابر الصحابی الشہیر" نقیب محمدی شہید احد

(۲۰) عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی۔ الشاعر نقیب محمدی ہے [۱] شہید موتہ

(۲۱) ابوحسن (تمیم) بن عبد بن عمرو البدری

(۲۲) اُبی بن کعب بن قیس بن عبید" المعاوی البدری" (اقرأ امتی اُبی) مات ۱۹ھ

(۲۳) اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام (برادر حسان بن ثابت شاعر رسول) شہید اُحد

(۲۴) بشیر بن عبدالمنذر البدری۔ ابولبابہ الانصاری۔

(۲۵) ثابت بن الجذع (ثعلبہ) بن زید بن الحارث بن حرام البدری شہید طائف۔

(۲۶) ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی السلمی (شہید خندق)

(۲۷) جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام السلمی (کان من المکثرین لروایت الاحادیث۔ وفات ۷۳ھ بعمر ۹۴ سال (حضرت عبداللہ نمبر ۱۹ کے پسر ہیں)

(۲۸) جابر بن عبداللہ بن رئاب السلمی البدری [۲]

(۲۹) حارث بن زید بن خلدہ الزرقی البدری" ابوخالد الانصاری"

(۳۰) خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک البدری (من بنی اغر) شہید احد

(۳۱) خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ" ابوایوب الانصاری۔ المحو قسطنطنیہ۔ مات ۵۲ھ

(۳۲) خالد بن عمرو بن عدی بن نابی السلمی

(۳۳) خالد بن قیس بن مالک بن العجلان البیاضی البدری

(۳۴) خدیج بن سلامت بن اوس البلوی" ابورشید"

(۳۵) خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ الخزرجی البدری" شہید یوم قریظہ"

---

[۱] = ۱۲ نقیب ۱۳ نبوت میں مقرر فرمائے گئے تھے۔
[۲] ابن سعد نے ان کا نام اولین شش میں تحریر کیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(٣٦) رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ السالمی البدری "ابوالولید" شہید احد

(٣٧) سالم بن عمیر بن ثابت البدری (جملہ مشاہد میں ہمرکاب نبوی تھے)

(٣٨) سعد بن زید بن عامر بن زید بن عوف الاشہلی البدری ؎

(٣٩) سلمہ بن سلامت بن وقش بن زغبہ الاشہلی البدری (شہید العقبتین) ٤٥ھ بعمر ٧٠ سال

(٤٠) سلیم بن عمرو بن حدیدہ بن عمرو السلمی البدری (شہید احد)

(٤١) سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء البدری (من بنی سلمہ)

(٤٢) سھل بن عتیک بن النعمان بن عمرو البدری "المبذول"

(٤٣) طفیل بن مالک بن النعمان بن خنساء (من بنی سلمہ) شہید یوم الخندق۔

(٤٤) عباد بن قیس بن عامر بن خلدہ الزرقی البدری۔

(٤٥) عبد بن قیس برادر نمبر ٤٤

(٤٦) عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ (شہید احد) سردار تیراندازان۔

(٤٧) عبس بن عامر بن عدی بن نابی البدری

(٤٨) عبید بن التیہان البلوی۔

(٤٩) عتیک بن التیہان البلوی۔ ہر دو برادران۔ حلیف الانصار۔

(٥٠) عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء البدری۔

(٥١) عمرو بن الجموح بن زید بن حرام السلمی البدری۔ سید الانصار۔ شہید احد۔

(٥٢) عمرو بن شاس بن عبید بن ثعلبہ (من بنی دودان) کان شاعراً مطبوعاً۔

(٥٣) عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ المازنی البدری۔

(٥٤) عمرو بن غنمہ بن عدی بن نابی السلمی الخزرجی۔

؎ ان کا نام صرف واقدی نے لکھا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۵۵) عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث البدری۔

(۵۶) عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ ابو مسعود الانصاری۔ ماتؔ ۴۱ھ

(۵۷) عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان الخزرجی البدری۔ شہید یمامہ۔

(۵۸) فروہ بن عمرو بن ودقہ بن عبید البیاضی البدری۔

(۵۹) قیس بن ابی صعصعہ بن زید المازنی البدری۔

(۶۰) قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر الظفری البدری ماتؔ ۲۳ھ۔

(۶۱) کعب بن عمرو بن عباد السلمی البدری ابوالیسر ماتؔ ۵۵ھ۔

(۶۲) مالک بن دخشم بن مالک بن دخشم بن غنم البدری [۱]

(۶۳) مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان۔

(۶۴) معاذ بن عمرو بن الجموع السلمی البدری (قاتل ابوجہل)

(۶۵) معتب بن بشیر (قشیر) بن ملیل بن زید البدری۔

(۶۶) معن بن عدی بن الجد البلوی البدری۔ شہید یمامہ۔

(۶۷) معقل بن المنذر بن سرح بن خناس السلمی البدری۔

(۶۸) نعمان بن عصر بن الربیع بن الحارث البلوی البدری۔ شہید یمامہ۔

(۶۹) ہانی بن نیار۔ ابوبردہ۔ البدری۔ (خال براء) من بنو قضاعہ ماتؔ ۴۵ھ۔

(۷۰) یزید بن حرام بن سبیع بن خنساء السلمی۔

(۷۱) یزید بن عامر بن حدیدہ البدری (من بنی سواد بن غنم) ابوالمنذر

(۷۲) یزید بن المنذر بن سرح بن خناس البدری۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

ذٰلک لمن خشی ربہ

---

[۱] ابومعشر و واقدی نے ان کو اہل عقبہ میں شمار نہیں کیا۔ موسیٰ و ابن اسحٰق نے کیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہر زبیدہ

زمزم کے علاوہ شہر مکہ کے اندر اور حوالی میں چاہات بھی ہیں۔ زاہر عبقلانی، جعرانہ وغیرہ اُن کے نام ہیں۔ ان سب کا پانی پیا جاتا ہے۔ لیکن سب سے بڑی نعمت نہر زبیدہ ہے۔
زبیدہ خاتون[۱] ہارون الرشید کی اہلیہ اور امین کی والدہ ہیں۔

اس بلند پایہ خاتون نے ایام حج میں حجاج کی تکالیف کو دیکھا۔ تو نہایت متاثر ہوئی۔ قدرت الہیہ نے اسے خواب میں ایک ایسے عظیم الشان کام کے لئے آمادہ کیا جس کا نفع انسان و حیوان درند و پرند سب پر عام ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے نہر نکالنے کا مشورہ دیا۔

یہ نہر عین حنین سے نکالی گئی ہے۔ جو عرفات کی پچھلی طرف بجانب شمال و شرق واقع ہے۔ اور مکہ معظمہ سے ۳۵ کیلو میٹر ہے۔

یہ چشمہ در اصل جبال طاد سے نکلتا۔ اور حنین میں آکر بہتا ہے۔ حنین سے اسے باقاعدہ پختہ چھتی ہوئی نہر بنایا گیا۔

(ب) ایک اور شاخ وادی نعمان سے لائی گئی جس میں جبال کرا کا پانی آتا ہے
جبال کرا عرفات سے جنوب مشرق میں ۱۲ کیلو میٹر پر ہے۔

سات چشمے اور ہیں۔ جو شامل کر دیئے گئے۔ اور ان سب کو منیٰ تک لایا گیا۔ یہاں سب جمع کر دیئے گئے۔ اور بہت بڑا ذخیرہ تہ زمین بنا دیا گیا

۱؎ زبیدہ کا نام امۃ العزیز تھا۔ جعفر بن منصور کی بیٹی ہیں۔ خلیفہ منصور عباسی اسے زبیدہ کہا کرتے تھے۔ ۱۶۵ھ میں ہارون الرشید سے نکاح ہوا۔ ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ ان کے والد جعفر کا سنہ وفات ۱۸۶ھ ہے۔
زبیدہ خاتون کی خدمت میں ایک سو لونڈیاں حافظ قرآن رہا کرتی تھیں ہر ایک لونڈی دس دس آیات پڑھا کرتی تھی۔ اور یہ سلسلہ شب و روز برابر جاری رہتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِسے بئرِ زبیدہ کہتے ہیں۔ یہاں سے دو شاخیں نکالی گئیں۔

(الف) جو عرفات کو جاتی ہے۔

(ب) جو مکہ کو جاتی ہے۔

ساتویں صدی میں مجرائے آب اَٹ گیا۔ اور نہر اکثر جگہ سے شکستہ ہوگئی۔ تب سلطان ابوسعید بن خدابندہ کے گورنر بازان نے اِس کی مرمت و درستی کرائی چنانچہ شاخ مکہ کا نام اب بازان ہی کے نام پر مشہور ہے۔ دسویں صدی میں پھر نہر مرمت طلب ہوکر پانی بند ہوگیا۔

تب سلیمان اعظم کی بیگم مہرماہ سلطان نے کامل مرمت کرانے کا حکم دیا۔ اور اوّل سے لیکر آخر تک مرمت کی گئی۔ منٰی کے قریب آکر پانی کے لئے جدید ٹنل بنایا گیا۔ ایک ٹنل ایک کیلو میٹر سے زیادہ لمبا ہے۔ یہ شاخ سیدھے مکہ تک پہونچادی گئی۔ جو المعلی کے شرقی جانب سے چار شاخوں میں منقسم کرکے آبادی مکہ میں پھیلادی گئی ہے۔

پانی اپنی سطح پر رواں ہے۔ وہ سطح زمین سے کہیں اونچا جاتی ہے۔ اور اسی وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک بڑے پل کی طرح اُس کی چوڑائی کی گئی ہے۔ اور کہیں زمین کے نیچے چلتی ہے۔ جس کے اوپر دھالنے بنے ہوئے ہیں۔ اور چاہ کی طرح ڈول ڈال کر پانی نکلا جاتا ہے۔ اور مجرائے آب دکھلانے کے لئے جگہ جگہ مربع ستون بنادیے گئے ہیں۔ جو لیول بتلاتے ہیں۔

اِس نہر کی آخری مرمت ۱۳۲۷ھ میں ہوچکی ہے۔ مرمت کی ضرورت اِس لئے پڑتی ہے۔ کہ راستہ میں بہت سے برساتی نالوں کے وادی آتے ہیں۔ اور جب کبھی زور کی بارش ہوتی ہے۔ تب سیلاب سے نہر کی عمارت کو نقصان پہونچ جاتا ہے۔

شہر میں سے ہوتی ہوئی یہ نہر مسفلہ کو نکل جاتی ہے۔ جہاں ایک بہت بڑا تالاب بنا ہوا ہے۔ اور زمین کے اُردگرد پختہ چار دیواری بنادی گئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاکہ نقصان جان نہ ہو۔

اِس تالاب سے جنوب مشرق کو نالہ بھتا ہے۔ جس سے بہت زمین سیراب ہوتی ہیں اِس طرف کئی بار گیا۔ آبادی کم ہے۔ بہ منٹ کی راہ پر بڑھتے ہوئے پانی کا نظارہ ایک عجیب لطف انگیز معلوم ہوتا تھا۔

اِسی طرف کو یمن کا راستہ ہے۔ اور اِسی جگہ اُس برساتی ندی کا بہاؤ ہے جسے بطحاء کہتے ہیں جس کنارے سید کے مکان میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُن کے چاہات بھی اسی طرف واقع ہیں۔ چاہات پر چرخ لگے۔ اور چھوٹے حوض بنے ہوئے۔ منشی غلام محمد صاحب پٹیالوی حوض میں اُتر کر نہائے بھی تھے۔ پانی کمر سے اوپر تھا۔ یہی طرف مسفلہ (پایاں مکہ) کہلاتی ہے۔ اب اِس طرف آبادی بڑھ رہی ہے۔ غرباء خصوصاً زنگی و سوڈانی اس طرف آباد ہیں۔ اُن کے دو تین قہوہ خانے بھی اِس طرف بنے ہوئے ہیں

امرائے مکۃ المعظمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں مکہ فتح کیا تھا۔ اُس وقت سے امارت مکہ ہمیشہ اُس سلطنت کے ماتحت رہی۔ جو عمومی خلافت کیساتھ حکومت رکھتی رہی ہے (احوال مکہ معظمہ میں ایک استثناء ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی سلطنت کی ہے۔ جو بعد وفات یزید پلید ۱۱ سال تک رہی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حاکم مکہ مقرر فرمایا تھا۔ یہ بنو امیہ ہیں۔ یعنی اِن کا دادا ابو العیص "امیہ" کا بیٹا ہے۔

اِن کے بعد ۲۵۰ھ تک ۱۲۳ حاکم اور ہوئے۔ یہ مختلف خانوادوں سے تھے۔ اِن کا تقرر ۴۰ھ تک منجانب خلافت راشدہ اور ۱۳۲ھ تک منجانب سلطنت بنو امیہ اور ۲۵۰ھ تک منجانب عباسیہ ہوتا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۳۵۸ھ میں اِس خاندان کی حکومت کی بُنیاد پڑتی ہے۔ جس میں سے "جعفر حسنی" "وحسینی" ہیں۔

۳۵۸ھ میں جعفر بن محمدؒ بن حسن الثائرؒ بن موسیٰ الثانی[51] بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن سبط النبی وحفید الرسول امیر المومنین حسن علیہ السلام کا مکّہ معظمہ پر قبضہ ہوا۔ یہی پہلا شخص ہے جس کا لقب الشریف[52] ہوا۔

جعفر بن محمدؒ کا یہ قبضہ سلطنت عباسیہ کی منشاء کے خلاف تھا۔ اِس لئے جعفر بن محمدؒ نے اپنے آپ کو سلطنت مصر سے (اُس وقت بنو فاطمہ اُس پر حکمران تھے) متعلق کر لیا اور المعز لدین اللہ نے اُس کی منظوری کا فرمان بھیج دیا۔ اِس کی نسل میں ۴۵۵ھ تک حکومت مکّہ معظمہ رہی۔

۴۵۵ھ میں جعفر بن محمدؒ کے بھائی ہاشم کی نسل میں سے محمدؒ بن جعفر بن عبداللہ اُٹھا۔ اور اُس نے بزور حکومت مکّہ کو حاصل کیا۔ اور ۵۹۷ھ تک اُس کی اولاد میں حکومت رہی۔ یہ لوگ ہواشم کہلاتے ہیں۔

۵۹۷ھ میں جعفر بن محمدؒ کے تیسرے بھائی عبداللہ کی نسل سے قتادہ بن ادریس نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اِس کی حکومت مستقل تھی۔ اور اِس نے یمن پر بھی فاتحانہ قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اِس کے فرزند حسن بن قتادہ ہی کے عہد میں سلطنت یمن کو حکومت مکّہ پر سیادت حاصل ہو گئی۔ (مصر کا تعلّق ٹوٹ گیا) ۶۶۹ھ تک اِس خاندان کی حکومت زیر سیادت یمن رہی

---

[51] شیخ الجلیل امام الاولیاء سید الشیخ ابو الصالح عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب بھی موسیٰ الثانی کے ساتھ پانچ واسطے سے جا ملتا ہے۔

[52] مکّہ معظمہ میں لفظ شریف اور سید خاص اصلاح میں بھی بولے جاتے ہیں۔ اولاد امام حسن علیہ السلام کو شریف اور اولاد امام حسین علیہ السلام کو سید کہتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۶۰ھ میں شریف ابونمی بن حسن بن علی بن قتادہ نے پھر اس حکومت کا تعلق ملک مصر سلطان بیبرس سے کرلیا۔ یہ تعلق مصر سے اُس وقت تک رہا کہ دولت عثمانیہ نے ۹۹۲ھ میں مصر اور عرب دونوں پر قبضہ حاصل کیا۔

۹۹۲ھ میں جو شریف حاکم مکہ تھا۔ وہ بھی ابونمی تھا۔

یعنی ابونمی بن محمد بن برکات۔ جعفر بن محمد سے لیکر اس ابونمی بن محمد تک یعنی ۳۵۰ھ سے ۹۳۱ھ تک ۵۰ حکمران مکہ معظمہ ہو چکے تھے۔

موجودہ حکمران خاندان کا مورث یہی ابونمی ہے۔ ابونمی کی نسل میں بھی حکومت یکے بعد دیگرے چار شاخوں میں رہی۔

الف یعنی بنوقتبہ۔ یہ خاندان اب بلاد عرب میں متفرق ہوگیا ہے۔

ب۔ بنوزید۔ } جن میں ۱۲۷۲ھ تک حکومت رہی۔
ج بنوبرکات

د بنوحسن۔ موجودہ حکمران شاخ۔

شریف ابونمی سلطان سلیم کو مصر میں جاکر ملاقی ہوا تھا۔ اور سلطان نے اُس کی نہایت عزت افزائی کی تھی۔ ابونمی تاریخ میں اپنے علم وفضل اور حلم وعقل کی وجہ سے خیرۃ الاشراف سے موسوم ہے۔

ہز مجسٹی حسین ملک الحجاز

یہ حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ (عامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے ۲۴۵ ویں حکمران مکہ معظمہ ہیں۔

اِن کے والد علی پاشا کو حکومت دستوریہ عثمانیہ نے شوال ۱۳۲۷ھ میں معطل کر دیا تھا۔ اُن کی جگہ عبد الالہ پاشا کو شریف مقرر کیا گیا۔ مگر وہ چارج لینے سے پیشتر انتقال کر گئے۔ تب حسین پاشا کا تقرر ہوا۔ اور ان کے والد ان کو چارج دیکر مصر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اقامت گزین ہوئے۔

یہ شوال ۱۳۲۷ھ سے امیر مکہ معظمہ ہیں۔ اِس سے پیشتر ۲ سال سے مقیم قسطنطنیہ تھے۔ اِن کی ایک اہلیہ ترک خاتون بھی ہیں۔ جو کسی بلند پایہ پاشا کی دختر ہیں۔ مارشل زید اسی خاتون کے بطن سے ہیں۔

انہوں نے سلطنت عثمانیہ کی حمایت میں اہل یمن وعسیر سے ۱۳۲۹ھ میں جنگ بھی کی تھی۔ جس میں اچھی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

دوران جنگ عظیم یورپ (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) میں انہوں نے شوال ۱۳۳۴ھ میں حکومت العربیۃ الہاشمیہ کے نام سے علیحدہ سلطنت حجاز بنالی ہے۔ جدّہ۔ طائف۔ ینبوع۔ مکہ و مدینہ میں اَب اِن کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ ہز مجسٹی۔ اور جلالت الملک سے ملقب کئے جاتے ہیں۔

ولیعہد کا نام "علی" ہے۔ جو گورنر مدینہ ہیں۔

ایک فرزند "عبداللہ" ہیں۔ جو گورنر طائف ہیں۔

ایک فرزند "زید" ہیں۔ جن کو مارشل زید کہا جاتا ہے۔ یہ افواجِ حکومت کے کمانڈر انچیف (قائد اعظم) ہیں۔

اِن کی عمر اِس وقت ستّر سال کی ہے۔ بڑے جفاکش اور محنتی ہیں۔ عرب جیسے ملک کی گرمی میں نصف النہار کے وقت اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرنے میں اِن کو ذرا درنگ نہیں۔ دس بارہ گھنٹے روزانہ کام کرتے ہیں۔

علوم دینیہ سے خوب واقف ہیں۔ فرائض مذہب کے پابند ہیں۔ اختیار حکومت سے پیشتر لوگوں کا حسن اعتقاد اِن کی نسبت بہت زیادہ تھا۔

مجھے شناسائی کا موقع اوّل اوّل مدرسہ عالیہ میں ہوا۔

عالیہ بمعنے کالج ہے۔ اور راقیہ بمعنے ہائی سکول۔ دونوں ایک ہی عمارت میں جو خانہ کعبہ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانب غرب کی پہاڑی پر بنی ہوئی ہے۔ واقع ہیں۔ کالج کا سالانہ جلسہ تھا۔ اور تقسیم انعام کی تقریب۔ مجھے وزیر علوم نے مدعو فرمایا۔ اور دربار کے بعد انہی نے ہز مجسٹی سے معروف بھی کیا۔ جس کے بعد کئی بار ملنا ہوا۔

ایک دفعہ ہز مجسٹی نے دریافت فرمایا تھا۔ کہ مسلمانانِ ہند اُن سے کیوں ناخوش ہیں۔ میں نے کہا کہ خاندانوں کا انقلاب یا حکمرانوں کا تبدل اِس ناخوشی کی وجہ نہیں۔ مسلمانانِ ہند تو یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ اِس سلطنت پر غیر کا سایہ بھی ہے۔ اور یہی امر بہت زیادہ دل شکن ہے۔ یہ صورت نہ ہو۔ تو پھر سب کی دعا ہوئی کہ سلطنت ہاشمیہ اقصائی مشرق تک محکم ہو۔ آپ تو اولادِ رسول ہیں۔ اور یہ وہ شرف ہے کہ جو ترکوں کو حاصل نہ تھا۔

ہز مجسٹی سے دوران گفتگو میں میں نے بھی یہ دریافت کیا کہ وہ کن اسباب سے مستقل حکومت کے لئے آمادہ ہوئے۔

اِس سوال کے جواب میں انہوں نے بکشادہ پیشانی ایک طویل تقریر فرمائی جس کا ملخص یہ تھا۔ کہ جب یوروپ میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ تب وہ کوہ طائف پر تھے۔ وہ جلد مکہ معظمہ میں پہونچے۔ اور ترکی والی سے ملے۔ اور اُس سے دریافت کیا۔ کہ دولت عثمانیہ اِس جنگ میں شریک ہوگی۔ والی نے جواب دیا نہیں۔ کیونکہ جنگ بلقان کی وجہ سے فوج تھکی ہوئی ہے۔ اور خزانہ خالی ہے۔

اِس جواب پر مطمئن ہو کر شریف صاحب پھر کوہ طائف پر چلے گئے۔ چند روز کے بعد صدر اعظم کا ٹیلی گرام اِن کے نام پہونچا۔ اور شرکت جنگ کے متعلق رائے دریافت کی۔ انہوں نے وہی مشورہ دیا۔ جو کہ میں ترکی والی کے ساتھ طے ہوا تھا۔ اُس سے کچھ عرصہ بعد صدر اعظم کا ٹیلیگرام ان کو ملا۔ کہ دولت عثمانیہ جنگ میں شریک ہونے کے لئے مجبور ہوگئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شرکتِ جنگ کی وجہ سے ٹرکی نے اپنی اُن افواج کو جو اندرون عرب یا سواحل عرب پر تھیں۔ واپس منگالیا۔ حتیٰ کہ عرب خالی رہگیا۔ اُس وقت ایلائز نے عرب کا محاصرہ کرلیا۔ اور عرب میں ما یحتاج زندگی کا آنا بند ہوگیا۔ کیونکہ عرب میں اجناس خوردنی کی پیداوار نہیں۔

یہاں پہونچکر ہزجیسٹی نے حلف لیکر کہا۔ کہ وہ خود ڈیڑھ سال تک صرف باجرہ پر گذران کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے توجہ دلائی۔ کہ اسی پر غربا کی حالت کا اندازہ کرلیا جائے۔ اس حالت شدید کو دیکھکر انہوں نے رائے قائم کرلی۔ کہ اس وقت عرب کا بچاؤ اسی امر میں ہے کہ یہ خود اپنے استقلال کا اعلان کردیں۔ کیونکہ ایلائز کے محاصرہ کا مدعا محض ترکوں کی مخالفت ہے۔ جب وہ اس نتیجہ پر پہونچ گئے تب انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ اس کے بعد بری و بحری جانب سے محاصرہ اُٹھ گیا اور لوگ زندہ رہ گئے۔ ہزجیسٹی نے دَوران تقریر میں نہایت محکم مواثیق اور حلف شرعیہ کے ساتھ بیان کیا کہ اُن کا مدعا صرف اتباع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ہے اور وہ خدمت اسلام کے لئے ہر وقت اپنا سر راہِ خدا میں دینے کو حاضر ہیں۔

ہزجیسٹی کی یہ تقریر بڑی زور کی تھی۔ اور انہوں نے دلائل سے اسے مضبوط اور اقسام کے ساتھ اسے شدید بنایا تھا۔

آخری ملاقات میں جب کہ ہیں مدینہ منورہ کو جانے کی تیاری کرچکا تھا ہزجیسٹی نے مجھے اور میرے تین احباب ہمراہیوں کو ہدایا بھی دیئے۔ وہ ہدایا اثمن من الدنیا تھے۔ یعنی باب کعبہ کے برقعہ زرّین کے ستارے کسوت تو بنو شیبہ کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ حصّہ خاص بادشاہ وقت کا ہوتا ہے۔

؎ ہزجیسٹی کا اَب تک اپنا سکہ کوئی نہیں۔ بازار میں عام طور پر نقود عثمانیہ مستعمل ہیں۔ یا سکہ برطانیہ۔ پولینڈ کے نوٹ اور سکے بھی (جو اہل جاوہ لاتے ہیں) رغبت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بازار میں لئے جاتے ہیں۔
انہوں نے نہضۃ العرب کے نام سے ایک تمغہ نکالا ہے۔ جس کے چار طبقے ہیں۔ امیر فیصل شاہ عراق ان کے فرزند ہیں۔
ان کی حکومت۔ بدویوں میں بہت مقبول ہے۔
رائت ہاشمیہ کی شکل یہ ہے۔

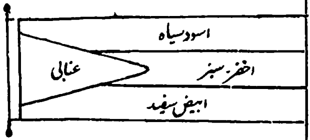

رائت الدولۃ العربیۃ الہاشمیہ

مدارس مکہ المکرمہ

(۱) سرکاری مدرسہ یہاں ایک راقیہ ہے۔ جسے کالجیٹ ہائی سکول کہنا چاہیئے دوسرا کالج ہے۔ جسے عالیہ کہتے ہیں۔ ایک ہی عمارت میں دونوں قائم ہیں۔ یہ عمارت شمال مغربی پہاڑی پر بنی ہوئی ہے۔ اور زمانہ حال کی ضروریات کے موافق ہے۔

(۲) مدرسہ صولتیہ۔ مدرسے کے بانی مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کیرانوی تھے جن کی عمر کا اکثر حصہ رد نصاریٰ میں پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ان کے برادرزادہ مولوی محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ ہیں۔ خوش پوش۔ خوش تقریر۔ مخلص ہمدرد شخص ہیں۔ مدرسے کے کاموں میں بہت انہماک رکھتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکہ معظمہ میں عید الفطر کئی دن تک منائی جاتی ہے، محلہ داریہ دن تقسیم ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب نے ہم کو اپنے مکان پر عید سے تیسرے دن جبکہ محلہ خندریس کی عید تھی۔ مدعو کیا تھا۔

اور مولوی رحمت اللہ مرحوم کی تصنیف کی کتاب ازالۃ الشکوک بھی ہدیہ دی تھی۔ مدرسہ اور مسجد پہلے سے قائم ہے۔ اب مولوی صاحب نے مدرسے کے لئے عالیشان عمارت بنوائی ہے۔ جو تکمیل کے بعد بہت عجیب ہوگی۔ مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر میں مریض تھا۔ نہیں جا سکا۔

مدرسہ صولتیہ۔ صولت بیگم ایک ہندوستانی خاتون کے نام پر موسوم ہے جس نے ابتداء میں مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کو قیام مدرسہ کے لئے روپیہ دیا تھا۔ مدرسہ میں کتب خانہ بھی ہے۔ جو عمدہ کتب پر مشتمل ہے طالبعلموں کی اقامت کا مکمل سامان ہے۔ یہ مدرسہ صرف ہندوستانیوں کی امداد پر ہے اہل ہند کو اس پر توجہ لازم ہے۔ عبداللہ و عبدالحکیم تجار شاہی (شاہی یعنے جاہی) مدرسے کے خزانچی ہیں۔

(۳) مدرسہ فخریہ۔ میں نے اسے سالانہ امتحان کے موقعہ پر دیکھا تھا۔ اور کئی طالبعلموں کا ادب۔ تاریخ و جغرافیہ میں امتحان بھی لیا تھا۔ اور اکثر طالبعلموں کی تجوید کو سنا تھا۔ مدرسہ میں گیارہ معلم کام کرتے ہیں۔ پانچ جماعتوں تک تعلیم ہے اوسط حاضری ۱۷۵ ہے۔

یہ مدرسہ باب ابراہیم (بیت اللہ کا مشہور دروازہ) کے بالائی کمروں میں جاری ہے۔ مکان کرایہ پر ہے۔ مدرسہ بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ افسوس کہ آمدنی کے لحاظ سے پائدار نہیں ہے۔ عربی۔ ہندی بچے تعلیم پاتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اکثر طالبعلموں کو مدرسے سے امداد بھی دیجاتی ہے۔ مدرسے کے مہتمم قاری اسحٰق صاحب ہیں۔ یہ ایک منکسر المزاج۔ ملنسار۔ صافی طبیعت اور خلوص والے انسان ہیں۔ مدرسہ کے کام کو پورے توجہ اور شوق سے ادا کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ ان کے اُستاد کا جاری کردہ ہے (جن کا نام میں بھول گیا) ان کی گفتگو میں جب اُستاد کا ذکر آتا تھا۔ تو آنکھوں میں پانی بھر آتے تھے۔ اللہ اللہ ایسی محبّت والے بھی لوگ ہیں۔

(۴) ایک سرکاری مدرسہ حربیہ ہے۔ (ملٹری سکول) جس میں افسروں کے بچوں کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اِس کے ایک پروفیسر محمّد عبداللہ صادق ہیں جو جیش العربی الہاشمی میں زعیم (کپتان ہیں) یہ شامی ہیں سچے مسلمان دولت ہاشمیہ کے وفادار ملازم ہیں۔ تعلیم کا خاص شوق ہے۔

دو ایک اور مدرسہ بھی ہیں۔ جن کی یاد ذہن سے اتر گئی

ہندوستانی دواخانہ

مکہ معظمہ میں پہلے ہندوستانی دواخانہ کوئی نہ تھا۔ اور اس سے اُن حجاج کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ جو ہندوستانی علاج کے خوگر ہوتے ہیں۔

اس کمی کو حکیم اعزاز الدین صاحب نے پورا کر دیا ہے۔ ان کی دوکان میں ہندوستانی مفرد اور مرکب ادویہ صاف عمدہ ملتی ہیں۔ ہر ایک مرکب دوا کو نہایت احتیاط سے تیار کرتے ہیں۔ ایسی اچھی تازہ۔ عمدہ ادویہ ہندوستان کے شہروں میں بھی کمیاب ہیں۔

یہ دواخانہ باب ابراھیم کی جانب سوق صغیر میں ہے۔

حکیم صاحب اپنے ذاتی اوصاف سے نہایت قابل قدر ہیں متین کم سخن مخلص ہمدرد۔ اللہ تعالیٰ اُن کی نیت میں خیر و برکت زیادہ عطا فرمائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبوترانِ حرم

حرم میں بہت کبوتر ہیں۔ ان کی قدامت اور قدامت کے ساتھ ان کے احترام کو شامل کرتے ہوئے مورخین نے کئی اقوال لکھ دیئے ہیں۔

(۱) بعض کہتے ہیں۔ یہ اس کبوتر کی نسل سے ہیں۔ جسے نوح علیہ السلام نے کشتی سے اڑایا۔ اور پانی کے خشک ہونے کی خبر کو بھیجا تھا۔

اس واقعہ کا ذکر پیدائش ۸ باب میں ہے۔ ۸/۹ میں ہے۔ کہ کبوتری کو اڑایا وہ واپس آگئی۔ اور اسے بیٹھنے کی جگہ نہ ملی۔ ۸/۱۰ و ۱۱ میں ہے۔ سات دن بعد پھر کبوتری کو اڑایا۔ وہ زیتون کی تازہ پتی منہ میں لئے ہوئے کشتی میں پہونچ گئی۔ ۸/۱۲ میں ہے۔ سات دن بعد پھر کبوتری کو اڑایا۔ وہ پھر واپس نہ آئی۔

علامہ علی بن برہان الدین الحلبی نے ایک کبوتر کی جگہ ایک جوڑا بتلایا۔ اور یہ بھی لکھا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس واپس آیا۔ تو اس کے پاؤں کو حرم کے ٹیلہ کی سرخ مٹی لگی ہوئی تھی۔ نوح علیہ السلام نے اسے حرم ہی میں ٹھہر جانے کو فرمایا۔ اور دعا برکت دی۔

(۲) بعض نے ان کبوتروں کی نسل کو اسی جوڑے سے جا ملایا ہے۔ جنہوں نے غار ثور کے دہانے پر (جس میں نبی الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق الاعظم رضی اللہ عنہ مخفی ہوئے تھے) انڈے دیئے تھے۔

وہ سب روایات جن میں عنکبوت کے جالا تننے۔ اور کبوتروں کے گھونسلا بنانے کا ذکر ہے۔ محدثین کے نزدیک صحت کے درجے کو نہیں پہونچتی ہیں۔ اور اسی لئے نہ ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ موجودہ کبوترانِ حرم کو اسی ایک جوڑے کی نسل سے بتایا جا سکتا ہے۔

جنگلی کبوتروں کا انسانی تعمیرات میں گھونسلے بنانا ایک ایسی بات ہے جو قریباً ہر جگہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملک میں دیکھی جاتی ہے۔ اور جہاں جہاں ان کو امن کی زیادہ جگہ ملتی ہے۔ وہاں اُن کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

پُرانے قلعوں کھنڈروں۔ مزارات کے گنبدوں میں کبوتر پائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ یہ جانور شکل کا بھولا بھالا ہے۔ آواز میں مستانہ پن ہے۔ کم آزار ہے۔ اس کے پروں کی ہواسمیات خلا کو صاف کرنے میں مؤثر مانی گئی ہے۔ اس سے ایشیاء کے ہر ایک ملک میں اسے محبّت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

عیسائیوں کی تو کچھ نہ پوچھو۔ اُن کو تو کبوتروں کی شکل وصورت ہی میں روح القدس یا الوہیت کا ایک اقنوم۔ یا ثلث خدا نظر آتا ہے۔

انجیل میں ہے۔ اور یسوع بپتسمہ پاکے۔ پانی سے نکل کر اوپر آیا۔
اور دیکھو کہ اُس کے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اُس نے
خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے
دیکھا ۳/۱۶ متی

مرقس ۱/۱۰ لوقا ۳/۲۲ یوحنا ۱/۳۲ میں بھی یہی کبوتر نظر آئیگا۔ اس لئے رومن کیتھولک کے گرجاؤں میں لازماً اور پراٹسٹنٹ کے گرجاؤں میں بھی غالباً سب سے بلند مینار پر کبوتر کی تصویر بنی ہوئی نظر آیا کرتی ہے۔

اس جھوٹے اعتقاد کا نتیجہ تھا۔ کہ جب پندرھویں صدی کے کذاب ناول نویس یوروپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکاذیب و اباطیل کی داستانیں بنائیں۔ تو ایک نے .... یہ بھی لکھ دیا۔ کہ محمدؐ اپنے کان میں باجرہ وغیرہ کے دانے رکھ لیتا تھا۔ ایک کبوتر پل گیا تھا۔ وہ آتا اور اُن کے کندھے پر بیٹھ کر کان میں چونچ ڈال کر دانہ چگنے لگتا۔ اور عرب کے لوگ سمجھتے کہ روح القدس محمدؐ سے سرگوشی کر رہا ہے۔ اس خرافات پر مے تراود زدلم آنچہ درآوند من مست کی شل خوب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صادق آتی ہے۔

المختصر حرم میں کبوتر مدت سے پلے جاتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے اِن کو کوئی نسبت خاص نہیں۔

حرث بن مضاض جاہلی کے اشعار ہیں۔

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکۃ سامر
ومیلک لبیت لیس یوذی حمامہ یظل بامنا وقیہ العصافر

شعرائے عرب کبوتر کا ذکر اسی شوق سے کرتے ہیں، جس شیفتگی سے ایران کا شاعر بلبل و ہزار داستان کی مدح سرائی کرتا ہے۔

ہاں مسلمانوں نے اپنے دوران حشمت و اقبال میں کبوتروں سے خبر رسانی کی خدمات بہت لی ہیں۔ ایوبین۔ و فاطمین کے زمانہ میں ملک کے ہر چہار جوانب سے ضروری اخبار کبوتروں کے ذریعے سے روانہ کئے جاتے تھے۔ اور نورالدین شہید کے زمانہ میں تمام ملک میں ایسے ڈاک رساں کبوتروں کے اُترنے کے لئے اونچے برج ومینارے بنے ہوئے تھے۔ جہاں اُن کا پرچہ لیا جاتا اور جواب دیا جاتا تھا۔

حرم میں تو ہر ایک جاندار کی حفاظت کی جاتی ہے۔ چنانچہ آہوئے حرم کی ساتھ معشوق کو تشبیہ دیتے ہوئے شاعرانِ عرب و فارس نے بیسیوں اشعار تصنیف کئے ہیں۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

غید غرائر ھبین بوبیت کظباء مکۃ صیدھن حرام

اِس لئے کبوتر وہاں بکثرت ہیں۔ اوقاف سے اُن کے لئے آب و دانہ کا انتظام ہوتا ہے اور حجاج بھی سینکڑوں من اناج کا دسترخوان ایام حج میں اُن کے لئے بچھا دیتے ہیں۔

حج سے پہلے ہم نے سنا تھا۔ کہ کبوتروں کی ٹکڑی بیت اللہ کے اوپر سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرواز نہیں کرتی ہے جب اُدھر کو اُڑتے ہوئے جاتے۔ یا اُدھر سے آتے ہیں۔ تو بیت اللہ کے اوپر سے پھٹ کر جدا ہو جاتے ہیں۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے بھی کئی بار اس کی آزمائش کی اور ایسا ہی معلوم ہوا۔ والعلم عند اللہ۔

اگر کوئی انسان چاہے۔ تو کبوتر سے خانہ داری کا سبق سیکھ سکتا ہے۔ کبوتر کبوتری میں کیسی محبت ہوتی ہے۔ اُن کی روزانہ ملاقات کیسی محبت بھری اداؤں اور پریت کی ہوتی ہے۔ وہ پرورش اولاد میں کیسی محبت سے مل کر کام کرتے ہیں۔ وہ کیسے کم آزار ہیں۔ یہ تو ایک جانور ہے۔ مگر افسوس۔ کہ بہت سے انسان باوجود دعوئے انسانیت ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن کا برتاؤ اپنی بیوی سے قابل تعریف نہیں ہوتا جو فرائض خانہ داری۔ اور فرائض تمدن میں بالکل ناقص ہوتے ہیں۔

الحج

(۱) اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ اور یہ رکن ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی یادگار ہے۔ یہ عمر بھر میں ایک بار ایسے شخص پر فرض ہے جو استطاعت سفر رکھتا ہے۔

(۲) نہ مقروض ہو۔ نہ قرض لیکر جائے۔

(۳) مال طیب پاک کمائی کا ہو۔

(۴) پس ماندگان (جن کا نان نفقہ اُس پر فرض ہے) کی ضروریات کا واپسی تک کے لئے بندوبست کر دیا گیا ہو۔

(۵) اگر کوئی شخص بلحاظ عمر یا صحت ایسی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ خود سفر نہیں کر سکتا تو اُس کی جانب سے نیابتہً اُس کا قریبی رشتہ دار جا سکتا ہے۔

(۶) اگر کوئی شخص مرتے دم وصیت کر جائے۔ تو اُس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۷) اگر کوئی وارث اپنے متوفی کی جانب سے حج بدل کرانا چاہے۔ تو وہ بھی ہو سکتا ہے
اِن تمام صورتوں پر اچھی طرح غور کرو۔
کہ ہر ایک شخص کو اوّل تو اصالتاً اور پھر نیابتہً حج کے لئے کس قدر آمادہ کیا گیا ہے۔

وجوہاتِ فرضیّتِ حج

(۱) اسلام کی تعلیم کا اقتضاء یہ ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان صاحب زر و مال ہو۔ اسلام کی تعلیم کا اقتضاء یہ ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان اُن مفاسد اور معائب سے پاک و صاف ہو جو زر و مال کا لازمہ ہیں ہر دو امور کا ثبوت اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام نے ارکان خمسہ میں سے دو رکن زکوٰۃ و حج کی بنا، زر و مال ہی پر رکھی ہے۔ اور مکمل اسلام ارکان خمسہ ہی سے ہوتا ہے۔

جیسا کہ لفظاً اسلام تب ہی مکمل ہوتا ہے۔ جب کہ پانچ حرف الف۔ سین۔ لام۔ الف۔ میم کو جمع کیا جائے۔

روپیہ کے مفاسد بھی بہت ہیں۔ اُن کی اصلاح کے لئے زکوٰۃ و صدقہ و خیرات و مبرات کی بہت سی صورتیں رکھ دی گئی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انسان بخل، غرور۔ اور غربا و مساکین کے ساتھ حقارت و نفرت کرنے کے عیوب سے پاک صاف رہ سکتا ہے۔

لیکن روپیہ کے مفاسد میں آرام طلبی۔ کاہلی۔ لاپرواہی بھی ہیں۔ جن کا نتیجہ بزدلی بے ہمتی۔ خانہ نشینی ہے۔ اور پھر ان سب کا نتیجہ افلاس۔ غربت اور درماندگی ہے۔ اِن مفاسد کا علاج حج سے کیا گیا ہے۔

(۲) فوائد سفر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ فرضیّتِ حج میں وہ سب فوائد بھی ملحوظ ہیں۔ قرآن پاک کے الفاظ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ کا لطیف اشارہ اسی جانب ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۳) ایک بادشاہ کا رذمیتن منانا ہے۔ اور اُن سب ممالک کے سربرآوردہ لوگوں کو طلب کرتا ہے۔ جو اِس کے تحت فرمان ہیں۔ اور اُس کا ایسا کرنا عظمت شان۔ اور استحکام سلطنت کا سبب سمجھا جاتا ہے۔

(۴) ایک سپہ سالار اعظم کچھ عرصے کے بعد جملہ تمام فوج کو جمع کرتا ہے۔ اور مصنوعی جنگ کے بہانہ سے فوج میں ایک تازہ جرأت و مردانگی پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے

(۵) ایک تجارت پیشہ جماعت ایک نمائش گاہ قائم کرتی ہے۔ اور اِس ذریعہ سے اپنی قوم کو دنیا بھر کی ضروریات سے آگاہ کرتی۔ اور اُن سامانوں کی تیاری پر آمادہ بناتی ہے۔ جو آج تک اُن کی اپنے ملک میں نہیں بنتی تھیں۔

(۶) ایک علمی کانفرنس اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرتی ہے۔ اپنے تمام اعضاء کو جمع کرتی اُن کی کارگذاریوں کی کوشش۔ آیندہ کے لئے کاموں کی تقسیم کرتی ہے۔

(۷) ایک اکاڈیمی۔ اکتشافات عالم کا کام اپنے ذمہ لیتی۔ اور طبقات الارض۔ یا علم الالسنہ۔ یا علم الاقوام کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے ارکان کو دنیا میں روانہ کرتی۔ اور پھر سال کے بعد اُن کی معلومات کو ایک اجتماعی جلسہ میں ظاہر کرتی ہے۔ یہ تمام صورتیں فرضیت حج کے اسباب میں سے ہیں۔

اصلیت تو یہ ہے۔ کہ اسلام مسلمان کو ایسا مدنی الطبع بنانا چاہتا ہے۔ کہ وہ کسی حالت میں بھی خود کو قومی و ملی۔ دینی فوائد میں منفرد ہونے کا گمان بھی نہ کرے۔ ذرا غور تو کرو۔ کہ مسلمان اکیلا نماز پڑھنے کے لئے خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور چپکے چپکے پڑھ رہا ہے۔ پھر بھی اِس کی دعا میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور اِھْدِنَا کے الفاظ ہیں جو جمع کے صیغے ہیں۔

یعنی شخص واحد قوم کا وکیل بھی ہے۔ کہ سب کی طرف سے اظہار عبودیت کر اور سب کا قائم مقام بھی۔ کہ سب کے لئے استعانت و ہدایت کا حصہ بھی مانگ لائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پنجگانہ نماز کے باجماعت ادا کرنے کی تاکید۔ مسجد محلہ میں اجتماع کا ثواب ہفتہ وار جمعہ کا قیام اور مسجد جامع میں متعدد محلوں کے لوگوں کا اجتماع۔ عیدین میں اہلِ شہر و دیہات گردونواح کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں ملنا۔ اور مل جل کر عبادت کرنا۔ یہ درجہ بدرجہ ارتقا۔ اسی امر کا اقتضاء پیدا کرتا تھا۔ کہ مسلمانان عالم کی اجتماع کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر کی جائے۔

مرکز واحد کا وجود اقوام میں اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

مرکز واحد پر اجتماع پیدا شدہ تفرقیات کے دور کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خلفاء راشدین ہر سال خود حج کرنے کے لئے آتے۔ اسی جگہ جملہ طبقات رعایا سے بنفس نفیس ملاقات فرماتے۔ ہر ملک اور اہلِ ملک کی ضروریات کا علم حاصل کرتے۔ اور اُس کی تدابیر فرمایا کرتے امراء ملک و فوج کا تقرر عموماً بعد از حج وقوع میں آیا کرتا۔ عباسیہ کی حکومت اور عظمت اسی وقت تک قائم رہی جب تک کہ وہ حج کا اہتمام کرتے رہے۔ مامون الرشید کے بعد انہوں نے حج کے لئے آنا ترک کیا۔ اسی وقت سے اقوام بعیدہ کے قلوب سے ان کی عظمت کم ہونا شروع ہوئی۔ حتیٰ کہ خلفاء بغداد ترک فوجوں کے لئے بازیچہ اطفال بن گئے تھے۔

حج میں جتنی قوت اجتماعیہ اور حیات ملیہ مضمر ہے۔ اُسے صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں گیا۔ ورنہ وہ قوم کیونکر انحطاط و تنزل کا منہ دیکھ سکتی ہے۔ جو ہر سال اپنی اجتماع ملی و قومی سے اپنی اصلاح کر سکتی۔ اپنے مساعی کو ارتقاء دے سکتی۔ اپنے نقائص کو دور کر سکتی اپنی محبت کو دنیا کی بعید ترین گوشہ تک پھیلا سکتی ہے۔ اور کل دنیا کو اپنی واحد قومیت کا یقین دلا سکتی ہے کہ حج کرنے والے اگر اسے سفر تبلیغ سمجھ لیں۔ اور آمد و رفت کی راہ الگ الگ مقرر کریں تو ہزاروں مبلغ سینکڑوں منازل میں پہونچکر تبلیغ کر سکتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کعبہ کا قبلہ بنایا جانا

رحمۃ للعالمین ج ثانی میں درج کیا جاچکا ہے۔ کہ

بیت اللہ الحرام کو بتاریخ ۱۵ شعبان سنہ ۲ ہجری (سنہ ۱۵ نبوۃ بعثہ ۵۳ ولادت نبوی) مطابق ۱۱/۱۲ فروری سنہ ۶۲۴ء قبلہ نماز بنایا گیا۔ اُس روز شنبہ تھا۔ یعنی ہفتہ کا آغاز

اِس سے پیشتر مسلمانوں کا رُخ بوقت نماز بجانب بیت المقدس ہوا کرتا تھا۔ اِن الفاظ سے کہ "مسلمانوں کا رُخ بوقت نماز جانب بیت المقدس ہوا کرتا تھا"۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں نے ایک دن بھی یہودیوں یا عیسائیوں کی تعمیر کردہ عمارت کو جسے وہ یروشلم کہتے ہیں۔ قبلہ ہونے کا درجہ دیا تھا۔

انکشاف اصلیت کے لئے یروشلم کی مختصر تاریخ لکھ دینا ضروری ہے۔

یروشلم کی تاریخ

بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے۔ اُس وقت اُن کی عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہ تھا۔ لیکن جب وہ وادی مارہ[1] میں داخل ہوئے۔ تب اُن کو احکام عبادت ملے۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک خیمہ عبادت بنایا[2]۔ اِس خیمہ کے سامنے والی طرف ہی قبلہ عبادت ہوتی تھی۔

خیمہ عبادت اور اس کا رخ

میرا خیال ہے۔ کہ یہ سامنے والی طرف غالباً جانب مغرب ہوتی تھی۔ کیونکہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ میز اُتر کی طرف اور شمع دان دکھن کی طرف رکھے جاتے تھے[3]۔

داؤد علیہ السلام نے مسجد بنانا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو اطلاع دی۔ کہ یہ کام اُن کے فرزند کے ہاتھ سے پورا ہوگا۔

---

[1] خروج ۱۵: ۲۳ تا ۲۵

[2] خروج ۴۰: ۲

[3] خروج ۴۰: ۲۲ و ۲۴

[4] ۲ سموئیل ۷: ۱۲ و ۱۳

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یروشلم کی بابت خدا کا مشروط وعدہ

بشارت بالا کی تعمیل میں سلیمان علیہ السلام نے باہ چہارم سنہ ۴ جلوس بیت اللہ کی بنیاد رکھی۔ اور ہیکل باہ ہشتم سنہ ۱۱ جلوس یعنے سات سال ۶ ماہ میں تکمیل کو پہونچی [۱]

(جشن تکمیل کے دن سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ کہ خدا اِس گھر کو ابد تک کے لئے منظور فرمائے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ مشروط وعدہ فرمایا۔

اگر تم داؤد کی طرح میری شریعت پر قائم رہوگے تو میں تمہارے ساتھ رہونگا۔ ورنہ تم کو فنا کر دُونگا۔ اور اِس گھر کو نظر سے گرا دُونگا [۲])

چنانچہ رحبعام بن سلیمان نے باپ دادا کے طریق کو چھوڑ دیا۔ تب بادشاہ مصر نے سنہ ۵ جلوس رحبعام میں بیت المقدس کو آکر لوٹ لیا۔ اور اُس کا سونے چاندی کا سب سامان لے گیا [۳]

رحبعام کی تخت نشینی کے وقت بنی اسرائیل کے دوازدہ اسباط اُس کے ماتحت تھے لیکن چند ہی سال کے بعد یربعام کو دس فرقوں کی سلطنت دی گئی۔ اور اخیاہ نبی کی معرفت خدا نے اُس سے یہ بھی وعدہ کیا۔ کہ اگر وہ خدا کی شریعتوں اور حکموں کو داؤد کی طرح حفظ کرے تو خدا اُس کے ساتھ ہوگا۔ اور اُس کے لئے ایک پائدار گھر بنائیگا جیسا داؤد کے لئے بنایا [۴]

یروشلم کے دو دفعہ برباد ہونے کا ذکر

یروسلم کی بابت بھی صاف طور پر کہدیا گیا" میں اِس شہر یروسلم کو جسے میں نے برگزیدہ کیا۔ اور اِس گھر کو جس کی بابت میں نے کہا۔ کہ میرا نام وہیں ہوگا مردود کر دُونگا [۵]

دوسری دفعہ اُسے خود بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ ہی نے آخز بن یوتام بادشاہ یہوداہ کے وقت میں لوٹا کھسوٹا۔ ایک لاکھ بیس ہزار کو قتل اور دو لاکھ عورتوں کو اسیر کیا۔

---

[۱] ا سلاطین ۶: ۳۷، ۳۸

[۲] ا سلاطین ۹: ۳ تا ۷

[۳] ا سلاطین ۱۴: ۱۵

[۴] ا سلاطین ۱۱: ۳۸

[۵] ۲ سلاطین ۲۳: ۲۷

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیسری دفعہ یہو اخز بن یوسیاہ شاہ یہوداہ[1] کے عہد سلطنت میں شاہ مصر نے پھر یروشلیم کو لوٹا۔

چوتھی دفعہ یہو یقیم بن یوسیاہ شاہ یہوداہ کے عہد میں بخت نصر نے یروشلم کو غارت کیا۔

پانچویں دفعہ صدقیاہ بن یوسیاہ شاہ یہوداہ کے سال ۱۱ جلوس میں بخت نصر کے جرنیل نے یروشلم اور شاہی قصر اور تمام مکانات و دیوار شہر پناہ و شہر کو گرا کر آگ لگا دی۔ بادشاہ اور سب باشندوں کو قید کر کے بابل لے گیا۔ یہ واقعہ ۵۹۹ قبل م کا ہے۔

اگر ہم تسلیم کر لیں کہ اس پانچویں بربادی تک ہیکل سلیمانی کی تھوڑی بہت عمارت قائم رہتی چلی آئی تھی تب بھی اس آخری بربادی میں یقیناً اُس کے تمام آثار برباد و خراب ہو گئے تھے۔ یعنی ہیکل سلیمانی کی سب سے آخری نشانی بھی ۴۱۵ برس گذرنے پر ناپید ہو گئی تھی۔ اور جگہ بالکل ویراں پڑی رہی[1]

فارس کے بادشاہ خورس کے حکم سے ایک بار تعمیر شروع ہوئی۔ مگر ارتخششتا بابل شاہ فارس کے حکم سے پھر اُس کی تعمیر روک دی گئی۔ پھر دارا شاہ فارس کے حکم سے زرو بابل وغیرہ نے تعمیر شروع کی۔ جو ۵۱۵ء قبل مسیح مکمل ہو گئی تھی۔

چھٹی دفعہ ۱۷۰ء قبل مسیح انیتوکس شاہ انطاکیہ نے یروشلم کو لوٹا۔ ۱۸ کروڑ ساٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کا سامان لوٹ کر لے گیا۔ اور ہیکل کو بھی تباہ و بے حرمت کیا۔

۲۰ء قبل مسیح پھر شاہ ہیرودیس نے ہیکل کو تعمیر کرایا۔ اِس عمارت کا صحن وسیع کرنے کے لئے پہاڑ پر بہت بڑا پشتہ باندھا گیا۔ یہی وہ عمارت تھی جسے مسیح علیہ السلام نے دیکھا۔ اور اُسے چوروں کا غار بتلایا تھا[2]

اور پھر اس عمارت کے بھی تباہ و برباد ہونے کی پیشگوئی کی تھی[3]

---

[1] ۲ تواریخ ۳۶: ۲۵
[2] یرمیاہ ۷: ۱۱
[3] متی ۲۴: ۲ و لوقا ۱۹: ۴۴ و مرقس ۱۳: ۲ و ۱۴: ۳۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنہ ۷۰ء میں روما کے بت پرست بادشاہ نے شہر کو لوٹا۔ دس لاکھ یہودی قتل و اسیر ہوئے۔ یروسلم کو پیوند خاک کر دیا گیا۔

سنہ ۱۳۵ء میں اس برباد شدہ کھنڈروں پر جوپیٹر اور وینس کے بت خانے بنائے گئے اور ان کی تصویریں رکھی گئیں۔

تیسری صدی عیسوی میں قسطنطین اولین عیسائی بادشاہ کی والدہ نے جملہ نشانات سابقہ کو آگ سے تباہ کر دیا۔ اور پھر ہیکل سلیمانی کی جگہ کو شہر کے سنڈاس کی جگہ قرار دیا اور صرف بیت اللحم[1] کی تعظیم کو کافی قرار دیا۔

یہی حالت تھی۔ اس وقت جبکہ فاروق اعظم امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱۴ھ میں شہر بیت المقدس کو فتح کیا۔ اور اس وقت انہوں نے بالہام ربی بنائے سلیمانی کو معلوم کر کے اس مسجد کو تعمیر کیا۔ جو آج مسجد سیدنا عمرؓ کے نام سے مشہور ہے۔

اس تمام بیان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ہیکل سلیمانی کو صرف ۴۲۳ سال تک بقا کا درجہ حاصل رہا[2]

اس کے بعد یہ عمارت معرض نہب و غارت ہوتی رہی۔ یا لیکن نبی صدی تک یہاں ویرانی ہی کا قبضہ رہا۔ سنہ مسیحی سے ۱۴ھ تک کا آخری زمانہ پانچ سو ستر سال کا ایسا تھا۔ کہ کوئی عمارت یہاں موجود نہ تھی[3]

اور جب ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کا رخ بوقت نماز بجانب بیت المقدس ہوتا تھا۔ اس وقت یروسلم کی عمارت کا کوئی نشان بروئے زمین پر موجود نہ تھا۔

یہ نتیجہ ایسے مسلمہ تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ جس کا انکار کوئی یہودی یا عیسائی

---

[1] بیت اللحم وہ جگہ جہاں مسیح کی پیدائش ہوئی تھی۔

[2] حضرت سلیمان کا عہد سلطنت ۴۰ سال رہا۔ اختتام عمارت سنہ ۱۱ جلوس میں تھا لہٰذا ۲۹ سال وہ اور ۵ سال سلطنت رحبعام کے کل ۳۴ ہوئے۔ اگر صحیح شمار کریں تو ۴۲۳ سال ہوتے ہیں۔

[3] ولادت نبوی ۵۷۱ء ہے۔ عمر مبارک کے ۱۳ سال بعد ہجرت ہوئی جس کو ملا لیتے ہیں ۶۳ + ۳ = ۶۳۴ ہو جاتے ہیں۔ ۱۴ سال تفریق کرنے سے ۵۷۰ کا عرصہ نکل آتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا کوئی اور مورخ نہیں کر سکتا۔

اب اصل اتنی بات رہجاتی ہے۔ کہ یہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کا جہت نماز بجانب بیت المقدس تھا۔ اس کی حکمت کا اظہار ضروری ہے۔

واضح ہو کہ بجانب بیت المقدس نماز پڑھے جانے کی بابت علم الٰہی کبھی نہ ہوا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مصلحت دینیہ کی غرض سے کہ بت پرستان مکہ سے علیحدگی و برأت کا نشان قائم کرنا ضروری ہے۔ قرار دیا تھا۔ کہ مکہ میں مسلمان ہونے والے بجانب بیت المقدس رُخ کر کے نماز پڑھا کریں۔

جہت نماز کے متعلق جو حکم الٰہی وحی ربانی میں نازل ہوا۔ وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا تھا۔ اس تاخیر کی وجہ غالباً علم او حکمت رحمانیہ میں یہ بھی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے برأت و علیحدگی کا جو نشان مکہ معظمہ میں قائم کیا تھا۔ وہ تا قیام مکہ ضرور قائم رہے۔

حکمت ثانیہ یہ بھی تھی۔ کہ رسول کی شان جیم اور منقبت عظیم بخوبی ذہن نشین مومن ہو جائے۔ کہ کسی سمت خاص کے مقرر کرنے اور امارات و سمات کا مقصود اصلی یہ ہوتا ہے کہ متبعین رسول اور غیر متبعین میں ایک مابہ الامتیاز قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ (البقرہ ۱۷۶)

قبلہ کو جس پر تم ہو۔ قبلہ ہم نے اس لئے بنایا کہ رسول کی پیروی کرنے والوں کو ان الگ پہچان لیا جائے جو پیروی رسول سے اُلٹے پاؤں پھر گئے ہیں۔

مکہ میں بت پرستان مکہ بھی کعبہ کا احترام کرتے تھے۔ اس لئے متبعین رسول کی علامت نماز بجہت بیت المقدس کو ٹھہرایا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مدینہ میں یہود و نصاریٰ کی کثرت اور اُن کے اثر غالب کی وجہ سے بیت المقدس کا احترام لوگوں میں پہلے سے تھا۔ اس لئے وہاں متبعین رسول کا نشان نماز بجہت کعبہ کو بنایا گیا۔

اور چونکہ کعبہ میں دیگر وجوہ فضیلت بھی مستقل طور پر موجود تھے۔ اس لئے اس علامت کو دائمی حکم کے ساتھ شدید و مؤکد کر دیا گیا۔

غرض ان ہر دو مقامات متبرکہ میں اس طرح التباس و نفاق کی جڑ کاٹ دی گئی اور متبعین رسول کو کفار سے ممتاز و برتر رکھا گیا۔

ہم کو بائبل کے مطالعہ سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ علم الٰہی میں پہلے ہی سے کعبہ کو دائمی طور پر قبلہ بنائے جانے کا ارادہ موجود تھا۔ اور اس کی بابت مختلف صحف میں اعلان بھی کر دیئے گئے تھے۔

ناظرین ذرا مکاشفات یوحنّا پر غور کریں۔ بزرگوار یوحنّا مسیح علیہ السلام کے بارہ چیدہ شاگردوں میں سے ہیں۔ لحاظ وفات یہ سب سے پچھلے شاگرد ہیں۔ اور انہوں نے سو سال کی عمر پا کر پہلی صدی مسیحی کے خاتمہ کے قریب قریب انتقال کیا تھا۔

یہ بزرگوار ۳۳ مسیحی میں ہیکل کے تباہ و برباد ہونے کی پیشنگوئی خود زبان مسیح علیہ السلام سے سن چکے تھے۔ اور ۷۰ مسیحی میں ہیکل کی تباہی کو انہوں نے خود اپنے آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ان کا مکاشفہ جو زمانہ آیندہ کے ساتھ مختص ہے۔ یہ ہے۔ الفاظ منجانب فرشتہ ہیں۔

"میں اُسے جو غالب ہوتا ہے اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤں گا اور اپنے خدا کے شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کی طرف سے آسمان سے اترتی ہے۔ اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا۔ جس کا کان ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنئے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا کہتی ہے۔ ۳: ۲ مکاشفات یوحنا
بیشک حکمت الٰہیہ کا اقتضا یہی ہونا چاہیئے تھا۔
کہ وہ عمارت دنیا کے آخری مذہب کے لئے قبلہ نہ بنائی جائے۔

الف جو اپنے سن تکمیل سے صرف ۴۲ سال کے بعد ہی خدا کے الہام سے موقوف ٹھہرائی گئی ہو۔
ب جو شاہانِ یہود و اسرائیل و شاہانِ مصر و بابل و شاہانِ فارس و روما کے ہاتھوں سے نجس و خراب اور تباہ کی گئی ہو۔
ج جس نے حکومت مکہ کے ماتحت صدیاں پوری کرنی تھیں۔

ہاں اُس عمارت کو قبلہ ٹھہرایا جائے۔

الف جو قدامت میں ہیکل سے بھی بہت آگے بڑھی ہوئی ہے۔
ب جو اپنی قبولیت کے دن سے کبھی خدا کے کلام میں مردود نہیں ٹھہرائی گئی۔
ج جس پر اُس کی تاریخ تعمیر سے کوئی ایسی قوم قابض نہیں ہوئی جو اُس کے احترام و ادب کی پابند و معتقد نہ تھی۔
د جو کبھی حکومت یروسلم کی ماتحتی میں نہیں آئی۔
ہ جس کو پانچہزار سال کے قرون طویلہ میں بھی کوئی قوم یا بادشاہ گرا نہیں سکا۔
ز ہاں وہی جگہ قبلہ قرار پائے۔ جسے حزقی ایل کی کتاب[1] میں اللہ تعالیٰ نے ناف زمین بتلایا ہے۔ (حزقی ایل ۳۸: ۱۲)

مکہ معظمہ کے ناف زمین ہونے کے متعلق ہم نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد اوّل

[1] کتاب حزقی ایل کا باب ۳۸ تمام وکمال پڑھنے کے لائق ہے۔ اِس میں روس، مسک (ماسکو) توبال کی تباہی کی خبر ہے۔ اور اِس میں عرب کا ذکر اِن الفاظ میں ہے۔ "جو زمین کی ناف پر بستے ہیں" اِس کے ساتھ سبا اور ددان اور ترسیس کا ذکر ہے۔ سبا اور ددان فرزندان ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں مندرجہ ذیل الفاظ قبل ازیں تحریر کئے تھے۔

کرۂ ارض پر آباد دنیا کو دیکھو۔ کہ جنوب میں زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ عرض البلد اور شمال میں زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجہ تک انسانی آبادی ہے۔ دونوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور نصف ۶۰ ہوا۔ جب ۶۰ کو ۸۰ درجہ شمالی سے تفریق کریں۔ تب ۲۰ رہجاتے ہیں۔ اور جب ۶۰ میں سے ۴۰ درجہ جنوبی کو تفریق کریں تب بھی ۲۰ درجہ شمالی رہجاتے ہیں۔

مکہ معظمہ ۲۱ ½ درجہ پر آباد ہے۔ اِس لئے مکہ معظمہ ہی کل کرۂ ارض پر وسط ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مکہ کا نام لغات کی کتابوں میں "ناف زمین" ہے۔ انسان کے جسم میں ناف بھی ٹھیک وسط میں نہیں ہوتی۔ بلکہ قریباً وسط میں ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ عرض بلد میں مکہ بھی وسط حقیقی کے قریب تر واقع ہوا ہے۔ ڈیڑھ درجہ کا جو تفاوت ہے۔ وہ اِس لئے ہے کہ مکہ نافِ زمین ثابت ہو۔

اب یوں سمجھو کہ ملک عرب ۱۵ سے ۳۵ درجہ ہا ئے عرضِ بلد شمالی پر واقع ہے اور ان ہی خطوط کے اندر دنیا کی تمام مشہور نسلیں اس طرح مقیم ہیں۔

مشرق میں آرین ۔ منگول ۔ چینی وغیرہ

مغرب میں حبشی ۔ ہامائٹ یعنی نسل حام ۔ اور ریڈ انڈ ینز (اصل باشندگان امریکہ)

اور جب کل قوموں میں تبلیغ عام کا پہونچانا مد نظر ہو۔ تو عرب ہی اُس کا مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔

غالباً قرآن مجید میں اِس لئے بھی (تحویل قبلہ کی بحث کے دوران میں) فرمایا گیا ہے۔ وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا ہم نے تم کو ٹھیک درمیان والی قوم بنایا۔ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (بقرہ ع ۱۷) تاکہ تم قوموں کے لئے خدا کے شاہد بنو۔

اب اسی کے ساتھ مکاشفات یوحنا کے مندرجہ ذیل مقام پر بھی تدبر کر لینا چاہیئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے ایک اور فرشتہ کو انجیل اَبدی لئے ہوئے دیکھا۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا ہے۔ تاکہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے۔ مکاشفات ۱۴ : ۶۔

پادری ڈبلیو ہورائیم۔ اے نے اِس کی شرح میں تسلیم کیا ہے۔ کہ عیسائیوں کا ایک فرقہ مندرجہ بالا الفاظ سے ایک پیشنگوئی نکالتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ انجیل جو اَب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اُس ابدی انجیل کے سامنے عہد عتیق کی طرح منسوخ ہو جاوے گی۔ اور اِس انجیل سے بہتر ایک انجیل نکلے گی جس کا نام ابدی انجیل ہوگا۔

ذرا غور کرو۔ کہ آسمان کے بیچوں بیچ کہہ کر عرب کے محل وقوع کا پتہ دیدیا گیا ہے۔ اور ابدی انجیل کہہ کر قرآن پاک کی ابدی صفت ظاہر کردی گئی ہے۔

ایسے سابقہ نوشتوں کی موجودگی میں قرآن پاک سب عیسائیوں اور یہودیوں پر حجت الٰہی ختم کرتا اور یوں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں جیسا کہ
کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا وہ اپنے فرزندوں کو جانا کرتے ہیں۔ مگر ان میں سے
مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ بہت لوگ ہیں جو حق کو چھپاتے ہیں۔ اور وہ
ھُمْ یَعْلَمُوْنَ (بقرہ ۱۴۶) اپنی حق پوشی کو جانتے بھی ہیں [1]

---

[1] معرفت و شناخت کعبہ کا مشبہ بہ معرفت و شناخت فرزند کو بتایا گیا ہے۔ کیونکہ شناخت فرزند کے تمام ابتدائی مدارج پر بھی انسان حاوی ہوتا ہے۔ شادی۔ آبادی۔ حمل۔ وولادت وغیرہ کے تمام تدریجی معلومات اُس کے علم صحیح کے اجزا ہوتے ہیں۔ یہی حال اُن پیشگوئیوں کا ہے۔ جو صدیوں سے الہامی کتابوں میں وقتہ فی وقتہ وزمان بعد زمان کی گئی تھیں۔ کیونکہ ان پیشگوئیوں سے کے درجہ بدرجہ علم سے جو تدریجی عرفان حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ایسے صحیح اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایسی پیشگوئیاں قرآن مجید میں صرف دو بتلائی گئی ہیں
الف۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت۔ ب۔ کعبہ کا قبلہ ٹھہرایا جانا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جانب بیت المقدس کی طرف اول۔ اور جانب کعبہ کی طرف بارثانی تحویل رخ میں یہ بھی حکمت تھی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُصَدِّقٌ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ہونا بھی ثابت ہوجائے۔ اور یہ بھی واضح ہوجائے۔ کہ اولاد ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام میں اتحاد کلی اور وحدت ملی کی شکل تب ہی قائم ہوسکتی ہے۔ جبکہ سب کے سب پدر اعظم خلیل الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت ایل کو کعبہ مقصود اور قبلہ مراد بنالیں۔

ہاں یہ بھی سب پر آشکار ہوجائے۔ کہ خدا ئی ملک وخلق کے اعتبار سے مشرق ومغرب سب خدا ہی کے ہیں۔ اور کسی طرف خاص کو اختصاص اسی کا حکم عطا کرسکتا ہے۔

تحویل قبلہ کے متعلق کوئی معترض ذات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر طرفداری کا الزام نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اگر حضور نے ایسا کرنا ہوتا۔ تو مسجد پاک مدینہ کو قبلہ ٹھہرایا جاتا۔

وہ مسجد جس کی بنیاد حضور کے اُس مبارک ہاتھ سے رکھی گئی جس کی صفت قرآن عظیم میں یہ ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔ فتح

لیکن سب مسلمان جانتے ہیں۔ کہ بیت الحرام بہت سی ایسی صفات میں متفرد ہے جو مسجد نبوی کو حاصل نہیں۔

مسجد نبوی کے جانے والے احرام نہیں باندھتے۔

مسجد نبوی کا طواف نہیں۔

مسجد نبوی کے کسی حصّہ کا استلام نہیں۔

اس سے بالکل ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کی شان بمقابلہ یروسلم ویسی ہی حاصل ہے۔ جیسی کہ بمقابلہ مسجد نبوی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تحویل قبلہ کے بعد بھی مسلمانوں نے بیت المقدس کے احترام واجب میں کوئی کمی نہیں کی۔ وہ اب بھی مسجد مدینہ و کعبہ کے بعد جملہ مساجد عالم سے زیادہ محترم و محتشم ہے۔

ورنہ قسطنطین اعظم کی والدہ کی مثال ہمارے سامنے تھی جس نے بیت اللحم کا احترام کیا۔ تو یروسلم کو بدترین حالت پر چھوڑ دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمراۃ کا بیان

عمرہ کے معنی زیارت ہیں اور شرع میں بیت اللہ الحرام کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں۔ جبکہ آداب مخصوصہ سے کیجائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت (بلکہ نبوت) کے بعد چار عمرے اور ایک حج کیا ہے۔

عمرۂ اوّل۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا۔ کہ حضور معہ جانثاران خود احرام باندھے ہوئے بیت اللہ الحرام میں داخل ہوئے ہیں۔ خواب کا سننا تھا۔ کہ مشتاقین زیارت بیت العتیق نے حضور سے چلنے کے لئے بار بار عرض کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ خواب کا تعلق بہت ہی قریب تر زمانہ سے ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ پہونچے۔ جو مکہ سے چار پانچ کوس پر ہے تو حضور کے خبر رساں ناجیہ رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی۔ کہ قریش نے اپنے حلفاء احابیش وغیرہ کو جمع کرلیا ہے۔ اُن کا ارادہ ہے۔ کہ حضور کو زیارت کے لئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے دینگے۔ خواہ سخت سے سخت قتال کرنا پڑے حضور نے فرمایا کہ میں تو لڑائی کے لئے نہیں آیا۔ اِس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسی جگہ ٹھہر گئے۔ وہاں چھوٹا سا جوہڑ تھا۔ جس میں تھوڑا تھوڑا پانی تھا۔ مسلمانوں نے پانی کے استعمال میں احتیاط تو بہت کی۔ لیکن پندرہ سو اشخاص۔ قریباً ۲۰۰ شتر۔ دو سو اسپ کے لئے پانی کہاں تک کفایت کرتا۔

تیر سے کنوئیں کا پانی اچھلا

جوہڑ خشک ہوگیا۔ جوہڑ کے کنارے پر کنواں تھا۔ وہ پہلے سے خشک تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر ایک صحابی کو دیا۔ کہ کنوئیں کی تہ میں اِس تیر کو گاڑ دو۔ وہ چاہ میں اُترے۔ تیر کو تلیٹی میں گاڑنا تھا۔ کہ پانی کا فوارہ نکلا۔ جب تک یہ صحابی چاہ سے باہر نکلیں۔ پانی اُن کے سر سے اوپر تک پہونچ گیا تھا۔

بدیل کا آنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بدیل بن ورقاؓ جو بنو خزاعہ کے سردار تھے۔ حاضر ہوئے۔ یہ قبیلہ آنحضرت کا حلیف تھا۔ اور حضور کی خدمت میں اخبار قریش پہونچایا کرتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیل سے فرمایا۔ کہ قریش سے جاکر کہہ دو۔ کہ میں صرف عمرہ کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے یہ پیغام پہونچا بھی دیا۔ لیکن اہل مکہ نے تو ایک ہی بات رکھی۔ کہ ہم تو محمدؐ کو مکہ میں آنے ہی نہ دینگے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو عرب بھر میں یہی مشہور ہو جائیگا۔ کہ

مکرز کا آنا

محمدؐ جیت گیا۔ اب قریش نے خبر لانے کے لئے مکرز بن حفص کو بھیجا۔ یہ اسلامی لشکر میں آیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے بھی وہی پیغام دیا۔ جو بدیل کو دیا تھا۔

قریش نے حلیس بن علقمہ[1] کو مامور کیا۔ کہ وہ کل خبر لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص مذہبی خیال کا ہے۔ اس کے سامنے سے قربانی کے اونٹ لانے چاہئیں۔ تاکہ اسے ہماری نسبت صحیح رائے قائم کرنے کا موقعہ حاصل ہو۔ وہ آیا۔ تو اُسے تمام وادی میں بُدن اور ہدی ملے۔ لوگوں کو دیکھا۔ کہ ہر ایک ہی لبیک پکار رہا ہے۔ یہ دیکھکر تو وہ چپ نہ رہ سکا۔ بے اختیار بول اُٹھا سبحان اللہ ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکا جاتا ہے۔ لخم و جذام۔ نہد و حمیر کے قبیلے تو حج کریں۔ اور عبد المطلب کا فرزند روک دیا جائے۔ نہیں نہیں ان کا روکنا تو صریح ظلم ہے۔

حلیس واپس چلا گیا۔ اور اُس نے قریش سے صاف صاف کہہ دیا۔ کہ محمدؐ کو مکہ میں آنے سے نہ روکا جائے۔ قریش بولے۔ تم تو گنوار ہو۔ تم ان چالوں کو نہیں سمجھتے حلیس بولا۔ خوب۔ ہمارے معاہدے کا یہ مطلب کبھی نہ تھا۔ کہ زوار بیت اللہ کو بھی زیارت سے روک دیا جائے۔ دیکھو۔ میری سنو۔ یا تو مسلمانوں کو زیارت کے لئے آنے دو۔ ورنہ سمجھ لو۔ کہ الاحابیش کا ایک آدمی بھی تمہاری مدد کو نہ آئیگا۔

قریش نے بمشکل اُسے ٹھنڈا کیا۔ اور اَب عروہ بن مسعود ثقفی[2] کا نام سفارت کے لئے تجویز ہوا۔ وہ بولے۔ کہ دیکھو۔ میں تمہارا بچہ ہوں۔ اور تم سب میرے

---

[1] الاحابیش کا سردار۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ الاحابیش کے لفظ میں قبائل بنو الہون بن خزیمہ۔ بنو الحرث بن عبد مناف بن کنانہ۔ و بنو المصطلق بن خزیمہ شامل ہیں۔ بائیں مکہ کی جانب ایک پہاڑ حبشی نامی ہے۔ ان قبائل کا قریش کے ساتھ معاہدہ اتحاد دامن حبشی میں ہوا تھا۔ اس لئے یہ الاحابیش مشہور ہوگئے۔

[2] ان کی والدہ مسات سبیعہ بنت عبد شمس تھی۔ یعنے قریش میں ان کی ننھیال تھی۔ اس لئے انہوں نے یہ فقرہ کہا۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عیسیٰ بن مریم سے تشبیہ دی تھی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں اپنی قوم کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مومن آلِ یٰسین سے تشبیہ دی

فتح مکہ پر مسلمان ہوئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بزرگ ہو۔ تم کل کو تمہیں بھی وہی کہنے لگو گے۔ جو بدیل و حلیس کو کہا گیا۔

قریش بولے نہیں۔ ہم تجھ پر اعتبار رکھتے ہیں۔

اِس قول و قرار کے بعد عروہ بن مسعود لشکر اسلامی میں آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اِس پیرایہ گفتگو کا آغاز کیا۔

محمدؐ۔ یہ اِدھر اُدھر کے آوارہ گرد آپ کے ساتھ اکٹھے ہیں۔ اور آپ انہیں لیکر قریش کے سامنے آ گئے ہیں۔ جو غصہ میں بھرے بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے حلیف قبائل کو بھی بلا لیا ہے۔ یہ سب پوستینِ گرگ[1] پہن چکے ہیں۔ مجھے ایسا سوجھتا ہے۔ کہ لڑائی ہوئی۔ تو تیرے ساتھی تجھے چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائینگے۔[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عروہ۔ تم دیکھ لو۔ کہ میں تو صرف زیارت کے لئے آیا ہوں۔

عروہ نے اصحابؓ کے حالات پر گہری نگاہ ڈالی۔ کہ یہ لوگ کس درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ اِن کے دلوں میں کہاں تک حضور کی عظمت قائم ہے۔ اُس نے دیکھا۔ کہ حضور تھوکتے ہیں۔ تو لوگ اُسے ہاتھوں پر لینے کیلئے دوڑتے ہیں۔ حضور بولتے ہیں تو سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ حضور وضو کرتے ہیں۔ تو باقی ماندہ پانی لینے کے لئے ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے۔ حضور کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ تو آنکھ اٹھا کر اوپر کو بھی نہیں دیکھتے۔

عروہ نے سب کچھ دیکھا۔ اور واپس چلا گیا۔ اور جا کر قریش سے یوں کلام کیا۔

---

[1] کینہ توزی اور عداوت کے اظہار میں بھیڑیئے کی کھال بدن پر لپیٹ لیا کرتے تھے۔

[2] ابو بکر صدیقؓ کا جواب اور عروہ کا صدیقؓ کے سامنے لاجواب ہونا ہم نے اختصاراً چھوڑ دیا ہے۔ علیٰ ہذا مغیرہ و عروہ کی گفتگو کا بھی اصل مضمون سے بہت کم تعلق تھا۔

شبلی

معشر قریش! میں نے کسریٰ۔ اور قیصر اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے۔ میں نے اُن سے ملاقات کی ہے۔ لیکن کوئی بھی بادشاہ اپنے دربار میں ویسی عزت نہیں رکھتا جو محمد ؐ کا اعزاز اُس کے لشکر میں ہے۔

میں ایسے لوگوں کو دیکھکر آیا ہوں۔ جو اپنی بات سے ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹنے کے مجھے اندیشہ ہے۔ کہ تم اُن پر غالب نہیں ہو سکتے ہو میں نے اپنی رائے صاف صاف کہہ دی۔ اَب جو تمہاری سمجھ میں آئے۔ ویسا کرو۔

عروہ رضی اللہ عنہ یہ کہکر اپنے وطن طائف کو روانہ ہو گئے۔

عروہ کی واپسی طائف کو

اَب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن امیۃ الخزاعی کو اپنا سفیر بنایا۔ اور قریش کو پیغام بھیجا۔ خراش ابھی مکّہ تک نہ پہونچنے پائے تھے۔ کہ ایک قریشی سردار نے اُن کے اونٹ کی کھونچیں کاٹ ڈالیں۔ اور اُن کو بھی قتل کرنے کو تھا۔ کہ کسی نے اُن کو چھوڑوا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور کا سفارت کے لئے انتخاب کرنا چاہا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ اِس کام کے لئے عثمان غنی خوب موزوں ہیں۔ ابھی تک مکہ میں ان کے قبیلہ کا زور ہے۔ اِس لئے عثمان ہی اس خدمت کو بعمدگی بجا لا سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس رائے کو پسند فرما لیا۔ حضرت عثمان روانہ ہوئے۔ اِن کے ساتھ دس صحابہ اور بھی بھیجے گئے۔

خراش سفیر نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا تھا۔ کہ قریش کو یقین دلا دینا کہ ہماری آمد صرف زیارت کے لئے ہے۔

سفارت عثمان رضی اللہ عنہ

نیز فرمایا تھا۔ کہ مکّہ میں غریب مساکین (زن و مرد) دل سے داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ اُن کو بشارت دے آئیں۔ کہ فتح و نصرت کا زمانہ بہت قریب آ گیا ہے۔

حضرت عثمان کے جانے سے اگلے دن ایک اطلاع ملی کہ جو صحابہ مکّہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے تھے وہ قتل یا قید کر دیئے گئے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو منادی کرنے کا حکم دیا۔ ۱۴۰۰ اصحابہ فوراً حاضر ہو گئے۔ اُن سے بیعت لیگئی۔ کہ اگر جنگ تک نوبت پہونچی تو پیچھے نہ ہٹینگے۔ سلمہ بن الاکوع مشہور پہلوان تھے۔ کئی کئی کوس کی دوڑ میں کسی کو آگے نہیں نکلنے دیتے تھے۔ انہوں نے تین بار بیعت کی آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہنے ہاتھ کو اُٹھا کر فرمایا الٰہی تو جانتا ہے۔ کہ عثمان تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں کام کر رہا ہے یہ اُس کا ہاتھ ہے جس سے میں بیعت لیتا ہوں۔ یہ فرما کر اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ دیکھنے والے بول اُٹھے کہ عثمان کے لئے نبی کا ہاتھ اُس کے اپنے ہاتھ سے بہتر ہے۔

اِس بیعت کا غلغلہ زمین و آسمان میں بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بیعت الرضوان کے نام سے موسوم کیا۔ مومنین پر نزول سکینہ ہوا۔ فتح قریب و غنائم کثیرہ کی بشارت سے اُن کو مشرف فرمایا گیا۔

قریش گھبرائے۔ اور انہوں نے سہیل بن عمرو کو صلح کر لینے کے لئے بھیج دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تک عثمان اور اُس کے ہمراہی واپس نہ آجائینگے۔ صلح کی گفتگو کا آغاز نہ ہوگا۔ سہیل واپس چلا گیا۔ اور پھر واپس آگیا۔ حضرت عثمان معہ رفقاء خود بھی لشکر میں پہونچ گئے۔

سہیل نے ایک طول طویل مباحثہ کے بعد صلح نامہ لکھے جانے پر آمادگی کی۔ اور اوس بن خولہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ لکھدینے کا حکم دیا۔ سہیل بولا۔ یہ صلح نامہ یا تو علی تیرا ابن عم اپنی قلم سے لکھے۔ یا عثمان تحریر کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سیدنا علی مرتضٰے نے صلحنامہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لکھا۔ مضمون صلحنامہ یہ تھا۔ ۱ کہ مسلمان امسال مدینہ کو واپس چلے جائیں۔ اگلے سال وہ عمرہ کے لئے آئیں۔ تب قریش مکہ سے باہر نکل جائینگے۔ اور تین روز تک مسلمان شہر میں ٹھہرینگے۔

۲ دس سال تک فریقین میں کشادہ دلی کے ساتھ صلح رہیگی۔

۳ بیرونی قبائل کو اختیار ہوگا۔ خواہ قریش کے حلیف بن جائیں۔ خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شامل ہوجائیں۔ ہر ایک کے حلیف کو وہی حقوق حاصل ہونگے

۴ اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش کے پاس آئیگا۔ تو اُسے واپس نہ کیا جائیگا۔ لیکن اگر کوئی مرد کفر چھوڑ کر اسلام اختیار کریگا۔ تو اُسے قریش کی طلب پر واپس کر دیا جائیگا۔

آخری شرط کو سنکر حضرت عمر فاروق بہت زیادہ گھبرائے تھے اُسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ نے تو حضرت علی کا ہاتھ ہی پکڑ لیا تھا کہ ہم یہ الفاظ لکھنے ہی نہ دینگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ٹھنڈا کیا اور خوشی سے یہ الفاظ لکھا دیئے اور ایک سال کے بعد ہی معلوم ہوگیا۔ کہ اس شرط سے مسلمان فائدہ میں تھے [2] معاہدہ لکھا گیا۔ تو اُس کی ایک نقل محمد بن مسلمہ انصاری نے سہیل کو لکھ دی۔ معاہدہ پر دستخط سیدنا علی و ابوبکر و عمر و عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص

ف ۱ علی مرتضیٰ نے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی۔ سہیل نے کہا کہ باسمک اللّٰھم لکھا جاوے جو قریش کا رواج تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی لکھوا دیا۔ علی مرتضیٰ نے لکھا تھا۔ ھٰذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ و سہیل بن عمرو۔ سہیل نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ کا لفظ نہ لکھو اگر ہم آپکو رسول اللہ مان لیتے۔ تو جھگڑا ہی کیوں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مٹا دینے کا حکم دیا۔ علی مرتضیٰ کا دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس لفظ کو مٹائیں جو نقش دل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مٹا دیا اور محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا

ہر شخص جو میدان سیاست میں قدم رکھنا چاہے اسے واقعہ حدیبیہ میں بہت سے رموز سیاست کا سبق ملے گا۔ اور اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام ہی وہ مکمل دین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت۔ وہ کامل سیرت ہے جس سے جملہ شاخہائے تمدن کا سبق حاصل ہوتا ہے۔

یہ یاد رکھو۔ کہ جب تک اصل مطلب فوت نہ ہو۔ خالی الفاظ کے لئے جھگڑا نہ بڑھاؤ۔

ف ۲ ابو جندل بن سہیل کا قصہ اس جگہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو ہماری کتاب رحمۃ للعالمین میں درج ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

و ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ کے مسلمانوں کی جانب سے
اور سہیل بن عمرو۔ حویطب و مکرز کے قریش کی جانب سے کئے گئے تھے۔
معاہدہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ سر منڈایا۔ قربانیاں کیں۔ اور مدینہ کو واپس ہو گئے۔ اس لئے یہ پہلا عمرہ شمار ہوا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ۱۹ دن قیام فرمایا تھا۔

عمرۂ دوم۔ بماہ ذیقعدہ ۷ھ تھا۔ اس عمرہ کو عمرۃ القضیہ۔ عمرۃ القضا۔ عمرۃ الصلح۔ عمرۃ القصاص لکھا گیا ہے۔ ہر ایک نام کے متعلق خاص خاص دلائل ہیں۔ یہاں اُن کے اندراج کی ضرورت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔ تو سب کفار نکل کر نواح بیت اللہ کی پہاڑیوں پر جا بیٹھے۔ مسلمان تین دن تک آزادی کے ساتھ طواف و نماز و اذان ادا کرتے رہے۔ اور کفار دیکھتے رہے۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ کفار نے اسلامی عبادت کو دیکھا۔ سادگی۔ متانت خشوع الی اللہ کے انوار کا اثر آئے ہوئے بغیر نہ رہا۔ عکرمہ۔ وصفوان۔ وسہیل جیسے اکثر سرداروں کے دل پکڑے گئے اور آخر وہ مطیع اسلام ہو ہی گئے۔

عمرۂ سوم۔ کہ فتح ہو چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کو تشریف لے گئے تھے۔ ذیقعدہ ۸ھ کا مہینہ آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم حنین کو تقسیم فرمایا۔ اور پھر جعرانہ سے احرام عمرہ باندھا مکہ معظمہ میں آکر مناسک عمرہ ادا فرمائے۔ اور پھر واپس جعرانہ پہنچ گئے۔

عمرۂ چہارم۔ وہ ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا کیا تھا۔ اور یہی عمرہ ہے۔ جو بماہ ذی الحجہ حضور نے ادا کیا۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ علماء میں اختلاف ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حج مفرد تھا یا قارن تھا۔ اور اس پر اتفاق ہے۔ کہ حضور کا حج تمتع نہ تھا۔ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو حج مفرد کہتے ہیں۔ وہ اس عمرۂ چہارم کے قائل نہیں۔ لیکن روایات کی کثرت وصحت

اسی جانب ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔ اور اب یہ بھی کثرت روایات سے ثابت ہے۔ کہ حج تمتع بہتر ہے۔ گو ہر ایک اہل علم کے پاس اپنے اپنے فہم کی دلائل موجود ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے بیان میں

اسلام میں حج سنہ ۹ھ کو فرض ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ابوبکر الصدیقؓ کو امیر الحاج مقرر فرمایا۔ اور ان کی امارت میں پہلا اسلامی حج ادا کیا گیا۔

اسی سال سیدنا علی مرتضیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عرفات میں سنایا۔ کہ آیندہ سال سے کوئی مشرک حج نہیں کر سکیگا۔

سنہ ۱۰ھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج پر تشریف لیجانے کا اعلان فرما دیا ۱ہ

۲۵۔ ذیقعد سنہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے سوار ہوئے۔

مدینہ سے چل کر ذی الحلیفہ میں قیام فرمایا[1] نماز ظہر سے پیشتر غسل فرمایا۔ خوشبو لگائی۔ تازیں مانگ میں حضور کی حبیبہ عائشہ طیبہ نے مشک اذفر بھر دی۔ نماز پڑھی۔ اور یہیں سے لبیک میں آواز کو بلند فرمایا۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناقہ کا اشعار بھی فرمایا[2]

راہ میں ہر بلند و پست مقام پر لبیک و تکبیر فرماتے تھے۔ اور جگہ جگہ کے قبائل حضور کے

---

[1] مکہ میں آنے والے حاجیوں کے لئے ہر چہار اطراف میں الگ الگ میقات مقرر ہیں۔ اہل مدینہ کا میقات ذی الحلیفہ ہے۔ جو مدینہ سے صرف ۶ میل دور ہے۔ یعنی اہل مدینہ کا میقات سب سے زیادہ لمبا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی خدمت اقدس میں حاضر رہنے والے جملہ اقوام عالم سے بڑھ کر طاعات الٰہی میں ساعی و مجاہد تھے۔ بیان بالا میں صحیح مسلم کی حدیث عن جابر بن عبد اللہؓ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں

[2] کوہان شتر میں ذرا سا زخم لگانا جس سے ذرا سا خون جاری ہو جائے۔ فقہاء میں اشعار کے متعلق اختلاف ہے۔ مگر حدیث صحیح سے نبی صلعم کا فعل ثابت ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رکاب سعادت میں حاضر ہو کر شامل ہوتے جاتے تھے۔

احادیث میں جو یہ اختلاف ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل کس مقام سے لبیک فرمائی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جس راوی نے جس مقام پر حضور کی صدائے لبیک کو سنا۔ اس نے وہی روائت کر دیا ہے۔

مکہ معظمہ کے قریب پہونچکر حضور نے ذی طوی میں قیام فرمایا۔ یہ مقام تنعیم کے برابر ہے جہاں اب حاجی عمرہ لانے کے لئے جاتے ہیں۔

پنجم ذی الحجہ کو سوار ہو کر بوقت صبح بالائے مکہ کی جانب سے داخل شہر ہوئے۔ اور باب عبد مناف سے جسے باب بنو شیبہ بھی کہتے ہیں۔ داخل حرم ہوئے۔ اور جب نظر پاک بیت اللہ پر پڑی تو یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّبِرًّا [1]

پھر حجر اسود پر گئے۔ اور اُسے استلام [2] فرمایا۔ استلام سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا۔ دیر تک لب مبارک کو حجر پر رکھا۔

پھر طواف شروع فرمایا ۳ بار رمل [3] چار بار مشی [4] کے ساتھ سات طوف کئے۔

ہر ایک چکر میں جب حجر اسود کے برابر آتے۔ تو اُسے بوسہ دیتے اور بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

---

[1] رواہ سفیان بن حمید۔

[2] استلام (باب افتعال) سلام سے ہے۔ (مراد تحیۃ ہے) اسی لئے اہل یمن حجر اسود کو محیّا بھی کہتے ہیں۔

[3] چادر کے پلو بائیں مونڈھے پر اس طرح سے ڈالیں کہ دایاں ہاتھ چادر سے باہر اور برہنہ رہے۔ اسے اضطباع کہتے ہیں۔ یہ شکل بنا کر اب ذرا ڈٹ کر۔ چھاتی نکال کر۔ مونڈھے ہلاتے ہوئے تیزی سے چلنا اسے رمل کہتے ہیں۔ رمل ۷ھ میں شروع ہوا۔ کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ مدینہ کی آب و ہوا نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ اب اس لئے باقی رکھا گیا۔ کہ راستہ کی تکالیف اور تکان نے مسلم کے ذوق و وجدان پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔

[4] مشی آہستہ آہستہ ادب و وقار سے چلنا۔

زبان سے فرماتے۔ اگر بوسہ نہ دیتے۔ تو صرف ہاتھ کا اشارہ ہی فرما دیتے۔

رکن یمانی کو چھوا۔ اور رکنین[1] کے درمیان یہ دعا پڑھتے رہے:[2]

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

طواف کے بعد حضور مقام ابراہیم کی جانب آئے زبان مبارک سے آیت

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى پڑھی۔ اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اس وقت بیت اللہ اور حضور کے درمیان مقام ابراہیم حائل تھا۔ رکعت اوّل میں سورہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ اور رکعت دوم میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھی تھی۔ نماز کے بعد پھر حجر اسود پر تشریف لائے اور حجر کو چوما۔[3]

پھر باب الصفا کی راہ سے باہر تشریف لائے۔ اور جب کوہ صفا کے نزدیک پہونچے۔ تو یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔

پھر فرمایا۔ آیت میں صفا کا نام پہلے ہے۔ میں بھی صفا ہی سے پہل کرتا ہوں۔ پھر صفا پر چڑھ گئے۔ جب بیت اللہ نظر آنے لگا۔ تب قبلہ رُخ کھڑے ہوئے۔ اور زبان سے فرمایا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

اس کے بعد دعا مانگی۔ پھر کلمات بالا پڑھے۔ اور دعا مانگی۔ تین بار ایسا ہی کیا پھر وہاں سے اُترے اور بجانب کوہ مروہ تشریف لے گئے۔ جب ہموار سطح پر پہونچے تو دوڑ کر چلے۔

---

[1] رکنین سے رکن یمانی اور رکن حجر اسود مراد ہیں۔ بیت اللہ کے دوسرے دونوں گوشے بنائے ابراہیمی پر نہیں۔ ان کو چھونا نہ چاہیئے۔ رکن یمانی صرف چھونا چاہیئے۔ بوسہ صرف حجر اسود کے لئے ہے۔

[2] ابتدائے طواف اور استلام حجر کے وقت ہمارے لئے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَآءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور جب مروہ کی چڑھائی شروع ہوئی۔ تب آہستہ ہو گئے[1] وہ مروہ پر چڑھ کر قبلہ رُخ ہو کر وہی کلمات پڑھے۔ جو کہ صفا پر پڑھے تھے۔ اور اُسی طرح دعا کی۔ اسی طرح سات چکر پورے فرمائے۔

مختلف روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو تین چکروں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ پر سوار ہو گئے تھے۔ اور سوار ہونے کی ضرورت یہ تھی۔ کہ جملہ افرادِ اُمت حضور کی سعی کو دیکھ لیں۔

اِس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ اب جس کسی شخص کے ساتھ قربانی نہ ہو۔ وہ احرام کھول کر دے اور اسے عمرہ سمجھے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ میری عادت یہ ہے۔ کہ ایک بار ارادہ کر کے پھر اُسے تبدیل نہیں کرتا۔ ورنہ میں بھی احرام کھول دیتا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یہ حکم صرف اسی سال کے لئے ہے۔ فرمایا۔ نہیں بلکہ آبد تک کے لئے ہے۔[2]

یہاں سے فارغ ہو کر بائیں مکہ کی جانب سے باہر کیمپ میں تشریف لے گئے۔ جو مسفلہ میں ارضِ بطحا[3] پر لگایا گیا تھا۔

یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ جن صحابہ نے احرام کھول لیا تھا وہ بھی احرام میں ہو گئے۔ اور جائے قیام سے سیدھے منیٰ کو روانہ ہو گئے۔ ظہر و عصر۔ و مغرب و عشا اور نویں تاریخ کی نمازِ فجر حضور نے منیٰ ہی میں ادا فرمائی۔

---

[1] اب عام حاجیوں کے سمجھانے کے لئے سبز ستون لگے ہوئے ہیں۔ یہاں دوڑنا ہے۔

[2] ایامِ جاہلیت میں عمرہ بایامِ حج بہت ہی بُرا سمجھا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بالکل اُلٹ دیا۔ اور صحابہ کو احرام کھول دینے کا قطعی حکم صادر فرمایا۔ اور خود احرام میں رہنے کی بابتہ دو عذر فرمائے۔ اوّل یہ کہ قربانی ساتھ ہے۔ دوم یہ کہ نبی کے لئے شایانِ شان بلند یہ ہے کہ جس امر کا ارادہ ایک بار فرمالیں۔ اُسے پورا کر لیں۔

[3] بطحا۔ ندی کی وہ زمین۔ جو بائیں مکہ کی طرف برسات میں چلا کرتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب نویں تاریخ کا سورج نکل آیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ اور وادی النمرہ میں جا اُترے۔ جب سورج ذرا ساڈھل گیا۔ تب سوار ہوئے۔ اور بطن وادی میں پہونچے راہ میں تکبیر و تہلیل و تلبیہ کی آوازیں برابر بلند ہو رہی تھیں [۱]

یہاں پہونچکر خطبہ پڑھا۔ بعد از فراغت خطبہ اذان دی گئی۔ ظہر و عصر کی نمازیں (بیک اذان و دو اقامت) ادا فرمائیں۔ پھر یہاں سے سوار ہو کر موقف (عرفات) میں پہونچے اور قبلہ رخ ہو کر غروب شمس تک مصروف تحمید و تمجید رہے۔ جب سورج چھپ گیا۔ اور زردی جاتی رہی۔ تب سوار ہوئے۔ اور مزدلفہ [۲] میں واپس ہٹ آئے۔ اور یہاں آکر بیک اذان و دو اقامت مغرب و عشاء کی نماز ادا فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے۔ نماز فجر مزدلفہ ہی میں ادا فرمائی۔ پھر مشعر الحرام پہونچے اور قبلہ رُخ ہو کر دیر تک دعا و تسبیح و تہلیل و تمجید میں مصروف رہے پھر دسویں تاریخ کا سورج نکلنے سے پیشتر بجانب منیٰ روانہ ہو گئے۔ راہ میں وادی محسّر [۳] آیا۔ یہاں حضور نے سواری کو تیز فرمالیا۔ وادی محسّر سے کنکریاں اُٹھالی گئی تھیں۔ (مسلم عن فضل بن عباس) وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرۃ العقبہ پر منیٰ میں سواری سے اُترنے سے پیشتر (جسے اب شیطان اکبر کہتے ہیں) تشریف لائے۔ کعبہ کو دائیں جانب اور منیٰ کو بائیں جانب کر کے یہاں سات کنکریاں پھینکیں (عن ابن مسعود) ہر ایک کنکری پر اللہ اکبر زبان سے فرماتے تھے۔

یہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منحر (قربان گاہ) کو تشریف لے گئے۔ اور ۶۳ شتر جن کو حضور مدینہ سے ساتھ لائے تھے۔ بدست خود ذبح فرمائے۔ اور ۳۷ شتر جو حضور کے

[۱] حاجی کو اختیار ہے تسبیح یا تہلیل یا تلبیہ میں سے کوئی کلمات پڑھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۲۱)
[۲] مزدلفہ کا مادہ زلفی ہے۔ جس کے معنی وصال و قرب ہیں آدم و حوا علیہما السلام یہاں ہی ملے تھے۔ اور اسی جگہ کی
[۳] یہ وہی میدان ہے۔ جہاں اصحاب الفیل کا لشکر تباہ ہوا تھا۔
[۴] ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے یہاں قربانیاں کی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اُن کو علی مرتضیٰ یمن سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اُن کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذبح کیا۔

جو اونٹ مدینہ سے حضور کے ساتھ آئے تھے۔ اُن کے اُونی قلادے عائشہ
صدیقہ نے اپنے ہاتھ سے تیار کئے تھے (صحیحین)

ہر ایک قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لیا گیا۔ اور ایک جگہ پکایا گیا۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا پیا۔ اور کچھ گوشت کھایا۔

پھر سوار ہوئے۔ مکہ شریف لا کر طواف افاضہ فرمایا۔ پھر نماز ظہر بیت اللہ میں ادا
فرمائی۔ آبِ زمزم خوب سیر ہو کر پیا۔ اور پھر منیٰ میں واپس پہنچ کر قیام فرمایا۔

گیارھویں اور بارھویں کو بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ ہی میں ٹھہرے رہے
ان دونوں دنوں میں ہر سہ عقبات پر رمی جمار (کنکریوں کا پھینکنا) فرمایا۔ لیکن زوال کے
بعد۔ ابتدا اُس عقبہ سے کی۔ جو عرفات کی طرف کا ہے۔ عقبہ صغریٰ۔ وسطیٰ پر کنکریاں
پھینکنے کے بعد چند قدم آگے بڑھ کر قبلہ رُخ ہو کر دیر تک دعا میں مصروف رہے لیکن
عقبہ کبریٰ پر رمی کے بعد دعا نہیں فرمائی۔

منیٰ سے تیرھویں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعد از زوال سوار ہوئے۔ اور الابطح[۱] میں
آکر ٹھہرے۔ اور نماز ظہر ادا فرمائی۔[۲]
یہاں سے سوار ہو کر خانہ کعبہ میں آئے۔ طواف وداع کیا۔ اور مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

---

۱ الابطح جسے وادی محصب بھی کہتے ہیں۔ مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ علماء کا اتفاق ہے۔ کہ حضور کا قیام الابطح مناسک حج میں شامل نہیں۔

۲ ایسی کوئی روایت موجود نہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضور کے صحابہ میں سے کسی نے حج کے بعد عمرہ بھی سفر حج میں ادا کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ طیبہ کا عمرہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔ وہ بوقت داخلہ عمرہ نہیں کر سکی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا دل رکھنے کے لئے اُن کو تنعیم سے عمرہ کے لئے بھیج دیا تھا ۱۲

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حج کے لئے حاجیوں کا مکّہ سے روانہ ہونا۔

ماہ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو بیت اللہ میں خطبہ پڑھا جاتا ہے جس میں مناسکِ حج بتلائے جاتے ہیں۔ اور تاریخ حج کا اعلان کردیا جاتا ہے تاکہ مختلف جہات سے آنیوالوں میں اختلاف رویت باقی نہ رہے۔

آٹھویں تاریخ کو جس کا نام یوم الترویہ ہے۔ حاجیوں کو اپنے اپنے جائے قیام سے لباس احرام پہنکر مکہ معظمہ سے روانہ ہوجانا چاہیئے۔

لفظ ترویہ رویا سے ہے۔ آپ رحیم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسی تاریخ کی شب کو قربانی فرزند کا خواب دیکھا تھا۔ اس لئے اس کا نام یوم الترویہ ہوا۔

سنّت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ یہ ہے۔ کہ مکّہ سے چلکر منیٰ میں ایسے وقت تک پہنچ جانا چاہیئے۔ کہ نماز ظہر (پیشین) منیٰ میں ادا ہو۔

اسم منیٰ مُنا مُنوا سے بنا ہے جس کے معنے آزمائش وامتحان ہیں۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا محل آزمائش یہی ہے۔ اس لئے یہ نام ہوا۔

منیٰ کا فاصلہ مکہ معظمہ سے ۴ میل یا کم از ۳ میل ہے۔ تمام راستہ بہت کشادہ ہے۔ سو سو۔ دو دو سو قدم پر آب سرد و چاء گرم میسر آجاتی ہے۔

اس وقت منیٰ میں بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ جو ایام حج ہی میں آباد ہوتے ہیں۔ کئی کئی منزل کے مکان۔ شان دار۔ بعض کا کرایہ (۸۰) گنی تک ہوتا ہے۔

ان مکانات میں سینکڑوں اشخاص اُترے ہوئے ہوتے ہیں۔

مکانات کے علاوہ بہت سے احاطے (محدود بچار دیواری) ہیں۔ جن میں خیمے لگ جاتے ہیں۔ باقی کھلا میدان ہے۔ جس میں ہزاروں خیمے استادہ ہوتے ہیں یہ خیمے مکہ معظمہ سے کرایہ پر مل جاتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہزاروں اشخاص شغدفوں کے سایہ میں بسر کر لیتے ہیں۔ اور ہزاروں اشخاص فرش زمین اور سقف آسمان کے سوا اور کوئی سہارہ نہیں پاتے۔

ہز مجسٹی کا کیمپ اور مصری فوج کا کیمپ عرفات کی طرف مسجد خیف سے پہلی طرف کو ہوتا ہے۔ جہاں فوجی ریویو کے لئے ایک کشادہ میدان بھی ہے۔

دارمی و ترمذی میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تھا۔ کہ منیٰ میں حضور کے آرام کے لئے مکان بنا دیا جائے۔ فرمایا نہیں۔ وہاں تو جو کوئی پہلے پہنچ جائے۔ وہی۔ اس جگہ پر ٹھہر سکتا ہے۔

نہر زبیدہ

منیٰ میں نہر زبیدہ جاری ہے۔ پانی پہاڑ کی پچھلی طرف سے بذریعہ انجن اٹھایا جاتا ہے۔ انجن جو وہاں لگا ہوا تھا۔ خاص قسطنطنیہ کا بنا ہوا تھا۔ اور سب پرزے اس کے تانبہ کے تھے۔ پانی افراط کے ساتھ۔ عمدہ۔ شیریں ملتا ہے۔ بعض مکانات کے صحن میں نہر گذرتی ہے۔ صحن میں حوض بنا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے مکانات کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے۔

منیٰ میں مسجد خیف عالیشان بنی ہوئی ہے۔ ضعیف روایات میں ذکر ہے کہ اس احاطہ میں ابوالبشر آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور بعض روایات میں ہے۔ کہ اس احاطہ میں بہت سے زیادہ انبیاء کی قبور ہیں۔ لیکن کوئی ایک قبر بھی نمایاں نہیں ہے۔

انبیاء کی قبور کا نشان صحیح نہیں

یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ کہ آج دنیا میں سیدنا و مولٰنا محمد المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سوا کسی نبی یا رسول کی قبر یقینی طور پر معلوم نہیں ہے۔ جس کسی نبی کی قبر صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کسی جگہ پائی جاتی ہے۔ وہ نشان ظنی طور پر بتایا گیا ہے۔ لو اس طریق مظنونہ میں سب سے بہتر شہادت سیدنا ابراہیم خلیل الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی ہے۔ ایک غور کرنے والے کے لئے اس میں بھی قدرت کا راز نظر آئیگا۔ قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا گیا ہے۔ اس سے نجوم نورانی کا نور خورشید کی تحت میں آجانا ذرا بھی باعث تعجب نہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسجد خیف کے صحن وسیع کے وسط میں ایک گول قبہ بنا ہوا ہے جس کے چاروں دروازے صحن مسجد کے ہر چہار جانب کھلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ پُر می شرخ بموقعہ حج نصب تھا۔

اسی طرف وہ مغارہ ہے۔ جہاں سورہ والمرسلات کا نزول ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مغارہ میں بھی قبل از نبوت کچھ عرصہ تک عبادت واعتکاف فرمایا ہے۔ اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حمید کی حفاظت کہاں تک فرمائی ہے۔ کہ مسلمانوں نے وہ وہ مقامات بھی یاد رکھے ہیں۔ جہاں کسی آیت یا سورہ کا نزول ہوا تھا۔

یوم الحج

حج کا دن نویں ذی الحجہ کی تاریخ ہے۔ نماز فجر منیٰ میں پڑھنی چاہیئے۔ آج کا سورج بھی منیٰ ہی پر طلوع ہونا چاہیئے۔ دھوپ کے خوف یا عرفات کے شوق میں قبل از طلوع آفتاب منیٰ سے روانہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ سنت نبویہ کے خلاف ہے۔

بعض لوگ منیٰ سے چلکر سیدھے عرفات میں پہنچ جاتے ہیں۔

لیکن سنت صحیحہ تو یہ ہے۔ کہ سرحد عرفات پر جاکر ٹھہر جائے۔ اس حد پر جد بنی ہوئی ہے۔ ہم نے خیمہ جات تو میدان عرفاۃ[1] میں لگوائے۔ مگر ظہر وعصر کی نمازیں بیک اذان و دو اقامت اسی جگہ مسجد میں ادا کی تھیں۔ امام نے بعد از نماز کچھ خطبہ بھی مناسک حج کے متعلق پڑھا تھا۔

مسجد سے تقریباً سو قدم آگے میدان عرفاۃ کی حد آجاتی ہے جس کے اندر آج نویں تاریخ کو داخل ہونا حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔

خاندان حاجی علی جان مرحوم دہلوی کے شیوخ کے خیمہ جات اس حد کے شروع

---

[1] عرفاۃ اور زمین حرم کے درمیان ایک مختصر سا ٹکڑہ ارضی ہے۔ جو عرفات و حرم کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ اسے وادی المرہ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الحج کو نماز ظہر وعصر اسی جگہ بوقت ظہر ادا فرمائی تھی۔ اب اسی جگہ پر یہ مسجد بنی ہوئی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی پر لگے ہوئے تھے۔ اور اُن کے وسیع دستر خوان پر بہت لوگ کھانا کھانے والے بھی موجود تھے۔

نماز ظہرین کے بعد شیخ اسمٰعیل ذبیح بدایونی مجھے وہاں لے گئے۔ اور پھر کچھ تقریر کرنے کے لئے کہا۔ میں نے احکام حج کے اسرار بیان کئے۔ اور قریباً ۴۵ منٹ تقریر کی یہاں سے فارغ ہو کر میں اپنے قافلہ اور خیمہ میں پہنچ گیا۔ تین بجے کے قریب شاکر صاحب نے سب کو خبردار کر دیا۔ کہ امیر الحج کا خطبہ شروع ہو گیا ہے۔

اسرارِ حج پر تقریر

عرفات۔ یہ ایک وسیع۔ کھلا۔ ہموار میدان ہے۔ درمیان میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں۔ شرق و شمال کی جانب میدان کے آخری حدود پر اونچے اونچے پہاڑ بھی نظر آتے ہیں۔ یہ طائف کے پہاڑ ہیں۔

افتتاح خطبۂ عرفات

میدان میں ریت کا نرم فرش بچھا ہوا ہے۔ میدان کوسوں تک فراخ ہے رقبہ اندازاً ۱۲ میل مربع ہوگا۔ جہاں تک ایک شترسوار کی نظر کام کر سکتی ہے آدم ہی آدم نظر آتے ہیں۔ خیمہ جات کی لمبی لمبی قطاریں دیکھنے والوں کی نظر کو تھکا دیتی ہیں اسی میدان میں آج (نہم ذالحجہ) غروب آفتاب تک ٹھہر کر عبادت کرنے کا نام حج ہے۔ امام مالک رحہ کے نزدیک نہم و دہم ذی الحجہ کی درمیانی شب میں بھی قبل از طلوع آفتاب اگر کوئی اس میدان میں آ پہونچا۔ تو اُس کا حج محسوب ہو جاتا ہے۔

یہی وہ میدان ہے۔ جہاں نسل انسانی کے پدر اعظم ابونا آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول فرمائی گئی تھی۔

آدم علیہ السلام کی صرف اس قدر بھول تھی۔ کہ اُنہوں نے اُس درخت کا پھل کھا لیا تھا۔ جو اُن کے لئے ممنوع تھا۔

اتنی سی بات کے بخشوانے کے لئے اُنہوں نے سینکڑوں سال تضرع و زاری میں پورے کئے تھے۔ اِسی گناہ سے درگذر کے لئے اُنہوں نے اِس پاک میدان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفحہ ۱۵۶ و ۱۵۷ کے درمیان

نقشہ جبل عرفات اور
حاجیوں کے خیمہ جات

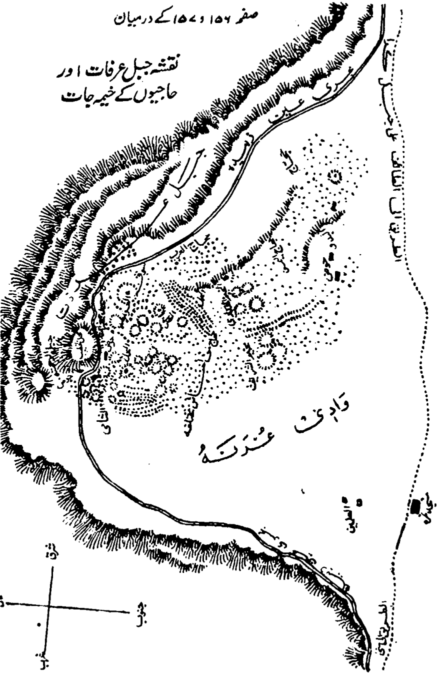

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں آکر عفو و مغفرت الٰہی کی درخواست کی تھی۔

جو شخص اپنے آپ کو صحیح طور پر فرزند آدم سمجھتا۔ یعنی آدمی کہلانے کو فخر جانتا ہے
اُسے اوّل تو یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ آج تک کیسی معصیات و سیئات۔ آثام و ذنوب۔ و
ارتکاب کبائر کا مرتکب رہا ہے۔ ساری عمر کس طرح عصیان و خسران یا جہل و غفلت میں
بسر کی ہے۔ اُس کے بعد پھر یہ اندازہ لگانا چاہیئے۔ کہ اب ان سب کی معافی حاصل کرنے
کے لئے اُسے کس قدر عجز و نیاز۔ اور تضرع و ابتہال کی ضرورت ہے۔

آدم علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے صفی تھے مسجود ملائک تھے۔ نبی تھے۔ ابوالانبیاء تھے
انہوں نے باوجود اس قدر علو مرتبت اور رفعت شان خود کس قدر زیادہ توجہ حصول رضائے الٰہی
اور غفران ذنب کے لئے کی تھی۔

میں سمجھتا ہوں کہ بہترین ورثہ جو ہر ایک بنی آدم کو ابوالبشر علیہ السلام سے ملا ہے
وہ یہی راز ہے۔ کہ انسان کو قصور کے بعد کیسی حضور دل۔ اور توجہ تام اور عزم راسخ اور اعتقاد
کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جانا۔ گناہ کا اعتراف کرنا۔ عفو گناہ پر رب العالمین
کو قادر سمجھنا۔ اُس کی رحمت عامہ کو گناہ سے بزرگ تر جاننا۔ گناہ کی وجہ سے آپ اپنے
کو نقصان رسیدہ خسران زدہ یقین کرنا۔ زبان سوال عجز و ابتہال کھولنا چاہیئے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر آدم علیہ السلام اس بھول۔ چوک کے مرتکب نہ ہوتے۔ تو وہ اپنی
اولاد کے لئے عفو ذنوب کا راز بھی ورثہ میں نہ چھوڑ سکتے۔

کیا تعجب ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کے اس فعل میں یہی حکمت ربانی مضمر ہو۔

اوّل یہ کہ صدور گناہ فطرت انسانی کے خلاف نہیں۔

دوم یہ کہ توبہ از گناہ عین فطرت انسانی ہے۔

ہاں عرفات وہی میدان ہے۔ جہاں ابوالاقوام ابراہام علیہ السلام نے بھی رب العالمین
کی عبادت کی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ وہی میدان ہے۔ جو اُسی حالت میں پایا جاتا ہے۔ جو دنیا میں انسانی آبادی سے پیشتر دنیا کی تھی۔

غالباً اسی لئے یہاں کے جمع ہونے والے صرف اُسی ابتدائی لباس میں ملبّس ہوتے ہیں۔ جو انسان کی ابتداء حالت میں تھا۔

یہ لباس کفایت شعارانہ ہے اس لئے کفایت کا سبق شعاری لسکتا ہے اِس لباس میں سادگی ہے۔ اس لئے سادگی جو راستبازی کے دوش بدوش ہے۔ یہاں سیکھی جاسکتی ہے۔ اِس لباس میں زینت وتفاخر کی کوئی بات نہیں۔ اس لئے جھوٹے نمود و دعاوی کے چھوڑنے کی عرفات سے تعلیم مل سکتی ہے۔

لیکن اگر نور عرفات کو چشم عرفان سے دیکھنا چاہو۔

تو اوّل۔ یہ معلوم کرلو۔ کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوکر بھی اقوام اور قبائل عالم میں جس قدر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اُن کی بنیادیں کن کن زمینوں پر مضبوط کی گئی ہیں؟ ان سب کا تجزیہ کرو۔ تو تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اِن اختلافات کو مندرجہ ذیل شعوب کے تحت میں لا سکتے ہیں۔

الف اختلاف رنگ

ب اختلاف زبان

ج اختلاف خیال

د اختلاف لباس

اختلاف رنگ کی تحت میں یوروپ اور اُس کی نوآبادیوں کے بیسیوں ضوابط وآئین کا ملاحظہ کرو۔ کہ صرف سفید چمڑے کی فوقیت قائم رکھنے کے لئے انسان نے انسان کیساتھ کیا کچھ کیا ہے۔

اختلاف زبان کی تحت میں اکیلے ہندوستان ہی کو دیکھ لو سنسکرت جیسی مشتہ زبان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بڑھنے سے اُن اچھوت جاتوں۔ اور نیچ ذاتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔ جن کی تعداد آج ۱۶ کروڑ سے کم نہیں ہے۔

اختلاف خیال کی مثالوں کے لئے ہر بستی ہر قصبہ کے لڑائی جھگڑے کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

اختلاف لباس کی تحت میں جو تباین ہیں۔ وہ اُس وقت سمجھ میں آئینگے۔ جب فوج و پولیس اور خاص خاص صیغہ کے خاص خاص ملازمان کی وردیوں کے راز کو آپ سمجھ جائینگے۔ جب مشتبہ مقام پر کسی شخص کے گولی مار دینا جائز ہو جاتا ہے جب کہ وہ کسی دوسرے لباس سے ملتبس ہو۔

عرفات ہی وہ ہے۔ جو ان اختلافات کے دور کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ یہاں سب کو جسے دیکھو گے۔ ایک ہی لباس میں ہے۔

ایک ہی خیال (عفو ذنوب) کو سینہ و دماغ میں جگہ دیئے ہوئے ہے۔

ایک ہی زبان اس کے لب و زبان پر جاری ہے۔

ایک ہی رنگ (صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً) سے ہر ایک شخص رنگین ہو گیا ہے۔

عرفات پر نگاہ ڈالنے والا ہزاراں از ہزار مخلوق کو ایک ہی لباس میں اور ایک ہی سطح پر متفق و یکساں۔ مساوی و ہم خیال۔ ہم اعتقاد و ہم آواز پائیگا۔ سب کے دلوں میں ایک ہی جوش سب کے دماغوں میں ایک ہی ولولہ۔ سب کے سینوں میں ایک ہی آرزو سب کی کوششوں کا ایک ہی مقصد سب کے مقصد میں ایک ہی کامیابی۔ سب کی زبانوں پر ایک ہی آواز۔ اسے محسوس ہوگی۔ سب کے سب کو ایک ہی انسانیت کی قومیت میں ہو کر ایک ہی عبودیت کے درجہ میں آکر ایک ہی مولا۔ ایک ہی آقا کی حضور میں باچشم گریاں۔ بادل سوزاں۔ بادیدۂ حیراں۔ سائل و ملتجی۔ خائف و راجی پائیگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندہ بادعرفات۔ تو زندہ معجزات کا گہوارہ ہے۔ تو برگزیدہ انبیاء کی صداقت کا آئینہ ہے۔

تیرا ایک ایک ذرہ شمس حقیقت ہے۔

تیرا ایک ایک تودہ آسمان معرفت ہے۔

جب سینے تسلک۔ ثواب کو سنا۔ تب یہی فیصلہ کیا۔ کہ بجائے خود بیٹھا ہوا باقی وقت کو ذکر و فکر میں پورا کروں۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد ولولہ اٹھا اور جبل (رحمت) کو چل دیا[۵۱] جہاں امیر الحجاج خطبہ پڑھا کرتا ہے۔

خطبہ کا طریق ابتک وہی ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا۔

یعنی پہاڑ کی چوٹی پر ناقہ۔ اور ناقہ پر خطیب۔

مادی دنیا غور کرے۔ زمینی حالتوں میں پہاڑ سب سے اونچی جگہ سمجھی جاتی ہے۔ اور عرب میں سب سے اونچا جانور اونٹ ہے۔ اُس پر وہ انسان سوار ہے۔ جو اُس پر دربِ کا سردار ہے۔ اِس کا مطلب صاف یہ ہے۔ کہ عالم مادہ کی انتہائی بلندی سے روحانیت کا آغاز شروع ہوتا ہے۔ اور یہ اسلام ہی ہے۔ جو مادہ کی بڑی سے بڑی رفعت پر پہنچکر بھی روحانیت کی آواز بلند کرتا۔ اور اپنی تبلیغی آواز سب تک پہونچاتا ہے۔

اُس وقت لدا ہوا پہاڑ انسانوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا یاسمین کا بوٹا سفید بے داغ۔ نازک پھولوں میں چھپا ہوا ہے۔ اگر جبل کو ایک شجر تسلیم کر لیں۔ تو انسان ہی اُس کے ثمر نظر آتے ہیں۔ ساٹھ فٹ کی بلندی پر جا کر دیکھا۔ کہ وہ نہر زبیدہ جو عرفات کی چٹیل میدان میں دو دو۔ تین تین سو فٹ کے فاصلہ پر بہ رہی تھی۔ وہ اِس بلندی پر بھی پہاڑ کے گرداگرد چکر لگا رہی ہے۔ اِس بلندی پر ایک تالاب بھی اُس سے بھرا ہوا ہے۔ جس میں کوئی کوئی نہا بھی رہا ہے۔

[۵۱]۔ اِس پہاڑ کی بلندی سطح زمین سے ۳۵۰ فٹ اندازاً ہوگی۔ ۱۲۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو تین ٹیلے اور اوپر چڑھے۔ تو اُس بلندی پر پہنچ گئے۔ جہاں قاضی صاحب (امیر الحاج) ناقہ پر سوار خطبہ پڑھ رہے تھے۔

ہزار در ہزار لوگوں کا مجمع ہے۔ لیکن نزدیک دور کہیں سے بھی تو ذرا۔ سا شور سنائی نہیں دیتا۔ لاکھوں نگاہیں ہیں۔ مگر سب کی سب ایک ہی شخص کے چہرہ پر پڑ رہی ہیں۔ لاکھوں کان ہیں۔ مگر سب کے سب ایک ہی آواز کے سننے کے لیے جھکے ہوئے ہیں۔ انقیاد و اطاعت کا نمونہ یہاں سے سیکھنا چاہیئے۔ اور اپنے ملنے ہوئے سروا کی ادب و تعظیم کا سبق یہاں سے یاد کرنا چاہیئے۔

قاضی صاحب نے ذرا دم لیا۔ چُپ ہوئے۔ ہُن۔ کہ خاموش ہوتے ہی یکبارگی ہاتھ اُٹھے۔ جن میں رومال ہیں۔ اور یکبارگی زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اِس سگنل نے بیسیوں کوس تک برقی اثر پیدا کر دیا۔ اور ہر طرف سے اللہ اکبر کے نعرہ بلند ہونے لگے۔ لبیک اللھم لبیک کی صدا نے دشت و جبل کو بھی ہمنوا بنا لیا۔

اللہ اکبر۔ اُس وقت کی حالت صرف دیکھنے کے متعلق ہے۔ قلم میرے ہاتھ کا۔ اور ہاتھ میرے دل کا کیونکر ترجمان بن سکتا ہے۔ کہ اُس کیفیت کو بیان کر سکے۔ جس کو زبان بھی ادا نہیں کر سکتی۔ اور جس کے ادا کرنے کے لئے کسی لغت میں الفاظ بھی نہیں پائے جا سکتے۔

اِنہی نعروں کی آواز میں غفلت کی نیند اُترتی ہے۔

اِنہی نعروں کی آواز میں روح کو بیداری ملتی ہے۔

نعرے پہاڑوں سے ٹکراتے ہیں۔ اور پہاڑ بھی انسانوں پر انسانی زبان میں اِن کی صدا کو دھراتے ہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کا تو خاص معجزہ تھا۔ کہ پہاڑ اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ مگر آؤ۔ اِس معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے اِس مثال کو دیکھو۔ تم کو دشت و جبل کی زبان سے اللہ اکبر کی آواز سنائی دیگی۔ جو شے عالم مادیت میں آج تک دیکھی نہ گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تم کو متشکل دکھائی دیگی۔

پھر خطبہ شروع ہوا۔ پھر سکون طاری ہوگیا۔ دس منٹ کے بعد پھر خطیب نے آرام لیا اور پھر شور و جبر نے تکبیر کی صدا کو دھرایا۔

کیونکر ایک ہی منٹ کے کم عرصہ میں سکون سب پر طاری ہو جاتا ہے۔ اور کیونکر ایک ہی منٹ کے کم عرصہ میں جوش سب پر حکمران بن جاتا ہے۔

یہ جوش یہ انضباط ایسی مکمل حالتوں میں کسی جگہ مجتمع نہ ملیں گے۔

ہاں عرفات وہی ہے۔ جہاں جہان آفرین کے آخرین اور اولین نبی نے اپنا آخری وعظ اپنا الوداعی خطبہ فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ابتک جان نثار مسلم کے کان میں ہیں۔ اور یہ آواز ابتک اُن کے لئے ہادی راہ بنی ہوئی ہے۔

سیدنا و مولانا محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنو

یا ایہا الناس انی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ہذا ... لوگو۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم اور تم اس مجلس میں پھر کبھی جمع نہ ہونگے۔

۲ ان دماءکم واموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا	۲ لوگو تمہارے خون۔ تمہارے مال۔ اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن عرفہ کی حرمت۔ اِس شہر مکہ کی حرمت۔ اور اِس مہینہ ذی الحجہ کی حرمت کو مسلّمہ سمجھتے ہو۔
۳ وستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم	۳ لوگو اِس بات کو یاد رکھنا۔ کہ تم نے عنقریب اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور تم سے تمہارے اعمال کا ضرور سوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرمائیگا۔

۴	الا فلا ترجعوا بعدی ضلالاً یضرب بعضکم رقاب بعض	۴	لوگو یاد رکھنا۔ میری وفات کے بعد گمراہ نہ بن جانا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔
۵	الا کل شیئ من امر الجاھلیۃ تحت قدمیّ موضوع	۵	لوگو جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے تلے پامال کرتا ہوں
۶	ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحارث کان مسترضعا فی بنی سعد فقتلتہ ھذیل	۶	سنو۔ جاہلیت کے زمانہ کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ بناتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے۔ یعنی ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون۔ میں ترک کرتا ہوں۔ یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا۔ اور بنو ہذیل نے اُسے مار ڈالا تھا
۷	وربا الجاھلیۃ موضوعۃ واول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبدالمطلب فانہ موضوع کلہ	۷	سنو۔ جاہلیت کے زمانہ کا سُود ملیامیٹ کر دیا گیا۔ سب سے پہلا سود۔ جسے میں مٹاتا ہوں وہ ہمارے خاندان کا ہے۔ یعنی عباس بن مطلب کا سود۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔
۸	فاتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن	۸	لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ خدا کے نام کی ذمہ واری سے تم نے اُن کو بیوی بنایا۔ اور خدا کے کلام سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

	بکلمۃ اللہ ولکم علیھن الا یوطئن فرشکم احداً تکرھونہ۔ فان فعلن ذلک فاضربوھن ضرباً غیر مبرح		تم نے اُن کے جسم اپنے لئے حلال بنائے۔ دیکھو تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے۔ کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر مرد کو نہ آنے دیں۔ کہ اُس کا آنا تم کو ناگوار ہے لیکن اگر وہ ایسا کریں۔ تو اُن کو ایسی مار مارو۔ جو نمایاں نہ ہو۔
	ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف		دیکھو عورتوں کا حق تم پر یہ ہے۔ کہ تم اُن کو دستور کے مطابق کھلاؤ اور پہناؤ
۹	وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم "کتاب اللہ"	۹	لوگو۔ میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ دی ہے۔ اگر اُسے مضبوط پکڑلو گے۔ تو گمراہ نہ ہو گے وہ کیا ہے؟ "اللہ کی کتاب قرآن مجید۔"
۱۰	ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم	۱۰	لوگو اِس بات کو یاد رکھنا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔
۱۱	الا فاعبدوا ربکم۔ وصلوا خمسکم وصوموا شھرکم۔ وادوا زکوٰۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم۔ وتحجون بیت ربکم	۱۱	عبادت صرف اپنے رب کی کرو۔ پانچوں نمازیں پڑھ لیا کرو۔ رمضان کے روزے رکھا کرو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واطیعوا اولا تامرکم۔ تدخلوا جنۃ ربکم

اپنے اولیائے امور (حکام) کی اطاعت کیا کرو۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تم فردوس بریں میں داخل ہو جاؤ گے۔

۱۲ وانتم تسالون عنی فما انتم قائلون۔ قالوا۔ نشهد انك

۱۲ لوگو۔ قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی سوال کیا جائیگا۔ مجھے ذرا بتا تو دو۔ کہ تم اس کا کیا جواب دو گے۔

۱۳ قد بلّغت
وادّیت
ونصحت
فقال باصبعه السبابة
یرفعها الی السماء
وینکتها الی الناس
اللهم اشهد
اللهم اشهد
اللهم اشهد۔ ثلث مرات

۱۳ سب نے کہا ہماری شہادت یہ ہے۔ کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بابت اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی بلند کرتے۔ اور پھر لوگوں کی جانب اسے جھکاتے تھے۔ اور زبان سے فرماتے تھے اے خدا سن لے (جو شہادت یہ دے رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا جس طرح میری تبلیغ کا یہ اقرار کر رہے ہیں۔ اے خدا شاہد رہ۔ یہ جس طرح حق و باطل کی تمیز سکھ جانے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (تین بار)

۱۴ الا لیبلغ الشاهد الغائب

۱۴ اس کے بعد فرمایا۔ سنو۔ جو لوگ آج یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موجود ہیں۔ اُن کولازم ہے۔ کہ وہ اُن
لوگوں کو جا سنا دیں۔ جو یہاں موجود نہیں
(تاکہ اسی سلسلہ سے قیامت تک پیغام
آخری جاری رہے)

اگر میدان عرفات کو صرف یہی ایک خصوصیت ہو۔ کہ اس جگہ رحمتہ للعالمین۔ دنیا کے آخری نبی کا آخری اور الوداعی وعظ سنایا گیا تھا۔ تب بھی اسے دنیا کے ہر ایک جگہ پر فضیلت ملسکتی ہے۔ ذرا اس مختصر و موجز وعظ پر غور تو کرو۔ کیا تمدن اور سیاست۔ مذہب اور تبلیغ کا کوئی اصول باقی رہ گیا ہے۔ جتنا زیادہ غور کرو گے۔ اُسیقدر زیادہ اس کے معانی کی وسعت اور مضامین کا عمق معلوم ہوتا چلا جائیگا۔ اہل ادب و اہل تاریخ کسی زبان ہیں

کسی حکیم۔ یا کسی فلسفی
کسی بدھ۔ یا کسی رشی
کسی ربی۔ یا کسی نبی

کے ایسے آخری وعظ کا ہم کو پتہ دے سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہرگز نہیں۔

انبیاء میں سے حضرت یعقوبؑ کی وصیت اپنے بارہ بیٹوں کو۔ اور حضرت موسیٰؑ کی بہرکات اپنی قوم کو۔

اور حضرت مسیحؑ کا خطاب اپنے شاگردوں کو بائبل اور انجیل۔ یوحنا میں ہم کو مل جاتا ہے اگر کوئی شخص مذکورہ بالا مواعظ کو اس خطبہ کے مماثل سمجھتا ہے۔ تو وہ خود ہی ہمارے ہر ایک نمبر کے مقابلہ میں اُن مواعظ میں سے ایک ایک فقرہ لکھ کر رکھ دے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا کی شان دنیا کو فوراً نظر آجائیگی۔

یہاں تک ہم نے عرفات کے متعلق جو کچھ لکھا۔ اُس کا تعلق خدا کے بندوں خدا کے برگزیدہ بندوں کے اقوال و افعال سے تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طبیعت میں خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب آخری نبی نے اپنی الوداعی تقریر میں اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو خدا کے سامنے تین بار پیش کیا۔ تو اس بڑے مجمع کی دعاؤں۔ اور رسول رب العالمین کی التجاؤں کا جواب بھی درگاہ ایزدی سے کچھ ملا؟ یا نہیں۔ اگر اس کا جواب منفی ہے۔ تو یہ حالت نوع انسان کے لئے نہایت ہی دل شکن اور صد درجہ روح فرسا ہے۔

جب اس نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ اس مجمع اعظم سے بڑھ کر کوئی برگزیدہ مجمع نہیں۔ اور انہی کی معروضات پر کچھ توجہ بھی نہیں ہوئی۔ کوئی فرمان ربانی بھی نازل نہیں ہوا۔ تو اب نوع انسان کی یاس و حسرت ابدی یاس و حسرت میں مبدل نہ ہوگی۔ تو اور کیا ہوگا۔

لیکن اگر جواب ملا ہے۔ تو وہ ضرور معلوم ہونا چاہیئے۔

حاضرین کی کثرت ہادی کی قدر و منزلت۔ موقعہ کی عظمت کا اقتضا ہے۔ کہ فرمان بھی نہایت اہم ہو۔ حکم بھی قطعی و مکمل ہو۔ یعنی یہ کہ آخرین نبی کے آخرین وعظ پر رب العالمین کا بھی آخرین ارشاد ہو۔

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ ذوالحمد فی الاولیٰ والآخرہ کہ حقیقت نفس الامری یہی ہے

اب ذرا قلب کے کان سے سنو۔ اور روح کی آنکھوں سے ان الفاظ کو دیکھو۔

جونہی کہ نبی الامی رسول الرحمۃ اپنے فرائض مواعظ سے فارغ ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ان الفاظ میں نازل ہوا۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ آج ہم نے تم سب پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا۔ آج ہماری خوشنودی تمہارے لئے اس امر میں ہے کہ یہی آج کا اسلام تمہارا دین ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اللہ اکبر۔ ذرا غور تو کرو۔

دین اور کامل

نعمت اور تمام

اسلام اور رضوان

اب کیا کوئی بات باقی رہ گئی۔

کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو اپنی کسی کتاب میں ایسے الفاظ دکھلا سکے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ

فیاض مطلق سے ملا۔ اور بہت کچھ ملا۔

بر الرحیم سے ملا۔ اور سب کچھ ملا۔

ودود الغفور سے ملا۔ اور منتہائے آرزو سے بڑھ کر ملا۔

اے اہل یہود۔ یاد ہے کہ حورب میں مجمع کے دن موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل کی خواہش کے مطابق کیا مانگا تھا۔ یہی تو کہ وہ پھر خدا کی آواز براہ راست نہ سنیں۔ اور ایسی شدت کی آگ پھر نہ دیکھیں جسے دیکھ کر ڈر کے مارے مر ہی جاویں۔ بلکہ اُن کو آئندہ خدا کا کلام خدا کا کوئی نبی سنائے۔

کتاب خروج بیسواں باب سارا پڑھ جاؤ۔ اور ۲۰/۱۹ خروج کا یہ فقرہ بھی۔ تب انہوں نے موسیٰ سے کہا۔ کہ تو ہی ہم سے بول۔ اور ہم سنیں۔ لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جائیں۔

اِس کے بعد کتاب استثنا ۱۸/۱۶ میں اسی سوال کا حوالہ دے کر پھر خدا کا یہ کلام پڑھو۔

استثنا ۱۸/۱۸ میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ جیسا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا۔ وہ سب وہ اُن سے کہیگا۔

کیا اِس کا یہی مطلب نہیں۔ ہے کہ بنی اسرائیل نے درخواست کی تھی۔ کہ خدا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہودیوں سے خطاب

کلام اُن کو موسیٰ کے واسطہ سے ملے۔ مگر خدا نے خود موسیٰ کے واسطے سے اُن کو بتلایا۔ کہ خدا کا کلام ایک اَور نبی کے واسطے سے ملیگا۔ آپ لوگ محمد رسول اللہ کے لائے ہوئے کلام کو تو کلام اللہ نہیں مانتے۔ ذرا یہ تو بتادو۔ کہ پھر یہ پیشین گوئی تمہارے ساتھ کب اور کس نبی کے ذریعہ پوری کی گئی۔

ذرا صداقت کے ساتھ دیکھو۔ وہ وعدہ محمد رسول اللہ ہی کی ذات مبارک میں پورا ہوا اور اس لئے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا خطاب تمہارے ہی لئے ہے۔ کہ جو وعدہ موسیٰ علیہ السلام کی معرفت کیا گیا تھا۔ اے یہود آج ہم اُس کی تکمیل کرتے ہیں۔

عیسائیوں سے خطاب

اے نصرانیو! یاد ہے۔ کہ مسیح نے آسمان پر جانے سے پیشتر اپنے منتخب اور چیدہ عالم شاگردوں سے کیا فرمایا تھا۔ وہ شاگرد جن کے علم و ایمان اور فہم کی برابری کا دعویٰ تم میں سے آج کوئی نہیں کرسکتا۔ یوحنا کی انجیل کو دیکھو۔ اسی انجیل کا درجہ تمہارے ہاں سب سے زیادہ ہے۔ یہی انجیل تمہارے نزدیک مسیحؑ کے لاہوتی درجہ کے مظہر ہے۔ سولہویں باب کے درس ۱۲ و ۱۳ کو پڑھ جاؤ۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اَب تم اُن کی برداشت نہیں کرسکتے ہو لیکن جب وہ روح حق آوے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادیگا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گا۔ سو کہیگا۔ اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا۔

اہل اسلام سے خطاب

حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو خود نامکمل بتلایا تھا۔ اور ساری سچائی لانے والے کا نام روح الحق بتلایا تھا۔ اِس لئے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا خطاب اے عیسائیو تمہارے ہی لئے ہے۔ کہ جو وعدہ مسیحؑ کی معرفت کیا گیا تھا۔ آج اُس کا ایفا کردیا گیا اور کامل دین اور تمام نعمت تم کو دیدی گئی۔

اے اہل اسلام۔ وہ وعدہ جو لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ اپنی زبان کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مت ہلا۔ کہ قرآن کے لئے جلدی ہو۔ قرآن کا پورا جمع کر دینا اور پڑھا دینا تو ہمارا کام ہے۔ جب ہم پڑھا کریں۔ تم اس پڑھے ہوئے کی پیروی کیا کرو۔

اس آیت میں فرمایا گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ خدا آپ خود پورا کر دیگا۔ آج وہ اسی آیت سے پورا کیا گیا۔ اور اسی لئے ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا خطاب تمہاری طرف ہی ہے۔ یعنی دیکھا جس دن کی تم کو جلدی لگ رہی تھی۔ وہ دن آج ہم نے تم کو دکھلا دیا۔

سولون کے قانون پر چلنے والے۔ سقراط کے اصول کو اصول حیات ٹھہرانے والے۔ دنیا کے لئے ایک متمدن۔ جامع مذہب کی تلاش کرنے والے ہمیشہ ایسے اصول کی تلاش میں رہتے تھے۔ جو انسانی ارتقاء کے لئے مکمل و تام ہوں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی آیت اُن کو خطاب کر رہی ہے۔ کہ تمہاری آرزو کو پورا کر دیا اور تمہاری تلاش ٹھکانے آلگی۔ اب تم کو ادھر ادھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔

جب سورج کی آنکھیں ان نورانی صورتوں کو دیکھتے دیکھتے تھک جاتی ہیں۔ اور وہ پردہ خفا میں جا چھپتا ہے۔ تب حجاج بھی وہاں سے چل پڑتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں۔ اس رات اُن کو مشعر الحرام میں ٹھہرنا ہوگا۔ یہاں ٹھہر کر خوب ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ مشعر الحرام منیٰ اور عرفات کے درمیان ہے۔ مشعر الحرام کے ساتھ لگتا ہوا وادی محسر وہی حسرت خیز میدان جہاں ابرہۃ الاثرم کے ساٹھ ہزار لشکر کا کنکریوں کے ذریعہ ستیاناس کیا گیا تھا۔ حاجی اسی وادی سے ۴۹ کنکریاں چلتے چلتے اٹھا لینی چاہئیں۔ بہت بڑی بڑی نہ ہوں نہ چھوٹی چھوٹی۔ دانہ کمئی و نخود کے برابر کی خوب ہیں۔

ہم نے مشعر الحرام پہونچکر نماز مغرب و عشا ٹھیک مشعر الحرام میں جہاں اب مسجد بنی ہوئی ہے۔ بجماعت ادا کی۔ اور شب بھر وہیں ٹھہر کر دسویں کو طلوع مہر کے بعد وہاں سے چلے اور منیٰ میں آرہے

بعض لوگ عرفات سے اُٹھ کر سیدھے منیٰ میں آجاتے ہیں۔ کر کون کون بار بار ڈیرہ اُتارے اور اُٹھائے۔ لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مشعر الحرام میں ٹھہرنے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔

دسویں ذی حجہ کو منیٰ میں پہونچکر بہت کام کرنے ہوتے ہیں۔
ضروری اور مقدم تو قربانی کا کرنا ہے۔

قربانی کی رسم نہایت قدیم ہے۔ ہابیل نے جو بھیڑ کی قربانی کی تھی۔ اس کا ذکر کتاب پیدائش ۴ میں اور قرآن مجید میں موجود ہے۔
حضرت ابراہیم کی قربانیوں کا ذکر کتاب پیدائش ۲۲ سے بھی پایا جاتا ہے۔ یہود میں قربانیوں کی نہایت کثرت تھی۔ اُن کے ہاں قربانی کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) قربانی سوختنی۔ اس کا تمام گوشت جلا دیا جاتا تھا۔ کھال کاہن لے لیتا تھا۔
(۲) قربانی کفارہ۔ کچھ حصہ جلا دیا جاتا تھا۔ باقی کو صرف کاہن کھا سکتے تھے۔
(۳) قربانی سلامتی۔ اس کا گوشت سب کھا سکتے تھے۔

یہود میں جس کثرت سے قربانیوں کا رواج تھا۔ اُس کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد سے ملیگا۔ کہ حضرت سلیمان نے بیت المقدس کے افتتاح کے دن قسم اول و دوم کی قربانیوں کو چھوڑ کر سلامتی کی قربانیوں کی تعداد مندرجہ ذیل تھی۔

گائے۔ بیل	بائیس ہزار
بھیڑ بکری	ایک لاکھ۔ بیس ہزار

اسلاطین $\frac{8}{63}$

بنی اسرائیل کے سرداروں اور دیگر اشخاص نے جو قربانیاں کیں۔ وہ اس میں شامل نہیں۔
عیسائیوں میں قربانی کی رسم تو قائم ہے۔ مگر انہوں نے شکل کو پلٹ دیا ہے۔ عید فصح کے دن وہ شراب اور خمیری روٹی کا استعمال کرتے ہیں۔ شراب کو مسیح کا خون اور روٹی کو مسیح کا گوشت تصور کرنا جزو ایمان ہے۔ جس کا منکر کافر ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس دعوت کو عشاء ربانی کہتے ہیں۔ (عشاء بمعنی طعام شب ہے)
رومن کتھولک کا تو عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ روٹی۔ اور وہ شراب حقیقۃً مسیح کا گوشت اور مسیح کا خون بن جاتے ہیں۔

روما میں بھی قربانیوں کا رواج بکثرت تھا۔ اہل ہنود میں قربانیوں کی کثرت پائی جاتی ہے۔ اسمید جگ کے موقعہ پر دیگر مواشی کے علاوہ گھوڑوں کی بھی قربانی کی جاتی تھی کالی دیوی اور مہادیو کے لئے ابتک قربانی کی جاتی ہے۔ نوراتوں کے دنوں میں دیوی پر بز نر اور جاموس نرکی قربانی آجتک سب ہندو ریاستوں میں کیجاتی ہے۔

مسلمان بھی اس جگہ قربانی کرتے ہیں۔ اونٹ۔ بیل۔ بکرہ۔ بھیڑی۔ نرومادہ قربانی کئے جا سکتے ہیں شتر بقر میں سات سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ قربانی خالص خدائے برتر کے مقدس نام پر کی جاتی ہے۔ اور اس قربانی کی تاریخ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر مبنی ہے۔

قرآن مجید کی ۳۷ ویں سورہ والصفت کے ع ۳ میں ہے۔

کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تم اس خواب پر غور کرو۔ تمہاری رائے کیا ہے۔ بیٹا بولا۔ اے باپ کر گذر۔ جو تجھے حکم ملا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ تو مجھے صابر پائیگا۔ جب باپ بیٹا دونوں حکم کے فرماں بردار بن گئے۔ اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر گرا دیا۔ تب خدا نے آواز دی۔ کہ اے ابراہیم تو اپنے خواب کو سچا کر چکا۔ ہم احسانیات والوں کو اجر بدلا دیا کرتے ہیں بے شک یہ ایک کھلا کھلا امتحان تھا۔ پھر ہم نے بڑی قربانی کو اُس کا فدیہ بنایا۔

مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے۔ کہ یہ ذبیح حضرت اسمٰعیل تھے۔ اُن کے دلائل میں سے ایک تو قرآن پاک کا مندرجہ بالا کلام ہے۔ کیونکہ اس کلام میں ذبح کا تمام قصہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیان کرنے کے بعد پھر اسی رکوع میں حضرت اسحق کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر واقعہ ذبح کا تعلق اسحق علیہ السلام سے ہوتا۔ تو اُن کی پیدائش کا ذکر پہلے اور ذبح کا قصہ بعد میں ہوتا۔

ترتیب قرآنی تو یہ ہے۔ کہ پہلے تو فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ فرمایا۔ اور پھر اُس غلام حلیم کے متعلق سارے واقعہ ذبح کو بیان کیا۔ اور پھر اُس واقعہ کے خاتمہ پر پھر فرمایا۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ قولی روایات کی رو سے کہ ہی میں مقام ذبح اب تک بتلایا جاتا ہے۔ حضرت اسحق کے متعلق اہل کتاب کوئی مقام متعین نہیں کر سکتے تاریخ مکہ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جس مینڈھے کو بطور فدیہ اسمٰعیل ذبح کیا گیا تھا اس کے دونوں سینگ ایک مدت دراز تک دیوار کعبہ پر لگے رہے۔ جو واقعہ کی کافی شہادت تھے۔ جب امتداد زمانہ سے وہ عظام رمیم بن گئے۔ تب طلاء خالص کے سینگ انہی کے ہم شکل بنوا کر لگا دیئے گئے۔ ابولہب لعین نے اُن کو چرا لیا۔ اور اُن کی قیمت کو شراب میں اڑا دیا۔ اس واقعہ کو شعرائے قدیم اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نظم بھی کیا تھا۔

تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ اسی جگہ اب تک ذبح عظیم جاری ہے لیکن اہل کتاب (یہود) میں کوئی ایسا مقام موجود نہیں۔

چوتھی دلیل بائیبل سے ہے۔ کہ اس میں اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہے حضرت اسحق اکلوتے نہ تھے۔ بلکہ اُن سے گیارہ سال پہلے حضرت اسمٰعیل پیدا ہو چکے تھے۔

—۰—۰—۰—

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی قربانی

حضرت ابراہیم نے اگر انسانی قربانی کا رویائے صادقہ کی رو سے ارادہ کیا۔ تو کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ اُسی زمانہ میں فنیقیا۔ کنعان۔ صور۔ فارس۔ روما۵ مصر میں یہ رسم بہت جاری تھی۔ حضرت ابراہیم کے واقعہ میں جدت تھی۔ تو یہ کہ قربانی کسی بت کے لئے نہ تھی۔ جیسا کہ اُس عہد میں صرف اصنام ہی کے لئے ایسی قربانیاں کی جاتی تھیں۔

دوسری اعلیٰ خصوصیت تھی۔ تو یہ۔ کہ باپ خود اپنے ہاتھ سے یہ قربانی کرنے لگا تھا۔ بتوں کے نظائر میں غیر لوگ یہ خدمت انجام دیا کرتے تھے۔ تیسری اعلیٰ خصوصیت یہ تھی۔ کہ قربان ہونے والا بچہ خود اِس پر رضامند تھا۔ دیگر مقامات میں قربان ہونے والے کو بجبر و اکراہ باندھ کر اُس کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔ اس لئے حضرت اسمٰعیل و ابراہیم علیہما السلام کی نظیر دنیا پر کوئی موجود نہیں۔

منیٰ میں اہل اسلام کی قربانی کرنے کا ذکر بطور پیشگوئی کتاب یسعیاہ موجود ہے یسعیاہ ۶۰ باب کو ساتویں درس تک پڑھ جانا چاہیئے۔

۱ اُٹھ روشن ہو۔ کہ تیری روشنی آئی۔ اور خدا کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے۔

۲ دیکھ۔ تاریکی زمین پر چھا جائیگی۔ اور تیرگی قوموں پر۔ لیکن خدا تجھ پر طالع ہوگا۔ اور اُس کا جلال تجھ پر نمود ہوگا۔

۳ اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے طلوع کی تجلی میں چلینگے۔

۴ اپنی آنکھیں اُٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر۔ دیکھ یہ سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ تجھ پاس آتے ہیں۔ تیرے بیٹے دور سے آوینگے۔ اور تیری بیٹیاں گود میں اُٹھائی جاوینگی۔

۵۔ روما میں یہ جہالت اس وقت گئی۔ جبکہ اسلام کی نورانی شعاعیں عالم پر جلوہ گر ہوئیں۔ چنانچہ اِس کی ممانعت روما پارلیمنٹ کے قانون مجریہ ۶۵۷ء کی رو سے کی گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵ تب تو دیکھی گی۔ اور رونق ہوگی۔ ہاں تیرا دل اچھلیگا۔ اور کشادہ ہوگا۔ کیونکہ فراوانی تیری طرف پھر گی۔ اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔

۶ اونٹنیں کثرت سے آکے تجھے چھپا لینگے۔ مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹنیں وے سب جو سبا کی ہیں۔ آو ینگی۔ وے سونا اور لبان لاوینگے۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی۔ نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے۔ وے میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاوینگے۔ اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا۔

یہود و نصاریٰ اس تمام عبارت کو یروشلیم کے حق میں بتلاتے ہیں۔ اور میں اِن کو کعبے کے حق میں قرار دیتا ہوں۔ میرے پاس اندرونی شہادت ہے۔ اور وہ مندرجہ بالا عبارت میں چھٹا ورس ہے۔ اِس میں قبائل کے نام بتلائے گئے ہیں۔

ہم اوّل اُن قبائل کا پتہ بائبل ہی سے لگائینگے۔

کتاب پیدائش ۲۵ باب میں ہے۔ اور ابرہام نے ایک اور جورو کی جس کا نام قتورہ تھا ۲۔ اور اُس سے زمران اور یقسان اور مدان اور مدیان اور اسباق اور سوخ پیدا ہوئے۔ اِس ورس سے ثابت ہوا کہ مدیان حضرت ابراہیم کے فرزند کا نام ہے۔

۴ اور مدیان کے فرزند عیفہ اور عفر اور حنوک اور ابیداع اور الدعا تھے۔ اِس ورس سے ثابت ہوا کہ عیفہ بن مدیان حضرت ابراہیم کا پوتا ہے۔

اب اِس باب ۲۵ پیدائش کے ۱۳ ورس کو پڑھو۔

۱۳ اور یے اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام ہیں۔ مطابق ان کے ناموں اور نسلوں کی فہرست کے

اسمٰعیل کا پہلوٹا۔ نبیط اور قیدار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یسعیاہ کی بتائی ہوئی اقوام کا داخل اسلام ہونا

اِس سے معلوم ہوا کہ نبیط و قیدار حضرت اسمٰعیل کے فرزند ہیں۔

بنو قتورہ کی بابت پیدائش ۲۵ پ میں یہ بھی ہے۔ کہ اُن کو اپنے بیٹے اضحاق کے پاس سے پورب رخ پورب کی سرزمین میں بھیج دیا۔

کتاب پیدائش ۲۱ باب ۲۱ درس میں ہے۔ کہ اسمٰعیل فاران میں رہا۔

ان سب حوالجات سے مدیان۔ عیفہ۔ سبا۔ قیدار۔ نبیط کا پتہ لگ گیا۔

یسعیاہ کی آیات کا اقتضا یہ ہے۔ کہ اِن سرداروں کی نسلیں خدا کے مذبح پر اپنی اپنی قربانیوں کے اونٹ۔ مینڈھے۔ بھیڑیں وغیرہ لائیں۔ اور جہاں خدا کا مذبح ہو۔ اسی جگہ خدا کا ایک گھر شوکت والا بھی ہو

لفظ شوکت کا گھر ٹھیک ترجمہ۔ بیت الحرام کا ہے۔ جو کعبہ کا معروف نام ہے۔

اب فیصلہ اس امر پر ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ مل کر کسی طرح یہ ثابت کریں۔ کہ ان پانچ سرداروں مدیان۔ عیفاو سبا و قیدار و نبیط کی اولاد کے قبائل کب یروشلم قربانیاں لیکر گئے اور یہ کب یروشلم کے لئے باعث عزت و شوکت بنے۔ ورنہ اسلامی تاریخ جاننے والا تو بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ سارا حجاز قیدار و نبیط کی اولاد ہے۔ اور تمام یمن مدیان و عیفہ کی اولاد ہے۔ سارا حجاز۔ سارا یمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد ہمایون میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور حضور کے ساتھ حج میں شریک اور حضور کی آنکھوں کے سامنے منیٰ پر قربانیاں پیش کرنے والے تھے۔

اہل کتاب اپنے بیّن ثبوت کا کسی طرح بطلان نہیں کر سکتے۔

یہ واقعہ اَصَحیّت کے مسئلہ کو طے کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرزند آخری عمر میں ملا تھا۔ اور وہ اُس وقت اکلوتا ہی تھا جس سے اُن کو کمال محبت تھی۔ لیکن حضرت ابراہیم کے لئے محبت فرزند اور حکم الٰہ کا تقابل تھا۔ آخر انہوں نے محبوب کو خلیل کے حکم پر نثار کر دینے ہی کا فیصلہ کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے فکروہان۔ اور متابعتِ رسول کا تقابل تھا۔ آخر انہوں نے جان کو خدا کے نبی کے فرمودہ کے سامنے قربان کر دینے ہی کا اعلان کیا۔ بیشک ان دونوں بزرگوں نے آنے والی نسلوں کے لئے عجیب نمونہ چھوڑا ہے۔

اسمٰعیل علیہ السلام ایک خواب کے سامنے سر تسلیم کو خم کر دیتے ہیں۔ مگر ہم آج اس حدیث کے سامنے جسے خاتم النبیینؐ نے بحالت بیداری فرمایا۔ اور صحابہ نے بحالت بیداری اسے سنکر محفوظ رکھا۔ اتنا ادب بھی نہیں کرتے کہ اگر وہ ہماری فہم یا منشاء کے خلاف ہو۔ تو ذرا زبان کو تو بند کرلیں۔ اُلٹا اصل حکم پر اعتراض پر اعتراض اور شک پر شک وارد کرنا اپنے لئے باعث فخر جانتے ہیں۔

بازار منیٰ کے شمال میں پہاڑ ہے۔ اُسی پہاڑ کے دامن میں وہ جگہ موجود ہے۔ جہاں اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کے لئے لٹایا گیا تھا۔

ایک بھاری پتھر ڈھلک کر نیچے کے منارہ پر چھت بن گیا ہے۔ جس کے نیچے ایک چھوٹا کمرہ۔ اور اُس کی بغل میں ایک چھوٹی کوٹھڑی کی شکل پیدا ہو گئی ہے۔ یہ جگہ ابتک ایسے ایکانت کی ہے۔ کہ اگر منیٰ میں ہزاروں اشخاص اُترے ہوئے ہوں۔ تب بھی کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا۔ کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

میں وہاں کئی روز تک گیا۔ رات کو بھی دو۔ دو تین گھنٹے ٹھہرا ہے۔ عجیب دلآویز جگہ ہے۔

کہتے ہیں کہ واقعہ قربانی کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدہ ہاجرہ کے پاس یہاں کچھ مدت تک آبادی رہے تھے۔ غالباً وہ وقت تھا جب سیدہ سارہ کا انتقال شام میں ہو چکا تھا۔

قربانی کے جانور ہندوستان سے نصف یا کم از نصف قیمت پر آسانی اور بہتات سے ملتے تھے۔

قربانی کے بعد حاجی کو حق ہے۔ کہ اب وہ سِلے ہوئے کپڑے زیب تن کر سکے۔ اور عطر وغیرہ کا استعمال کرے۔ بیوی سے ابھی اجتناب چاہیئے۔

مقام ذبح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رمی جمرات

بازار منیٰ میں تین مقامات پر ۷ یا ۸ فٹ بلند مربع یا گول ستون جیسے بنے ہوئے ہیں مکہ کی طرف سے آتے ہوئے جو سب سے پہلے ملتا ہے۔ اُسے جمرۃ الکبریٰ یا جمرۃ العقبہ کہتے ہیں۔ درمیانی کو جمرہ وسطیٰ اور آخر والے کو جمرہ صغریٰ کہتے ہیں۔ اور آج کل شیطان اکبر شیطان وسطیٰ۔ شیطان اصغر بولتے ہیں۔

اِن ہر سہ مقامات پر قبل از اسلام بھی رجم کیا جاتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل نہیں فرمایا۔

قدیم عرب ایک غدّار قوم ابو رغال کی قبر پر بھی سنگ باری کیا کرتے۔ اِس کی قبر مکہ و طائف کے درمیان بمقام مغمس ہے۔ یہ عرب تھا۔ اور ابرہہ حبشی کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ یہی حبش کی فوج کو مکہ پر (دلیل راہ بن کر) چڑھا لایا تھا) اسلامی صدی اول کا مشہور شاعر جریر اپنے رقیب فرزدق کی ہجو میں کہتا ہے۔

اِذَا مَاتَ الفَرَزْدَقُ فَارْجِمُوْهُ   كَمَا يَرْمُوْنَ قَبْرَ اَبِيْ رِغَالِ

نصاریٰ آج تک اُس شجر انجیر کی جگہ پر پتھر پھینکا کرتے ہیں جس کا ذکر متی نے اپنی انجیل میں بایں الفاظ کیا ہے۔

۲۱/۱۸ اور جب وہ صبح کو شہر میں جانے لگا۔ اُسے بھوک لگی۔

۱۹ تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اُس پاس گیا۔ اور جب پتوں کے سوائے اُس میں کچھ نہ پایا۔ تو کہا اب سے تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ وہ ہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا۔

مرقس ۱۱/۱۳ سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ انجیر کا موسم نہ تھا۔

یہ جگہ بیت المقدس سے جبل زیتون کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پڑتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کتاب یسوع ۷، ۲۴ و ۲۵ میں مذکور ہے۔ کہ جناب یشوعؑ نے وادی عکور میں عکن بن زاج اور اس کے بیٹوں اور بیٹیوں اور بیلوں اور گدھوں وغیرہ کو سنگسار کیا تھا۔

ان جمراۃ کے متعلق قدیم عرب کا تو یہ خیال تھا۔ کہ پہلی جگہ شیطان حضرت ابراہیم کے سامنے اور درمیانی جگہ سیدتنا ہاجرہ کے سامنے اور آخری جگہ پر سیدنا اسمٰعیل علیہم السلام کے سامنے بہکانے کی غرض سے آیا تھا۔ اور ان تینوں نے اُسے مطرود و مخذول فرمایا تھا۔ لیکن ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ کہ ہر سہ مقامات پر شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کو مرئی ہوا تھا۔ جبکہ وہ حج کے لئے عرفات کو تشریف لے جا رہے تھے۔

خیر۔ یہ آنکھیں تو نبی ہی کی ہوتی ہیں کہ شیطان کو دیکھ سکیں۔ اور ملائکہ اُن کے سامنے آئیں۔ مگر آج سنت خلیل۔ وہدی محمد صلی اللہ علیہا و آلیہا وسلم کے طفیل ہر مسلمان کو یہ درجہ ملجا تا ہے۔ کہ شیطان پر پتھراؤ کر سکے۔

رمی جمراۃ کے وقت کس قدر انبساط اور فرحت قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ آج اس دشمن ایمان کو سنگسار کرنے کا موقعہ ملا۔ آج اسلام کے طفیل یہ بات نصیب ہوئی کہ ہم شیطان کو ذلیل و خوار کریں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اُس وقت مقہوری شیطان اور منصوری انسان کا عجیب نقش دل پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص اس فتح و نصرت پر شاد کام نظر آیا کرتا ہے۔

بعض بد دیوں کو دیکھا گیا۔ کہ وہ بڑے بڑے ڈلے مارتے ہیں۔ اور بعض مسحوق جیسے گولی کا فائر کرتے ہیں۔

لیکن اُس گول گول چھوٹی کنکری میں جو طاقت ہے۔ وہ گولی اور پتھر میں کہاں۔ کیونکہ صورت اوّل اللہ تعالیٰ کے خلیل اور حبیب کی سنت ہے۔ اور صورت دوم پر ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کی مثال صادق ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاں! دسویں تاریخ کو صرف بڑے شیطان کو سنگسار کرو۔ اب تمہارے سامنے یہ ضروری کام ہے۔ کہ بیت اللہ الحرام پہونچو۔ طواف کرو۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو۔ اور پھر منیٰ ہی میں واپس آجاؤ۔ مکہ میں ٹھہر جانے کی اجازت نہیں

ہم نے نماز عصر بیت اللہ الحرام میں جا پڑھی تھی۔ اُن ۲۲ ابواب میں سے جو اطراف اربعہ میں ہیں۔ صرف چار پانچ دروازے کھلے تھے۔ صحن کے اندر ۱۵۔۲۰ کس سے زیادہ آدمی نہ تھے۔ عجب ہو کا مقام تھا۔ لیکن بیت اللہ کی ہیبت پہلے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔

ہم نے طواف و سعی کے بعد نماز مغرب بھی بیت اللہ ہی میں ادا کی۔ اور پھر واپس سواریوں پر چل پڑے۔ آتے بھی سواری پر تھے۔ اُس روز اونٹ گدھا سواری کے لئے نہایت کثرت سے ہر دو طرف کے آنے والوں کو ملتے ہیں۔

ہم عشا کے بعد اپنے ڈیرہ پر پہونچ گئے تھے۔ اب ہر ایک حاجی ہر ایک بندش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ زن و شوہر کو بھی اظہار محبت اور اقتباس لذت کی اجازت ہو جاتی ہے۔

گیارھویں اور بارھویں کے دن ملاقاتوں۔ دوستانہ جھگھٹوں کے دن ہوتے ہیں۔ تمام حاجی خدا کے مہمان ہوتے ہیں۔ ذبیحہ کا گوشت پچاسوں میل تک کے غربا کو پہونچ جاتا ہے۔

لیکن دونوں دن بعد از زوال اُن تینوں شیطانوں کی خبر بھی لینی ہوگی۔ ہر ایک شیطان پر سات سات کنکریوں سے پتھراؤ کرو۔ اور اِس امر کا عملاً ثبوت دو۔ کہ تم اُس عداوت کو جو تمہیں باوا آدم علیہ السلام کے ورثہ میں ملی ہے۔ آجتک بھول نہیں گئے ہو۔ ہاں فعلاً ثابت کردو۔ کہ تم شیطان اور افعال شیطان سے قطعاً مجتنب و محترز رہنے والے ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت لوگ بارھویں ہی کو منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آجاتے ہیں۔ ایسا کرنے کی اجازت بھی ہے۔ مگر سنت نبویہ تو تیرھویں تک ٹھہرنے کی ہے۔ تیرھویں کو بعد زوال آنا بہتر ہے۔

ہم تیرھویں ہی کی شام کو چلے۔ اور مکہ معظمہ میں اپنے اپنے مکانات میں آپہونچے۔ اور حج معہ جملہ مناسک ختم ہوگیا۔ الحمد للہ۔

عمرہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے مکمل کرو۔

عمرہ حج خورد ہے۔ ترتیب آیت قرآنی پر نظر کر کے لوگ سمجھتے ہیں[1] کہ حج کے بعد ایک عمرہ ضرور کیا جائے۔

مکہ معظمہ سے تنعیم پانچ چھ میل پر ایک جگہ ہے۔ وہاں جاتے ہیں۔ دوگانہ پڑھ کر لباس احرام پہن لیتے ہیں۔ پھر بیت اللہ میں آکر طواف کرتے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کرتے ہیں۔ اور پھر سر منڈا لیتے ہیں۔ اسی کا نام عمرہ ہے۔ آمد و رفت اور ادائے مناسک میں ۵-۶ گھنٹہ کا وقت لگ جاتا ہے۔

اہل حدیث کے نزدیک تنعیم تک جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ اپنے جائے قیام ہی سے احرام پہنکر طواف و سعی کر سکتا ہے۔ لیکن آئمہ اربعہ اس حد تک باہر جانے کو ضروری ٹھہراتے ہیں تنعیم کے مقام پر پختہ مسجد اور تالاب و چاہ بنے ہوئے ہیں۔ غسل و وضو اور پینے کیلئے پانی

---

[1] میں نے یہ لفظ استعمال کیا۔ کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حج النبوی کے بیان میں کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضور کے کسی صحابی نے بھی حج کے بعد عمرہ کیا تھا۔ ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ کے عمرہ کرنے کی حدیث موجود ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے۔ اور ام المومنین اپنے بھائی عبدالرحمٰن کیساتھ تنعیم سے گئیں اور طواف و سعی کر آئی تھیں۔ اس کی خاص وجہ ہے۔ کہ بوجہ عذر شرعی وہ طواف افاضہ نہ کر سکی تھیں۔ اور ان کا شوق تھا۔ کہ اس کمی کو پورا کرلیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور جانے کا کافی انتظام ہوتا ہے۔

یہ تنعیم وہی جگہ ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو کفار نے مشغول نماز دیکھ کر ایک یکدم حملہ کر دیا تھا۔ اور یہ بروہ اسی نفر گرفتار کر لئے گئے تھے۔ اور پھر ان کو رحمۃ للعالمین نے بالکل معاف اور آزاد فرما دیا تھا۔

الحمدللہ کہ حج کا بیان رحمۃ للعالمین کے مکارم اخلاق کے واقعہ پر ختم ہوا۔

جدول مناسک الحج۔ بروئے مذاہب اربعہ

		حنبلی	شافعی	مالکی	حنفی
١	احرام عمرہ	رکن	رکن	رکن	شرط* *بعض روایات میں رکن
٢	طواف عمرہ	″	″	″	رکن
٣	سعی در عمرہ	″	″	″	واجب
٤	احرام حج یعنی نیت داخلہ	″	″	″	شرط
٥	احرام کے ساتھ تلبیہ اور سعی کے بعد تلبیہ	سنت	سنت	واجب	سنت
٦	احرام از میقات	واجب	واجب	واجب	واجب
٧	طواف القدوم	سنت	سنت	″	سنت
٨	حجر اسود سے آغاز طواف	شرط	شرط	″	واجب
٩	طواف میں ستر عورت	″	″	شرط	″
١٠	طہارت از حدثین بوقت طواف	″	″	″	″
١١	طواف کے دو نفل	سنت	سنت	واجب	″
١٢	طواف کے بعد سعی	شرط	شرط	″	″
١٣	طواف کے بعد سعی میں فاصلہ نہ کیا جائے۔	سنت	سنت	″	سنت
١٤	سعی میں صفا سے آغاز ہو۔	شرط	شرط	شرط	واجب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۵	طواف وسعی میں پیدل چلنا جب کہ چل سکتا ہو	سنّت	سنّت	واجب	واجب
۱۶	طواف وسعی میں اشواط کی موالات	شرط	"	"	سنّت
۱۷	دن میں عرفہ کے اندر ٹھہرنا	رکن	رکن	"	رکن
۱۸	شام تک عرفہ میں ٹھہرنا۔	واجب	واجب	رکن	واجب
۱۹	امام کے ساتھ عرفہ سے روانگی	سنّت	سنّت	واجب	واجب
۲۰	مزدلفہ میں ٹھہرنا	واجب	واجب	"	"
۲۱	مزدلفہ میں مغرب و عشا تاخیر سے پڑھنا۔	سنّت	سنّت	سنّت	سنّت
۲۲	ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں قیام	واجب	واجب	واجب	سنّت
۲۳	رمی جمار	"	"	"	واجب
۲۴	رمی جمار کو رات تک موخر نہ کرنا	سنّت	سنّت	"	سنّت
۲۵	سر منڈانا یا بال کترانا	واجب	رکن	واجب	واجب
۲۶	رمی و ذبح و حجامت میں ترتیب	سنّت	سنّت	سنّت	"
۲۷	حجامت حرم میں۔ یا ایام نحر	"	"	"	"
۲۸	طواف الافاضہ	رکن	رکن	رکن	رکن
۲۹	طواف (سات چکر)	شرط	شرط	شرط	واجب* * ۴،۳ شوط رکن
۳۰	طواف بیرون حجر و شاذروان	"	"	"	"
۳۱	رمی کے بعد طواف افاضہ کرنا	سنّت	سنّت	واجب	سنّت
۳۲	طواف افاضہ کا ایام نحر میں کر لینا	"	"	سنّت	واجب* * آخر ماہ ذی الحجہ
۳۳	سعی فی الحج	رکن	رکن	رکن	"
۳۴	طواف الوداع	واجب	واجب	مندوب	واجب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رحلت مدینہ منورہ

اکثر حاجی جو وطن جلد آنے کے لئے بیتاب ہوتے ہیں۔ وہ حج سے پیشتر ہی مدینہ منورہ ہو آتے ہیں۔ ہمارے قافلہ میں سے بھی دس بارہ احباب پہلے ہی جا چکے تھے۔ یہ صاحبان اس مزاج کے نہ تھے۔ کہ گھر جلد پہنچ جائیں۔ بلکہ ان میں ایک بزرگ شیخ اصغر علی صاحب جیبوری ایسے تھے۔ جو مدینہ منورہ جلد جانے کے لئے ازراہِ وفورِ محبت زیادہ بیتاب تھے۔ شیخ خورشید علی صاحب نے بڑے بھائی کا ساتھ دیا۔ اور پھر اُن کے ساتھ دس بارہ شخص ہمارے قافلہ والے ہو گئے۔

میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ بعد از حج جاؤنگا۔

اوّل اس لئے کہ جس قدر احادیث زیارت مدینہ کے متعلق وارد ہیں۔ اُن میں مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ اور یہ ترتیب اس امر کی مقتضی ہے کہ اوّل حج سے فارغ ہونا چاہیئے۔

دوم جو قافلے قبل از حج جاتے تھے۔ اُن کو صاف طور پر معلوم کرا دیا جاتا تھا۔ کہ وہ مدینہ منورہ میں صرف تین یوم ٹھہر سکیں گے۔ میں اپنے لئے اس مدت کو بالکل ہی ناکافی سمجھتا تھا۔ پہلے جانے والوں کے ساتھ یہی ہوا۔ کہ وہ چارشنبہ کی صبح کو داخل ہوئے اور جمعہ کی صبح کو انہیں وہاں سے رخصت کر دیا گیا۔ نماز جمعہ کی مہلت نہ دی گئی۔

اب ہم نے تیاری شروع کی اور ۲۴ ذی الحجہ کو تبرز شروع ہو گئی۔

تبرز کا مطلب یہ ہے۔ کہ جملہ حجاج روانگی سے ایک شب پیشتر شہر سے باہر ایک مقام پر جمع ہو جاویں۔

ہم ۲۴ ذی حجہ کو مقام شہدا پر جو مکہ معظمہ سے تین میل ہوگا۔ نماز مغرب کے وقت پہنچ گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکہ معظمہ چھوڑنے سے پیشتر بیت اللہ الحرام کا طواف الوداعی ضرور ہوتا ہے۔ اس طواف کے وقت اور حرم سے باہر آنے کے وقت فرقت مہجوری بیت اللہ کا جو صدمہ ہوتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔

میں باب الوداع سے کچھ ایسی حالت میں نکلا۔ کہ باب ام ہانی پر جو احباب منتظر بیٹھے تھے۔ ان کو بھی اطلاع نہ ہو سکی۔ اور میرا کچھ ضروری سامان بھی جو اب ہی کے پاس رکھ لیا جو بعد میں رات کو میرے پاس پہونچایا گیا۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستے

اوّل طریقہ شرقی

ادھر اب قافلہ نہیں جاتا۔ اس دفعہ سنا تھا۔ کہ امیر علی" مدینہ سے حج پر اسی راہ سے آئے تھے۔ صرف مسلح فوج ہی ادھر گذر کر سکتی ہے۔ مزید معلومات کی غرض سے اسکی منازل بھی بیان کی جاتی ہیں۔

یہ راستہ راہ منیٰ سے شمال کو جاتا ہے۔

منزل	کیفیت
(۱) بیر البارود	پانی شیریں ہے۔
(۲) وادی اللیمون	لیموں۔ نارنجی۔ خربزہ وغیرہ بکثرت ہیں۔ آب جاری یہاں باغوں کو سیراب کرتا ہے یہ پانی جبال ہدی سے آتا ہے۔
(۳) الخفائر	پانی شیرین ہے۔ اور زیادہ گہرا بھی نہیں۔
(۴) برکہ سمرہ	یہاں موسم گرما میں پانی کمیاب ہوتا ہے۔
(۵) برکۃ المسلخ	پانی شیریں و عمدہ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۶) الجبیط

(۷) شیفنہ — گل بکثرت۔ پانی بہت

(۸) السوَرجیّہ — زراعت خوب ہوتی ہے۔ حوض و تالاب ہیں

(۹) الحجریہ — یہاں سے پانی چار گھنٹے کی راہ پر ہے۔

(۱۰) عزایہ — ریت کو ایک ڈیڑھ گز کھودنے سے پانی ٹھنڈا میٹھا مل جاتا ہے۔ اور کثرت سے ملتا ہے۔

(۱۱) عذیر۔ یاحنک یا حنق — بہت بڑا نالا ہے۔ بارش سے بھرتا ہے۔

(۱۲) سیدنا حمزہ

(۱۳) مدینہ منورہ

اِس راہ پر یا تو زیود آباد ہیں۔ جو خود کو زید شہید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما کی اولاد کہتے ہیں۔ یالَہَبَہ جو غدر و خیانت میں مشہور ہیں۔ یاجُہَینَہ و مُطَیر۔ جو شجاعت و مردانگی میں ضرب المثل ہیں۔ جن کی عورتیں دوڑتے گھوڑے پر دوڑ کر سوار ہو جاتی ہیں۔ یا رَحَلَہ ہیں۔ جو اکثر خانہ بدوش ہیں۔ یہ جملہ قبائل تمدنی حالت کے عتبار سے العَدَالعرب ہیں

دوم طریق سلطانی

(۱) وادی فاطمہ سرسبز جگہ ہے۔

(۲) عُطفان۔ اِس مقام کا احادیث میں بھی ذکر آیا ہے۔

(۳) خلیص

(۴) لقضیمہ۔ بالمفظ القدیمہ

(۵) ——— رابغ۔ سرسبز قصبہ ہے۔

یہاں سے راستے جاتے ہیں مقامات حسب ذیل ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۵)طریق الفرعیہ	(۵)سلطانیہ جس راہ سے ہمارا قافلہ گیا۔	(۵)طریق۔ الغائر	طریق الغائر جدھر سے شیخ خورشید علی گئے
(۶) وادی حرشان	(۶) مستورہ	(۶) بیر البری	مستورہ
(۷) نقد الغار۔ تنگ پہاڑی راستہ بنو سلم آباد۔	(۷) بئر الشیخ	(۷) ام البرک	بئر الشیخ
(۸) بئر رضوان۔ پانی شیریں ہوتا ہے۔	(۸) دیار بنی حسانی	(۸) الخفا	بیر خیف
(۹) البوضیاع یا ام ضیاع پانی شیریں۔ بنو عوف آباد	(۹)	(۹) الغائر تحت الغائر	بیر درویش
(۱۰) الریان یا وادی الریان پانی شیریں۔ اشجار اکثر کیکر خودرو	(۱۰) وطر	(۱۰) سطح الغائر۔	غائر
(۱۱) الغدیر پانی کا چشمہ رواں ہے	(۱۱) بیر درویش	(۱۱) بئر الماشی۔	بیر الماشی
(۱۲) وادی المعظم۔ پانی شیریں ہے۔	(۱۲) مدینہ منورہ	(۱۲) مدینہ منورہ۔ یہ راستہ بے حد مختصر ہے۔ مگر مختصر منزل ۹ پھر چھوڑنے پڑتے ہیں جبل غائر پر دو تین گھنٹہ کی چڑھائی آتی ہے۔	
(۱۳) بئر الماشی۔ پانی شیریں بنو عوف آباد			
(۱۴) مدینہ منورہ			

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلومات بالا تو ہم نے قافلہ کے بڈھے بڈھے بدویوں سے جمع کی تھیں۔ لو طریق الغائر کا ایک راستہ وہ ہے۔ جدہر شیخ خورشید علی صاحب نے سفر کیا۔ اِن منازل کو اُن کے بڑے بھائی شیخ اصغر علی صاحب حبیبوری سلمہ اللہ نے قلم بند کر لیا تھا۔ لیکن اب ہم اُس راستہ کا بیان کرینگے جس راستہ سے ہمارا قافلہ گیا تھا۔ جو میرا چشم دید ہے۔

مقام شہداء

یہ جگہ مکہ مکرمہ سے ڈھائی تین میل ہے۔ یہاں پختہ مکانات بھی بنے ہوئے ہیں۔ فراخ میدان ہے۔ جنوب مغرب کی طرف ایک پہاڑ بھی ہے۔ یہاں ہر ۱۵ یوم کے بعد اہل مکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ اِس لئے لوگوں نے مکانات بھی بنا لئے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا صحت بخش ہے۔ اکثر لوگ تبدیل آب و ہوا کے لئے بھی یہاں آ رہتے ہیں۔

میدان میں یہاں قبور بھی بکثرت ہیں۔ اِس جگہ غالباً ابن الزبیر اور حصین بن نمیر کے لشکر کا مقابلہ ہوا ہوگا۔ جو لشکر یزید کا سپہ سالار بنکر ۶۴ھ میں مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا جبکہ لشکر شام سے چلا۔ تب اِس کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ تھا۔ اِس ابن عقبہ نے مدینہ منورہ میں وہ قتل و غارت گری کی تھی۔ کہ تاتاریوں نے بغداد میں شاید ویسی کی ہو۔ جب یہ مدینہ سے مکہ کو چلا۔ تو عذاب الٰہی نے اِسے جلد دنیا سے جدا کر دیا۔

ابن نمیر نے اِس کے بعد فوج کی کمان سنبھال لی تھی۔ انہوں نے ۴۰ روز تک مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا۔ پھر اطلاع ملی۔ کہ یزید پلید کے وجود سے بھی جہان پاک ہوا۔ تب یہ محاصرہ چھوڑ کر شام کو چلا گیا تھا۔

اسی وادی کے ایک گوشہ در پہاڑ کے دامن میں عاشق السنت النبویہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقبرہ ہے۔ اُن کی قبر کے گردا گرد اور قبور بھی ہیں۔ غالباً انہی کے اہل و عیال کی ہونگی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ۷۳ھ میں بعمر ۸۷ سال انتقال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تھا۔ انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرویات احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو کے قریب ہے۔

بمقام شہداء میں مغرب کے وقت مکہ معظمہ سے پیادہ پا پہونچ گیا تھا۔ ۹ بجے شب کے بعد اسی جگہ احباب مکہ ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور قریباً گیارہ بجے تک علمی جلسہ جما۔ احباب میں سے اس وقت شیخ اسمٰعیل ذبیح۔ حکیم محمد خلیل بخش۔ قاری اسحٰق۔ عبد الغنی۔ عبد الرحمٰن تاجر شیخ عبد الوہاب . . . . و شیخ اسمٰعیل دہلوی۔ شریف جعفر کے نام یاد رہ گئے ہیں کھلی ہوا میں رات بہت پر لطف کٹی۔ صبح معلوم ہوا۔ کہ شیخ عبد الوہاب و شیخ اسمٰعیل دہلوی رات مکہ معظمہ کو واپس نہیں گئے یہیں ایک مکان میں شب باش ہوئے تھے

پہلا دن   شنبہ۔ شہداء سے وادی فاطمہ

آج یہاں سے بعد عصر قافلہ روانہ ہوا۔ ہم چند سو قدم آگے آگئے تھے کہ احباب مکہ صف در صف کھڑے ملے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ٹھنڈا۔ شیریں پانی ہے۔ آپ کے پاس کا پانی نہیں بدل لیجئے۔ ہم نے اپنے مشکیزے اور صراحیاں یکے بعد دیگرے اُن کو دیں تو انہوں نے سب میں اچھا پانی بھر دیا۔

وہ بھی عجیب نظارہ تھا۔ قافلہ کے اونٹ چل رہے ہیں چلتے اونٹ سے ہم مشکیزے کھول رہے ہیں دے رہے ہیں۔ دوست بھاگ بھاگ کر جاتے ہیں۔ پانی بدلتے ہیں۔ دوڑتے ہیں۔ بھاگتے ہیں۔ وہ مشکیزہ لایا۔ وہ صراحی لایا۔ وہ قربہ لایا۔ دونوں طرف خوب ہنس رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔ محبت کے بھی عجیب کرشمے ہیں اور خصوصاً وہ محبت جو شائبہ اغراض سے مبرا ہو۔ اور جس کی بنیاد محض اخوت اسلام ہو۔

ہمارا سفر بعد عصر شروع ہو کر شب بھر رہا۔ پھر نماز صبح کے وقت وادی فاطمہؓ کے پڑاؤ پر پہونچ گئے۔ یہ وادی شادابی میں مشہور ہے۔ میاہ و نخیل بکثرت ہیں۔ سبزی و میوہ جات بھی ہوتے ہیں۔ یہاں قبیلہ قریش   کے لوگ آباد ہیں۔ اسی وادی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شمالی جانب کا نام وادی مریا مران ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو جاتے ہوئے نزول اجلال فرمایا تھا۔

دوسرا دن۔ وادی فاطمہ سے عسفان کو چہارشنبہ

وادی فاطمہ سے بعد ظہر چلے۔ تمام شب اور ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے تک چلتے رہتے تب عسفان پہونچے۔ پانی یہاں صاف نہیں ہے۔ گراں بھی ہے۔ بارہ آنہ فی پیپہ ملا۔ ● بہر کے قریب معلوم ہوا۔ کہ قافلہ کا راہ بھی مسدود ہے۔ شریف صاحب نے بنو مسروح (بنو بشور) کے دو آدمی قید کر رکھے ہیں۔ جو اس گاؤں کے ہیں۔ اس لئے انہوں نے راستہ بند کر رکھا ہے۔ ہم نے دوربین سے دیکھا۔ کوئی ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر ایک جھنڈا گاڑا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد آدمی جمع تھے۔ اور وہاں لوگ آتے بھی تھے اور جاتے بھی۔ اس خبر سے قافلہ میں تشویش پیدا ہوئی۔ پھر سنا گیا۔ کہ شریف صاحب کا قائمقام جو بدوی آبادی کا افسر ہے۔ مکہ مکرمہ سے مع مسلح پولیس کے آگیا ہے۔

قائمقام مذکور نے اول تو گاؤں والوں کو حکمت عملی سے ان اشخاص سے علیحدہ کر دیا اور پھر ان کو وعدہ وعید سے رام کر لیا۔ حتیٰ کہ ۴ بجے عصر کے قریب اس پہاڑی سے وہ نشان اکھڑ گیا۔ راستہ کھل گیا۔ اور ہم روانہ ہوئے

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عسفان کا نام احادیث میں بکثرت آتا ہے پس یہ منزل منازل نبوی میں سے ہے مسند امام احمدؒ میں حدیث ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا تھا۔ کہ یہاں سے ہود و صالح علیہما السلام سرخ رنگ کے دو شتر کرہ پر سوار لباس حج میں گذرے ہیں۔

تیسرا دن۔ عسفان سے القدیمہ کو پنجشنبہ۔

قافلہ کا گذر ٹھیک اس ٹیلے کے نیچے سے ہوا* ٹیلے پر سے پتھر بھی نیچے سے گذرنے والے کو مجروح کر سکتے ہیں۔ تمام راہ پتھریلی زمین پر تھا۔ ہم صبح صادق کے وقت القدیمہ

* جس پر وہ نشان گڑا ہوا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہونچ گئے۔

یہاں پانی بہت گراں ملا۔ دو روپیہ آٹھ آنے میں ایک پیپہ۔ ایک تربوز ہم نے تین روپے میں خریدا۔

القدیمہ خاصی چھوٹی سی آبادی ہے۔ کچے۔ چھتے ہوئے مکان ہیں۔ یہاں سے سمندر صاف نظر آتا ہے مچھلیاں بھی فروخت ہوتی ہیں عسفان سے القدیمہ تک تمام شاہراہ بہت کھلی۔ اور ہموار سطح کی ہے۔ عمدہ سڑکوں سے بھی بہتر۔ یہاں آس کے درخت لو جھاڑیوں کے بن بھی ہیں۔

چوتھا دن۔ جمعہ۔ القدیمہ سے رابغ کو۔

سوا بجے شب کے رابغ پہنچ گئے۔ القدیمہ سے قبل عصر چلے تھے۔ دن نکلا تو دیکھا کہ سامنے رابغ کا قلعہ ہے۔ اور پچھلی طرف رود ہے جس میں برساتی پانی بہتا ہے۔

ترکوں کے عہد میں یہاں ترک فوج رہتی تھی۔ مگر اب یہاں کوئی فوج نہیں۔ مکانات مرمت طلب ہیں۔ ایک چھوٹا سا قلعہ ہے۔ تاہم شکی ہے۔ پانچ توپیں جن کے نیچے کے تخت نذار رہے۔ قلعہ سے باہر پڑی تھیں۔ غالباً ان کے تخت ترک خود سوخت کر گئے ہونگے۔

فلیگ کا جھنڈا موجود ہے۔ مگر اس پر کوئی فلیگ نہیں تھا۔

قلعہ سے پیچھے ہٹتا ہوا تین سو قدم کے فاصلہ پر گاؤں ہے پنجاب کے متوسط دیہات جیسا بازار کچا ہے۔ لیکن لمبا۔ اور اوپر سے چھتا ہوا۔ اشیاء خوردنی بکثرت ملتی ہیں۔

رود جانب شمال واقع ہے۔ رود سے برلی طرف چاہات سے کھیتوں کی آبپاشی ہو رہی تھی۔ لمبے دور تک نخلستان چلے گئے ہیں۔ سبز ترکاریاں۔ سبز مرچیں وغیرہ کی کھیتوں میں دیکھی گئیں۔

پانی میں ذرا سی نمکینی ہے۔ مگر بلا مزہ ہے۔ بکثرت ملتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شنبہ۔ پانچواں دن۔ قیام

رابغ میں سارا دن قیام کیا گیا۔

چھٹا دن۔ یکشنبہ۔ رابغ سے مستورہ کو

دوپہر کے بعد قافلہ رابغ سے مستورہ کو روانہ ہوا

غائر کا راستہ بھی رابغ سے علیحدہ نکلتا ہے ضعیف مردوں اور عورتوں والوں کو
یہ بڑا اہتمام تھا۔ کہ غائر کے راستہ نہ جائیں۔

قافلہ کا رخ رابغ سے شمال کی جانب کو چلتا ہے۔ رابغ سے سوار ہوئے۔ تو میل
سوا میل تک دورانہ نخلستان کے باغ ملے جن کی گرد باڑیں بھی کھجور کی شاخوں سے
کی گئی تھیں نخلستان سے باہر نکلے۔ تو قافلہ کا چہارم یا ثلث حصہ ٹھیک شمال کو ہوگیا۔ اور
باقی ہمارے والا قافلہ شمال مغرب کی راہ چلا۔ تب لوگوں کو پتہ لگا کہ شمال کا راستہ غائر کو
جاتا ہے۔ اور ہمارا سفر سلطانی راہ سے ہوگا۔ ہم دوشنبہ کی شب کے آخری حصہ میں مستورہ پہونچ گئے
مستورہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ پانی بہت کم ملتا ہے۔ پانی اچھا بھی نہیں مہنگا
بھی ہے۔ ایک روپیہ کو ایک پیپہ۔ یہاں بازار بھی نہیں۔ ایک متوسط تربوز ہم نے
یہاں تین روپے کو خریدا۔

ساتواں دن دوشنبہ

مستورہ سے بئر الشیخ کو

دوشنبہ کو قبل از عصر ہم مستورہ سے روانہ ہوئے۔ بارہ گھنٹے کے بعد بئر الشیخ پہونچے۔
یہاں چاہ کا پانی اچھا ہے۔ گاؤں میں کچے مکانات بنے ہوئے ہیں

سہ شنبہ

آٹھواں دن۔ بئر الشیخ سے بئر الحصانی کو

بئر الشیخ سے بعد ظہر چلے تھے۔ سات گھنٹے میں بئر الحصانی پہونچ گئے۔ نماز عشا منزل پر پڑھ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ادوائی تھی۔

یہاں کا پانی عمدہ صاف ہے۔ یہاں ایک مجیدی میں دو تربوز خریدے گئے

نواں دن۔ چہارشنبہ بئر الحصانی سے شفیعہ کو۔

بئر الحصانی سے سیدھا راستہ تو الحمراء کو جاتا ہے۔ ہمارا مقدم سلیمان بن حجیہ الحمراء کا رہنے والا ہے وہ خود تو بئر الحصانی سے الحمراء کو روانہ ہوگیا۔ اور قافلہ کو شفیعہ کی جانب روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ شفیعہ بھی طریق سلطانی ہی پر ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو۔ مگر لوگ تو سمجھتے ہیں۔ کہ مقدم نے اس لئے قافلہ کو ادہر کو بھیجا۔ کہ بدوی بھائیوں کو دعوت نہ دینی پڑے۔

بئر حصانی سے قافلہ چلنے کو تیار ہوا۔ کہ خبر لگی کہ راستہ مسدود ہے۔ یہاں والوں نے کہا کہ دو شخص شریف صاحب کی قید میں ہیں۔ اس لئے وہ قافلہ کو نہ جانے دینگے۔

اونٹ جن پر شغدف رکھ دیئے گئے تھے۔ پھر چھوڑ دیئے گئے۔ قافلہ میں عام طور پر اضطراب پایا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کو اطلاع دیگئی کہ ۳۰ مجیدی کی ادائگی پر راستہ کھلوایا گیا ہے۔ ہم نے اس رقم کے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے قافلے کے دیگر اشخاص نے بھی انکار کر دیا۔ آخر شام تک فیصلہ ہوگیا۔ اور ہم قریب مغرب کے سوار ہوئے حیرت تھی۔ کہ وہ ۳۰ مجیدی کا معاملہ کیا تھا۔ اور اب کیونکر طے ہوا۔

بئر الحصانی سے ہم بوقت مغرب چلے اور پو پھٹے کے بعد وطر پہونچے تھے ۸ گھنٹے سفر رہا۔ شفیعہ میں دو روپیہ میں ایک مشک ملی۔ پھر پانی اور گراں ہوگیا مجیدی میں مشک۔ پھر اور گراں ہوگیا۔ یونے دو مجیدی میں مشک۔ لوگ مقدم کو کوستے تھے جس نے قافلہ ادھر کو بھیجا۔

دسواں دن۔ پنجشنبہ۔ شفیعہ سے وطر کو۔

شفیعہ سے قبل العصر چلے۔ ۸ گھنٹے سفر کے بعد وطر پہونچے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے درمیان ہے اور تمام سنگلاخ ہے۔ ہم جہاں اترے وہ سیل گاہ تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں چاہ صرف ایک ہے۔ گر بہت چوڑا۔ بہت گہرا۔ کثیر الماء۔ پانی یہاں کا ایسا عمدہ ہے۔ کہ مکہ و مدینہ کے سوا اور کسی جگہ ایسا پانی نہیں ملا۔ ایک گھنٹہ بعد مشک میں خوب سرد ہو جاتا ہے۔

ایک روپیہ میں ایک مشک شروع شروع میں تھی۔ پھر نرخ گر گیا۔ اور دو آنہ مشک تک ہو گیا۔

گیارھواں دن۔ جمعہ

آج وطی سے روانہ نہیں ہو سکے۔ کیونکہ آج راہ میں الاحامدہ کا علاقہ پڑیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اب تک عثمانی کہلاتے ہیں۔ انہوں نے اب تک ہز مجسٹی شریف مکہ کی اطاعت نہیں کی۔ آزادانہ رہتے ہیں۔ ان کا اعتماد خدا پر۔ اور پھر اپنی قوت بازو پر ہے۔ شریف صاحب نے بھی ان کو نہیں چھیڑا۔ البتہ اُن کے وظائف بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ بہت اختیار حج سند ہیں۔

مقدم الحمراء سے واپس آگیا ہے۔ اس نے بتلایا کہ گاؤں میں وبا ہے۔ اُس کی چار بیٹیاں اور ایک برادرزادہ کی لڑکی یوم واحد میں فوت ہو گئی ہیں۔ مقدم کی تین ازواج گیارہ لڑکیاں اور ایک لڑکا ذیاب باقی ہے۔ یہ پندرہ سالہ نوجوان ہے۔ اور قافلہ میں ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔

مقدم نے یہاں سے الاحامدہ کے ساتھ بات چیت کے لئے اپنے آدمی بھیجے۔ شام تک یہ جھگڑا طے نہ ہوا۔ اور ہم جمعہ کے دن یہاں سے نہ چل سکے۔

بارھواں دن۔ شنبہ

وطی سے بئر درویش کو۔ روانہ ہونا تھا۔ مگر روانہ نہ ہو سکے۔ آج یہ طے ہوا۔ کہ فی اونٹ تین مجیدی کے حساب سے الاحامدہ کو رقم دیجاوے۔

ان لوگوں کو الاحامدہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان کے اسلاف میں احمد بن احمد بن احمد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بن احمد ہوگئے ہیں۔
یہ لوگ جو رقم لیتے ہیں۔ اس کی باضابطہ رسید لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ اُن کے وظیفہ میں یہ رقم مجرا دی جاوے۔
دراصل یہ لوگ اپنے خاص حالات کی وجہ سے مستحق امداد بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔
شنبہ کا تمام دن رقم کی فراہمی میں مقدمین کو پورا ہو گیا۔
تیرھواں دن۔ یکشنبہ
وطرسے بُر دردیش کو
دوپہر کے وقت روانہ ہو گئے۔ ایک میل چلے تھے۔ کہ قافلہ رُک گیا۔ تمام قافلہ دھوپ اور پہاڑوں کے درمیان۔ ایک تنگ راہ میں اونٹوں پر سوار۔ اور رُکا کھڑا ہے ایسے چار گھنٹے گذر گئے۔ مگر یہ چار گھنٹے لوگوں کو چار دن سے بھی زیادہ لمبے معلوم ہوتے تھے۔ لوگ سخت رنج او طیش و اضطراب میں تھے۔ مجھے یاد آیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقام حدیبیہ روک دیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ یہ سنت بھی پوری ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقام حدیبیہ کئی دن تک ٹھہرنا پڑا تھا۔ اس لئے خیال آیا۔ کہ اب قافلہ کی بیتابی اور اضطراب کے ساتھ اہل حدیبیہ کے اضطراب کا موازنہ کرنا چاہیئے۔
اس موازنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم اور ابوبکر صدیق رضی کے صبر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سارے قافلہ کے یہی دو رہنما تھے۔ جن کی جبین پر شکن تک نہ آئی تھی۔
خدا خدا کر کے قافلہ بعد عصر چل پڑا۔ اور اس وادی سے بالکل خیریت سے گزر گیا۔
وادی کے ہر دو جانب بلند بلند پہاڑ ہیں۔ درمیان میں راستہ ہے۔ یہ علاقہ آباد و سرسبز معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہم کو آبادی کا ایک متنفس بھی راستہ میں نہیں ملا۔
ہم شب بھر چلتے رہے۔ اور قبل از صبح بُر دردیش پہونچ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درویش فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اِس لئے اِس نام کی وجہ دریافت کرنی پڑی۔ معلوم ہوا کہ ایک عجمی یہاں آکر ٹھہرا تھا۔ جو درویش کہلاتا تھا۔ اُسی نے روپیہ فراہم کرکے یہاں چاہ لگوایا تھا۔

یہ منزل خوب وسیع و کشادہ ہے۔ چاہ سنگی بنا ہوا ہے۔ وسیع و عمیق، پانی ٹھنڈا صاف ہے۔ تاہم دطر جیسا خوش مزہ نہیں۔

چودھویں دن　　　دوشنبہ

بئر الشیخ سے مدینہ منورہ کو

بعد ظہر بئر الشیخ سے روانہ ہوئے۔ آج ہر شخص کی عجیب حالت ہے۔ کیونکہ سب کو یقین ہے کہ علی الصباح مدینہ منورہ پہونچ جاوینگے۔ مناجات و نعتیہ اشعار کی آواز تمام جنگل میں گونج رہی تھی۔ رات بھی شبِ مہتاب تھی۔ اور خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ ہمارے ساتھ ایک سندھی غریب حاجی تھا۔ ہم بھی اُس سے اُس کی زبان کے اشعار گھنٹوں تک سنتے رہے۔ اِسی اثناء میں مجھے حاجی محمد جان قدسی ملک الشعراء دربار شاہجہانی کی یہ غزل یاد آگئی۔

مرحبا سید مکی مدنی العربی۔　　　دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم　　　اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی
شبِ معراج عروج تو ز افلاک گذشت　　　بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات　　　لطف فرما کہ ز حد می گذرد تشنہ لبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

جو لوگ شاعر ہیں۔ وہ خیال کر سکتے ہیں کہ ب اور بی نے قافیہ کو کیسا مشکل بنا دیا ہے۔ پھر بھی زبان کیسی صاف، مضمون کتنا سادہ ہے۔ میں نے انہی قوانی میں شعر کہنے چاہے۔ مگر جرأت نہ ہوئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پندرھواں دن۔ شنبہ۔ مدینۃ المنورہ۔

ہم کو پو پھٹنے کے بعد سے مدینہ منورہ کی آبادی کے آثار معلوم ہونے لگ گئے تھے۔ جوں جوں آگے بڑھتے گئے۔ یہ آثار زیادہ نمایاں ہوتے گئے حتیٰ کہ گنبد خضرا کا مینارہ نظر آیا۔ ہم سب اُترے۔ وضو تازہ کیا۔ ہم نے چاہا۔ کہ پاپیادہ مدینہ منورہ کو چلیں مگر مقدم نے منع کیا۔ کہ راہ خطرناک ہے۔ یہ پہلا دن تھا۔ کہ ہم نے یہ لفظ سنا تھوڑی دور چل کر قافلہ ٹھہر گیا۔ ہم نے نماز صبح ادا کی پھر قافلہ چلا۔ اور یکبارگی فائر کی آواز سنائی دی۔ پھر فائر ہوا میں اور مرزا محمد اکبر خان پیدل چل رہے تھے۔ آگے بڑھے تو ہم نے کہا۔ کہ اونٹوں کے سایہ میں رہیں۔

مقدم نے فوراً اپنے مسلح شتربانوں کو قافلہ کے ہر دو جانب چالیس چالیس قدم پر کھڑا کر دیا۔ قافلہ ٹھہر گیا۔ ہم آگے بڑھے۔ تو جا کر دیکھا۔ کہ اونٹ گولی سے مر گیا ہے۔ ایک اونٹ جان توڑ رہا ہے۔ ایک حاجی کے پاؤں میں بھی گولی لگی ہے۔ ہمارے بدّوں نے بھی اوپر کو نالیوں کا منہ کر کے گولیاں چلائیں۔ طلوع آفتاب تک ٹھہرے رہے۔ پھر قافلہ چلا۔ میں بھی سوار ہو گیا۔ مقدم نے کہا کہ ابھی آبادی مدینہ تین میل ہے۔ ایک میل تک میں سوار رہا۔ پھر اُترا۔ میرے ساتھ اور لوگ بھی اُتر پڑے۔ پندرہ میں کا مجمع ہو گیا۔ ہم مسجد عُروہ بن زبیر سے ہوتے ہوئے ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہاں سے مدینہ منورہ شروع ہو گیا۔

الحمد للہ حمداً کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً و اصیلا

سفر پر عام رائے

یہ واقعات جو ہمارے ساتھ پیش آئے۔ فائر کی راہ جانے والوں کو پیش نہیں آئے۔ البتہ وہ ہم سے دو روز پہلے بھی پہونچے۔

ہز میجسٹی کا حکم بھی یہی تھا۔ کہ فائر کے راستہ سے قافلہ جائے۔ لیکن مقدم کی غلطی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا شبہ تھی کہ اُس نے یہ راستہ اختیار کیا تھا۔

عام طور پر تمام سفر خوب خرمے سے پورا ہوا۔ باوجود سخت گرمی کے عام صحت بہت اچھی تھی۔ گوشت، چاول، قند، لکڑی، پانی ہر کیمپ میں ملتا تھا۔

جو لوگ چاہ سے خود پانی نکالنے والے تھے۔ اُن کو اجازت تھی۔ کہ وہ خود پانی لے لیں بدوی شتربانوں کا حجاج کے ساتھ سلوک اچھا تھا۔

ہمارے قافلہ میں قریباً بارہ سو اونٹ تھے۔ ہر ایک اونٹ پر دو حاجی۔ قریباً ایک سو حاجی پیادہ چلنے والے بھی تھے۔ کسی کا نقصان مال نہیں ہوا۔ نقصان جان کا تو کیا ذکر۔

پڑاؤ میں پہرہ کا انتظام

جب کسی منزل پر قافلہ پہونچتا۔ تو فوراً اُس گاؤں کے لوگ مسلح ہو کر آجاتے ہیں۔ آدھی رات ہو یا پچھلی رات۔ وہ قافلہ کے اُترنے سے پیشتر۔ قافلہ کے چہار جانب پہرہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور کسی غیر شخص کو اندر آنے نہیں دیتے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بزّہ بزّہ کہا کرتے ہیں۔ جو بزّرہ کا مخفف ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم نیک نیتی سے آنے والے ہیں سب پہرہ کو جب روانہ ہونے لگتے ہیں۔ تو اِن کو بنام چوکیداری کچھ دیا جاتا ہے۔ ۶ ر سے کم اور دس آنے سے زیادہ کسی منزل پر نہیں دیا گیا۔ یہ انتظام بہت اچھا ہے۔

نماز ظہر پڑھ کر روانہ ہوتے ہیں۔ نماز عصر ضعیف لوگ یا اونٹ پر پڑھتے ہیں۔ یا ظہر کے ساتھ جمع کرتے۔ قوت والے اُترتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ قافلہ نہیں تھمتا۔ یہ دوڑ کر اپنے اونٹ کو جا لیتے ہیں۔ نماز مغرب کے وقت دس منٹ کے لئے قافلہ تھم جاتا اور پھر منزل پر جا کر ٹھہر گئے۔ نماز عشاء کا بھی یہی حال ہے۔ کہ یا مغرب کے ساتھ یا اونٹ پر بہت کم لوگ رات کو اتر کر پڑھتے ہیں۔ نماز صبح کے وقت عموماً منزل آجاتی ہے۔

شقدف اچھی آرام کی چیز ہے۔ بشرطیکہ خوب مضبوط بندھی ہو۔ اور وزن یکساں ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو آدمی اس میں آرام سے رانگو سو بھی جاتے ہیں۔ اور دن میں بھی دھوپ سے آرام رہتا ہے۔
جو لوگ بدویوں کے ساتھ فیاضانہ اور برادرانہ سلوک کرتے ہیں وہ بہت
آرام سے رہتے ہیں۔ مگر بدخلق۔ اور تنگ دل لوگ کچھ تکلیف اٹھاتے ہیں۔
زبان سے ناواقفی ہندی حاجیوں کی (۵۰) فیصدی تکالیف کی ذمہ دار ہوتی ہے۔
عورتوں کے لئے یہ سفر بیشک کٹھن ہے۔ بہت صاحب ہمت ہیں۔ وہ
بی بیاں جو اس سفر کو کشادہ پیشانی سے طے کرتی ہیں۔

باب

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بفضلہ تعالیٰ ہم عشرہ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ (یوم الثلاثاء) کی صبح کو شہرپناہ مدینہ منورہ کے قریب
پہنچ گئے۔ نمازِ صبح بوقت اسفار باہر ہی ادا ہوئی۔ سورج کی شعاعیں تیز ہونے والی تھیں
کہ قافلہ آگے کو بڑھا۔ دیکھا کہ تمام زمین پر کوہ آتش فشاں کا مادہ پڑا ہوا ہے۔ جلے ہوئے
پتھروں۔ غاروں اور ٹیلوں سے روئے زمین چیچک خوردہ نظر آتا ہے۔ مجھے وہ حدیث
یاد آئی۔ جو ظہور نارِ حجاز کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی تھی۔ یہ حدیث
نارِ حجاز اور اس کی پیشگوئی۔ صحیحین میں موجود ہے۔ لاتقوم الساعۃ حتیٰ
تظھر نار الحجاز (للبخاری)، تخرج نار من الحجاز تضئ اعناق
الابل ببصری۔ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک حجاز میں ایک آگ ظاہر نہ ہو۔
(بخاری کے الفاظ کا ترجمہ) حجاز میں ایسی آگ نکلیگی۔ کہ بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر
آنے لگیں گی۔

پیشگوئی نار حجاز

اس پیشگوئی کے مطابق ۶۵۴ھ میں اس آگ کا نمود ہوا۔ یکم جمادی الثانی تھی۔ کہ مدینہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بس زلزلہ محسوس ہوا۔

۲ - جمادالثانی زلزلہ کی رفتار زیادہ تیز محسوس ہوئی۔

۳ - جمادالثانی کو زلزلہ کی شدۃ بڑھ گئی۔

۴ - جمادالثانی زلزلہ کی شدت برابر رہی۔ ایسی ایسی کڑکی آوازیں آنے لگیں۔ گویا رعد فلک زور سے گرج رہا ہے۔

۵ - جمادالثانی (یوم جمعہ) آگ پھٹ پڑی۔ دھوئیں نے زمین وآسمان اور افق کو چھپادیا۔ پھر تو آگ سے شعلے بلند ہونے اور پتھروں کو کھانے لگے جس پہاڑی پر آگ پہونچی، وہی پگھل کر نہرا حمر بن گئی۔

آگ اسی طرح شہر کے قریب پہنچ گئی۔ لیکن حیرت پر حیرت یہ تھی۔ کہ مدینہ میں اب بھی نسیم کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے آتے تھے۔

شب جمعہ کو سب مرد وزن نو دکہن مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں جمع ہوئے۔ اور نہایت تضرع وزاری سے ساری رات دعا مانگتے رہے۔ صبح کو دیکھا کہ آگ کا رُخ شہر کی طرف سے بدل گیا ہے۔ اور اُس کی رفتار شمال کو پلٹ گئی ہے۔

یہ آگ تین ماہ تک رہی۔ اور اس عرصہ میں اس کے عجائبات تجربہ نظر آئے۔ اکثر مصنفین نے لکھا ہے کہ آگ کے اندر ایک شہر کی سی شکل نظر آیا کرتی تھی۔ جس کے گرد دیوار شہر پناہ و برج صاف نمایاں ہوتے تھے۔ اِس کی ایک خصوصیت یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ پتھروں کو کھاتی، پگھلاتی۔ آتشین نہر دریا خاکستر بناتی تھی۔ مگر نباتات و اشجار پر اُس کا کچھ اثر نہ تھا۔

الفاظ صحیح بخاری کی تطبیق میں شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصریٰ کی شہادت موجود ہے۔ کہ جس روز اِن آگ کا ظہور ہوا۔ اُس شب بصریٰ کے بدوؤں نے اپنے اپنے اونٹوں کو آگ کی روشنی میں دیکھا۔ اور شناخت کیا تھا۔

مجھے اِس حدیث پاک کے یاد آنے سے نہایت مسرت ہوئی۔

اوّل اِس لئے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی تھی۔ جو بالفاظہا پوری ہوئی آگ سے مراد آگ ہی ثابت ہوئی۔ اور بُصریٰ سے مراد خود بُصریٰ ہی، اور اونٹوں کی گردنوں سے مراد۔ اونٹوں کی گردنیں ہی ہیں۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر پیشین گوئیاں بھی جو ہنوز ظہور پذیر نہیں ہوئی ہیں۔ وہ بھی اپنے الفاظ ہی میں پوری ہونگی۔ اگر پیشین گوئی کا تعلق الفاظ سے نہ رکھا جائے اور اس کے مفہوم کو لغت کی پناہ سے نکل لیا جائے۔ تو ہر ایک مدعی و کاذب بھی جغادری دجّال کی طرح اپنی اول جلول باتوں کا نام پیشین گوئی۔ اور اخبار عن الغیب رکھ سکتا ہے۔ اور من مانی تاویل کرکے اُس کے پوری یا صحیح ہونے کی بابت جھگڑ سکتا ہے۔

دوم اِس لئے کہ اِس سے صحیحین اور کتب حدیث کی وقعت بھی واضح ہوئی۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کی وفات سنہ ۲۵۶ھ میں ہوئی وہ حدیث بالا کو کتاب میں اپنی وفات سے برسوں پہلے درج کر چکے تھے۔ آگ کا ظہور اُس سے پوری چار صدیوں کے بعد ہوا۔ اور ٹھیک اُسی طرح ہوا۔

سوم اِس لئے کہ اِس سے مدینہ منورہ کی زمین کا احترام بھی ثابت ہوا کہ سرحد حرم پر آکر اِس سنگ خوارہ آتش کے قدم خود بخود رک گئے۔ حالانکہ حرم کے اندر بھی پہاڑ تھے۔ اور اُن کا سلسلہ اُن پہاڑوں سے ملا ہوا تھا۔ جو اِس آگ کے سامنے ایسے پگھل گئے تھے۔ جیسے نمک پانی میں گھل مل جاتا ہے۔

قافلہ آگے بڑھا۔ تو کچھ بندوقوں کے فائر ہوئے۔ میں اور چند احباب نماز صبح کے بعد پیدل چل رہے تھے۔ اور رب اللعالمین کے احسانات کے شکر گزار تھے۔ کہ حرم نبوی میں داخل ہونے کی عزت نصیب ہوئی۔ ہم آگے بڑھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ گولیوں سے ایک اونٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زخمی۔ ایک ہلاک اور دو آدمی زخمی ہو گئے ہیں۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ بنو مسروح کا کام ہے جو حکومت ہاشمیہ کے تحت فرمان نہیں۔

قافلہ آگے بڑھا۔ تو حمیدیہ ریلوے کا سٹیشن آیا۔ سٹیشن کی عمارت خوش نما۔ اور عالیشان ہے۔ اور سلطان عبدالحمید خان غازی غفر اللہ لہٗ کی اسلامی مساعی کو یاد دلاتی ہے۔ دمشق سے مدینہ پاک تک تیرہ سو کیلو میٹر کی ریلوے جو پہاڑوں کے سروں اور غاروں کے دہانوں اور وادیوں کے بطون سے گذرتی۔ دریاؤں اور پہاڑوں پر سے ہوتی ہوئی حجاز کو شام سے جا ملاتی ہے۔ بلحاظ صنعت دنیا کی عجوبہ تر ریلیوں میں سے تھی۔ اِس ریلوے کی تعمیر میں وہ تمام مشکلات موجود تھیں جو تعمیر ریلوے کے متعلق انجنیرنگ میں پیش آسکتی ہیں۔ لیکن عزم شاہانہ اور ہمت مردانہ۔ حمیت اسلامی اور استقلال سلطانی نے تمام مشکلات کو آسان کر دیا۔ اور ریلوے جاری ہو گئی۔ ریلوے کی تعمیر اسلامی چندہ سے ہوئی تھی۔ میرے زاد بوم "منصور پور" جیسی چھوٹی آبادی نے بھی ایک ہزار کے قریب چندہ دیا تھا۔

اب ریلوے سٹیشن پر ٹوٹی ہوئی گاڑیاں۔ اور چھکڑے کھڑے تھے۔ جب سے ملک پر حکومت ہاشمیہ کا قبضہ ہوا ہے۔ ریلوے آمد و رفت بند ہے۔

سٹیشن سے آگے بڑھے تو ریلوے کارخانہ نظر آیا۔ جس کے چاروں طرف ۸۔۹ فٹ کی مضبوط دیوار بنی ہوئی ہے۔ کارخانہ بڑا وسیع ہے۔

آگے بڑھے۔ تو ترکی حکومت کے والی (گورنر) کے رہنے کا محل نظر آیا۔ اب اس میں شریف "علی" امیر مدینہ کی رہائش ہے۔ یہ ہِز ہائی نس ملک الحجاز کے فرزند ہیں۔ ایام حج میں ان کا دیدار مکہ معظمہ میں ہوا تھا۔ اور وہ ابتک مکہ ہی میں مقیم تھے محل کی پیشانی پر "عرش الخلافت الہاشمیہ" لکھا ہوا دیکھا۔ یہ الفاظ مکروہ معلوم ہوئے۔ جہانتک معلوم ہے۔ ہِز ہائی نس ملک الحجاز نے ابتک اپنے لئے لفظ "خلیفہ" کا استعمال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پسند نہیں کیا۔ اور لفظ عرش کا استعمال بھی مکہ معظمہ میں اُن کی فرودگاہ پر نہیں کیا جاتا پھر ولی عہد صاحب کو اِس مباحثہ کی کیا ضرورت تھی۔

اِس محل کے قریب ہی ایک قہوہ خانہ ہے۔ ہم وہاں ٹھہر گئے۔ تاکہ قافلہ آملے اور ہم چائے سے فارغ ہولیں۔ خادم آیا۔ اور ہر ایک شخص ہندی کو "بی بی" کہہ کر خطاب کرتا تھا۔ میں نے اُسے بتایا کہ ہماری زبان میں یہ لفظ عورت کے لئے بولا جاتا ہے۔ لیکن خادم نے اپنی غلطی تسلیم نہ کی۔ کچھ فوجی افسر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اِس میں دلچسپی لی۔ اور اِس غلطی کے معلوم کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

ہم آگے بڑھے۔ تو منڈی کا چوڑا بازار آیا۔ یہ حمیدیہ ریلوے کے کھلنے پر تعمیر ہوئی تھی۔ بازار قریباً سو فٹ چوڑا تھا۔ میونسپلٹی کا دفتر۔ چونگی خانہ بھی اسی بازار میں تھا۔ منڈی کے دروازے سے نکل کر ہم شہر کی شہر پناہ پر پہونچ گئے۔ کچھ عرصہ تک دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ آخر قافلہ باب مجیدیہ کے محاذی جا ٹھہرا۔ اِس طرف شہر پناہ سے باہر ایک بڑا محلہ (ریض) آباد ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارات کا سلسلہ کوہ اُحد کی جانب دُور تک چلا گیا ہے۔ ہم نے شیخ عمر حماد امام و خطیب مسجد نبوی کا مکان پسند کیا۔ یہ وسیع مکان تھا۔ مختلف کمروں میں قریباً پچاس کس ٹھہر گئے۔

"شہر پناہ مدینہ منوّرہ"

مدینہ کے گرداگرد پہلے کوئی شہر پناہ نہ تھی۔ جنگ احزاب کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت مدینہ کے لئے خندق (جو لفظ کندہ کا معرّب ہے) کھدوائی تھی۔ ۱۰۔۱۰ آدمی نے ۴۰۔۴۰ گز خندق تیار کی تھی۔ اسی خندق کی اوٹ میں رہکر حملہ آور کفار کی مدافعت کی گئی تھی۔

اوّل اوّل عضد الدولہ بن بویہ نے (تقریباً ۳۶۰ھ میں) مدینہ کے گرداگرد کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیار کرایا تھا۔ کوہ سلع اس کوٹ کے اندر لے لیا گیا تھا۔ دو صدیوں کے بعد یہ کوٹ گر گیا۔ صاحب قاموس مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے آثار کا ذکر کیا ہے پھر جمال الدین محمد بن ابی المنصور اصفہانی وزیر زنگی نے پکا کوٹ تیار کرایا۔ اس نیک مرد کا لقب الجواد تھا۔ اس کی قبر مسجد نبوی سے قریب تر ہے۔ اس کا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے۔ پھر نورالدین محمود بن زنگی نے ۵۵۸ھ میں یہ کوٹ بنوایا جو اب موجود ہے باب البقیع کی پیشانی پر اب تک کتبہ کا پتھر لگا ہوا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

ھذا ما امر بعمله العبد الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمود بن زنگی بن اقسنقر غفر اللہ له سنه ثمان وخمسین وخمسمائه

قائتبائی خان سلطان مصر نے اسی کوٹ کی مرمت کرائی تھی۔ اس لئے بعض لوگ اسے قائتبائی کی عمارت سمجھتے ہیں۔ مگر کتبہ مذکورہ سے اصلیت ہویدا ہو گئی۔

باب مجیدیہ جس کے باہر ہم اُترے اسی کوٹ میں سلطان عبدالمجید خان کے حکم سے ۱۲۶۷ھ میں نکالا گیا۔

شہر مدینہ

اس شہر کی آبادی جنگ عظیم (۱۴ تا ۱۹۱۹ء) کے آغاز سے پیشتر قریباً ایک لاکھ نفوس کی تھی۔ لیکن اب زیادہ سے زیادہ پچیس ہزار کی آبادی رہ گئی ہے۔ محلوں کے محلے خالی اور بے آباد پڑے ہیں۔ اور یہ حالت زیادہ تر شہر پناہ سے باہر کی آبادی کی ہے۔ یہاں کے مکانات پختہ اور عالیشان دار ہیں۔ اگرچہ مکہ معظمہ کے مکانات سے کم۔ قدیم مدینہ کے کوچے تنگ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے یہ ترکیب نکالی گئی تھی۔ اندر سے مکانات کھلے کھلے ہیں۔

قدیم باشندے اپنے چہروں کی ساخت اور رنگت کے لحاظ سے دو قسم پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منقسم کئے جا سکتے ہیں۔ الف۔ شرفائے عرب (ب) بدوانی۔ شرفائے عرب اور اُن کے بچے خوبصورت سرخ و سفید رنگ کے ہیں۔ بچوں کو دیکھ کر گمان ہوتا ہے۔ کہ کاشمیری ہیں۔ ایک نوجوان حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان کا ملا جن کا نمیر اُس سے خجل تھا۔

طرز معاشرت۔ امیرانہ ہے۔ گھروں کو خوب صاف رکھتے اور نشست گاہ کو خوب آراستہ کرتے ہیں۔ کمروں میں قالین کا فرش۔ دیوار کے ساتھ ساتھ چاروں طرف نرم نرم گدے چار پانچ فٹ چوڑے۔ اُن پر صاف سفید چادروں کا فرش۔ اُن پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے دو۔ دو تکیئے (ایک مربع۔ ایک گول) رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ چائے کے بہت عادی ہیں۔ سیگرٹ کا بھی رواج عام ہے۔ عربی زبان میں صحت کے ساتھ تکلم کرتے ہیں۔ ان کی زبان میں قواعد نحویہ کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ اور اس بارہ میں یہ لوگ اہلِ مکہ سے بڑھے ہوئے ہیں۔

جنگ کا اثر مدینہ منورہ پر بہت زیادہ پڑا۔ ترکی فوج کے ہٹ جانے کے بعد بدویوں نے دو تین روز تک خالی گھروں کو لوٹا۔ اس لئے لوگ سابقہ اندوختہ اور اثاث البیت سے محروم ہو گئے۔

باشندے عموماً خوش اخلاق منکسر المزاج ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء بکثرت ملتی ہیں۔ کھجور کی بہت کثرت ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ یہاں ۱۲۲ قسم کی کھجوریں ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور عنبری ہے۔ جو انگوٹھے کے برابر لمبی۔ اور چھوٹے کیلے کے برابر موٹی ہوتی ہے۔

دوسری عجوہ ہے۔ اس کا ذکر احادیث پاک میں بکثرت آتا ہے۔ صحیحین میں ہے من یصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ ذالک الیوم سم ولا سحر۔ [1]

---

[1] جو کوئی صبح ہی عجوہ کے سات دانے کھالیگا۔ اُسے اُس روز زہر یا سحر کا ضرر نہ ہوگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صحیح مسلم میں ہے۔ ان عجوۃ العالیہ شفاء و انہا تریاق اول البکرۃ۔ [۱]
یہ کھجور سیاہ رنگ لئے ہوتی ہے۔ بازار میں اس کا نرخ گراں تھا۔ منشی غلام حیدر خان صاحب
بہاولپوری مہاجر [۲] نے بتلایا تھا۔ کہ اصلی عجوہ یہ بھی نہیں (جو ان دنوں بازار میں عجوہ کے نام سے
بک رہی تھی) انہوں نے بتلایا تھا۔ کہ نخل عجوہ بہت دیر میں پھل لاتا ہے۔ اس لئے
لوگوں نے اس کی کاشت کم کر دی ہے۔ خیر۔ جو کھجور بازار میں عجوہ کے نام سے فروخت
ہو رہی تھی۔ وہ شکل و صورت میں اس صفت سے ما ثر تھی جو عجوہ کی کتابوں میں تحریر ہے۔
اس کا ذائقہ اور کھجوروں سے علیحدہ ہی ہے۔

تیسری برنی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے خیر تمرکم
البرنی یخرج الداء ولا داء فیہ [۳] اس روایت کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور
بتلایا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد وفد عبد القیس کے خطاب میں
فرمایا تھا۔ [۴]

برنی بازار میں بہت ملتی ہے۔ بہت کھائی جاتی ہے۔ شیریں و تازہ ملوئے
بے دود ہے۔

شہر کی تاریخی حالت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی سے پیشتر اس آبادی کا نام یثرب تھا۔ یثرب
اس شخص کا نام ہے۔ جو پہلے پہل یہاں آباد ہوا تھا۔ یہ شخص سیدنا نوح علیہ السلام کو چھٹی

---

[۱] بالائے مدینہ کی عجوہ شفا ہے۔ ناشتہ کے وقت اس کا کھانا تریاق ہے۔
[۲] منشی غلام حیدر خان مرد صالح ہیں۔ تحصیلداری چھوڑ کر مدینہ جا ٹھہرے ہیں۔ یہاں کپڑے کی دوکان
کھول رکھی ہے۔ باب السلام سے نکل کر اگر سیدھے چلے جائیں۔ تو چوک سے خاتمہ پر ان کی دوکان
بائیں ہاتھ پر ہے۔ زندہ دل نکتہ سنج شخص ہیں۔
[۳] برنی تمہاری کھجوروں میں بہتر ہے۔ وہ مرض کو دور کر دیتی ہے۔ اور اس میں کوئی نقصان نہیں۔
[۴] اس وفد کا حال رحمۃ للعالمین جلد اول میں مذکور ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واسطے سے بالمقابل ہے۔ اُس وقت آبادی کا زیادہ حصّہ اُحد کی جانب تھا جسے آج شامی کہا جاتا ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آیت۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا جب اِن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب والو۔ تم سے یہاں نہ ٹھہرا جائے گا۔ تم لوٹ جاؤ (احزاب ع ۲)

میں انہی لوگوں کا خصوصیت سے ذکر ہے۔ جو اِس طرف آباد تھے۔ کیونکہ جنگ احزاب کا زور اِس طرف زیادہ تھا۔

احادیث میں اسم یثرب کا اطلاق کل آبادی پر کیا گیا ہے۔ صحیحین میں ہے۔

اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ لَهٗ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔ یعنی مجھے اُس آبادی میں جانے کا حکم ملا ہے جو آبادیوں کو کھا جائیگی۔ مخالف اُسے یثرب کہتے ہیں اور وہ یہی مدینہ ہے۔ لوگوں کو ایسا پاک صاف بنا دیتا ہے جیسی لوہار کی بھٹی لوہے کی میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ تاکل القریٰ کے معنی آئمہ حدیث کے نزدیک یہ ہیں۔ کہ مدینہ جملہ فتوحاتِ اسلامی کا مرکز ہوگا۔ اُس کی فضیلت سب شہروں سے بڑھ جائیگی۔

عہد اوائل میں یثرب کی بسائی ہوئی بستی کو زیادہ تر شہرت اور وسعت اُس وقت ہوئی جب عمالقہ کے بعد یہودیوں کے چند خاندان یہاں نبی آخر الزمان کی ولادت کی انتظار میں آ بسے۔ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے مابعد انبیاء کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الہجرت کی بہت سی علامات اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو بتلائی تھیں۔ توراۃ میں قاضیوں کی کتاب ۱/۲ دیکھو کہ مدینہ کو کھجوروں کا شہر بتایا گیا ہے۔ اب اِس کے ساتھ حافظ الکبیر المحدث الشہیر ابی نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (مات ۲۰ محرم سنہ ۴۳۰ھ) کی کتاب دلائل النبوۃ جز ۱ صفحہ ۶۵ پر سلمان پارسی رضی اللہ عنہ کے مدینہ اور اسلام تک فائز ہونے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روایت کوڑھو سلمان پارسی رضی اللہ عنہ کو عموریہ کے بشپ نے مدینہ پہونچکر نبی موعود کا انتظار
کرنے کی وصیت کی تھی۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:۔

قد اظلک زمان نبی ھو مبعوث   ایک نبی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ وہ ملت
بدین ابراھیم خلیل یخرج   ابراہیمی پر مبعوث ہوگا۔ ملک عرب میں
بارض العرب مھاجرہ الی ارض   ظہور ہوگا۔ وہ اُس شہر میں ہجرت کرکے آئیگا
بین حرتین بینھما نخل الخ جس کے دو پہاڑ کالے رنگ کے ہیں اور وہ
کھجوروں والا شہر ہے۔

یسعیاہ نبی نے (جو حضرت مسیح سے ۷۰۰ سال قبل مبعوث ہوئے تھے) مدینہ کا نام اُس
مشہور پہاڑ سلع کے نام سے ظاہر کیا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ کتب الہیہ میں اکثر آبادیوں کے نام پہاڑوں کے پتہ سے
بتلائے گئے ہیں۔ کیونکہ آبادیاں۔ اور اُن کے نام و مقام اکثر ادلتے بدلتے رہتے ہیں
برخلاف پہاڑوں کے۔ جو آثار ارضی میں سب سے مستحکم و غیر مبدل شے ہیں۔ حضرت
یسعیاہ کی کتاب میں ہے۔

بیابان اور اُس کی بستیاں۔ قیدار کے آباد دیہات۔ اپنی آواز بلند کرینگے
سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے پکارینگے۔

۴۲
۱۱

مندرجہ بالا پیشگوئی کا مطلب سمجھنے کے لئے امور ذیل یاد رکھنے چاہئیں۔

الف بیابان۔ لفظ عرب کا ترجمہ ہے۔ ہوشیار تحریف کرنے والوں نے اسم معرفہ کا بھی
اُس کے لفظی ترجمہ سے کر دیا۔ تاکہ پیشگوئی بالکل صاف نہ ہو جائے۔ لیکن
حفاظت الہیہ کو دیکھو۔ کہ اب بھی قیدار و سلع دو نام باقی رہ گئے ہیں۔

ب   قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فرزند اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ کا نام ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ج سلع اُس پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں مدینہ آباد ہے۔

(۱) صحیح بخاری کی حدیث احوال المخلفین میں ہے۔ کہ کعب بن مالک انصاری کا گھر مدینہ میں سلع کے پاس تھا۔

(۲) طبری نے غزوہ خندق کے بیان میں تحریر کیا ہے۔ کہ اسلامی لشکر کے سامنے خندق اور پشت پر سلع تھا۔

(۳) کعب بن مالک کا شعر ہے۔

الا ابلغ قریشاً ان سلعاً ۔ وما بین العریض الی العماد

(۴) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

ارقت لتوماض البروق اللوامع ۔ ونحن نشاوی بین سلع وفارع [۱]

(۵) ایک اور شاعر کا شعر ہے۔

سقیا لسلع ولساحات ۔ والعیش فی اکناف بطحان [۲]

امسیت من شوقی لی اهلها ۔ ادفع احزانا باحزان

(۶) ابراہیم بن موسی الزبیری کا شعر ہے۔

لیت شعری هل للعقیق فسلع ۔ فقصور الجماء فالعرصتان

ان یہودیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اپنی رحمت میں داخل فرمایا۔ عبداللہ بن سلام۔ یوسف بن عبداللہ۔ رفاعہ بن سموال۔ کعب بن سلیم۔ سعد بن عبید۔ اوس بن سمعان۔ اسید بن عبید۔ اسید بن حیہ۔ ثعلبہ بن سعیہ۔ سموال بن یزید۔ وہ بزرگ صحابہ ہیں۔ جو یہودان مدینہ میں سے شرف باسلام ہوئے تھے۔

---

[۱] فارع بھی قریہ کا نام ہے۔

[۲] بطحان بھی قریہ کا نام ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہودیوں سے پیچھے قبائل اوس و خزرج[1] بھی سیل عرم[2] کے بعد مدینہ ہی میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔

یہودی تجارت پیشہ تھے۔ اور اوس و خزرج کاشتکار۔ تجارت اور زراعت والوں کی واحد بستی عرب بھر میں جلد مشہور ہوگئی۔ اہل مکہ نے شام کے لئے یثرب ہی کے رستہ کو پسند کرلیا۔ اور اس طرح یثرب کا نام اپنی نمود کے ساتھ عرب میں نامی ہوگیا۔

مدینۃ النبی کا محل وقوع

۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ (شرقاً) طول۔ اور ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ (شمالاً) واقع ہے۔ سطح سمندر سے ۶۱۹ میٹر / ۲۰۳۰ فٹ بلند ہے۔

---

[1] انصار مدینہ کے جملہ شعوب اوس یا خزرج میں شامل ہوجاتے ہیں۔ پھر اوس و خزرج بھی بطن واحد میں جمع ہوجاتے ہیں۔ یہ سب یمن کے باشندے تھے۔ ملک یمن کا نام کتب الہیہ میں ملک سبا ہی ہے۔ سبا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے تھے۔ یہ بنو قطورہ ہیں۔ قطورہ خاتون حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ تھیں جن کا نکاح بعد از وفات ہاجرہ و سارہ علیہا السلام ہوا تھا۔ قبائل یمن عام طور پر بنو قحطان کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قبائل حجاز بنو عدنان ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سبا نبیرۂ خلیل علیہ السلام تو سبا الاصغر ہیں۔ اور بنو عدنان سبا الاکبر کی اولاد ہیں۔ جو سام بن نوح علیہ السلام کا فرزند تھا۔ قبائل اوس و خزرج پر باقتضائے مقام یہی مختصر نوٹ کافی ہے ۱۲

[2] سیل عرم کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ علامہ ہمدانی کی سابقہ تحقیقات اور مستشرقین کی تحقیقات حال سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر مارب کی جانب مشرق وادی مسمی منارب میں گرد و نواح کے پہاڑوں کا برساتی پانی جمع ہوکر پھیل جایا کرتا تھا۔ شعم ملک سبا نے قریباً ..۸ قبل مسیح دو پہاڑوں کے درمیانی فاصلہ میں یہ دیوار تعمیر کرائی۔ اس کے نام کا کتبہ دیوار پر مل گیا ہے۔ دیوار کے دونوں سرے بلق الایمن۔ اور بلق الایسر کے نام سے مشہور تھے۔ اس دیوار کا طول ۸۰۰ گز۔ عرض ۱۵۰ گز تھا۔ یشعم کے بعد اس کے جانشین تکمیل کرتے رہے تھے۔ قریباً تین صدی بعد مسیح یہ بند ٹوٹ گیا تھا جس سے یمن کا تمام آباد ملک ویران ہوگیا۔
اوس و خزرج مدینہ میں۔ خزاعہ مکہ میں۔ ازد عمان دیمامہ میں۔ غسانی شام میں۔ لخم عراق میں جا آباد ہوئے تھے ۱۲

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

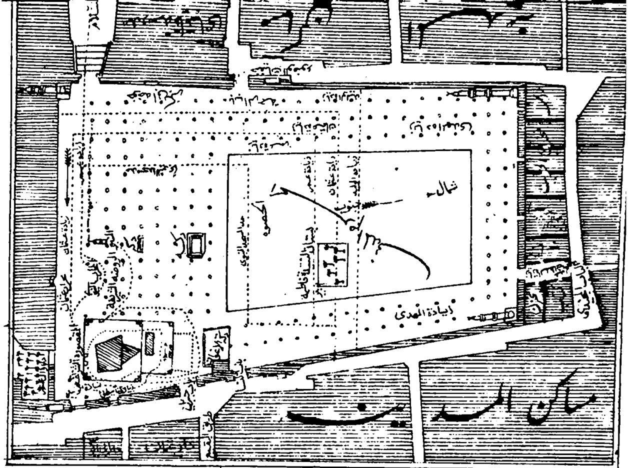

پلین مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور آبادی مدینہ

صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ کے درمیان

مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مکان میں قیام کرکے ہم نہائے۔ کپڑے بدلے۔ پاک صاف ہوکر مسجد نبوی کی جانب جانے کو تیار ہوئے۔

اُس وقت دل کی عجیب کیفیت تھی۔ شوق میں جان و تن بُل پرواز تھے۔ اور روضۂ نبوی کی زیارت کی تمنا میں روح کالبد عنصری سے پہلے پہنچ جانے کیلئے بیقرار تھی۔ دل و دیدہ میں رقابت سی معلوم ہوتی تھی۔ اور جان و تن میں نفسی نفسی کی حالت نمایاں تھی۔

ہم شہر پناہ کے باب مجیدی سے داخل ہوئے۔ تو سامنے مسجد نبوی تھی۔ یہ عمارت کسیقدر نشیب میں واقع ہے۔ اردگرد کی زمین بلند ہے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی سطح کو قائم رکھا گیا ہے۔ بلند کرسی کے دینے سے عمارت بلحاظ فن تعمیر بیشک زیادہ خوشنما ہوجاتی۔ مگر جو برکت اصلی سطح کی ہے۔ وہ ضرور مفقود ہوجاتی۔

ہم مسجد میں عجز و خشوع کے ساتھ داخل ہوئے۔ تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد روضۂ اطہر کی جانب گئے۔ اور روضۂ اقدس و انور کے سامنے با ادب تمام کھڑے ہوکر سلام عرض کیا۔ پھر حضور کے وُزراء صدق ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھا۔ اور پھر نماز ظہر میں شامل ہوگئے۔

اللہ اکبر۔ اُس فرحت و شادمانی کا بیان نہ قلم سے ہوسکتا ہے۔ نہ زبان سے جو اس نعمت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کے حصول سے ہمیں حاصل تھی۔

مسجد نبوی کی تاریخ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یکم ربیع الاول سنہ ۱۴ نبوۃ کو غار ابو ثور سے چل کر ۸ ربیع الاول کو قبا پہنچ گئے تھے۔ وہاں ۱۴ یوم قیام فرما کر یثرب مدینہ کو تشریف لائے تھے۔ سب قبا میں

ے ۱۴ یوم قیام کے بعد ۱۲ جمعہ دن دوشنبہ ہوسکتا ہے اور بخاری نے دوشنبہ کے دن کا ہی داخلہ مدینہ روایت کیا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سردارِ سلاحات سے مزین ہوکر پیادہ و سوار حضور کے ہمرکاب تھے۔ ہر ایک قبیلہ کے اشخاص اپنے اپنے محلّے کے سامنے کھڑے ہوکر حضور سے اپنے ہاں اُترنے کی درخواست کرتے اور ناقہ حضوری کی مہار کو تھام لیتے تھے۔ حضور فرماتے "اسے چھوڑ دو۔ ناقہ مامور ہے جہاں اسے حکم ہے۔ وہاں یہ خود ٹھہر جائیگی۔ آخر چلتے چلتے جب ناقہ ممبر نبوی کے مقام پر پہونچی۔ تو وہاں گھٹنے ٹیک دیئے۔ لیکن پھر اُٹھی۔ اور چند قدم شرق (جدھر حجرہ مبارک بنا) کی جانب گئی۔ پھر گردن پھرا پھرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر واپس ہوئی۔ اور ممبر نبوی کی جگہ آکر آرام سے بیٹھ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْشَاءَ اللہ پڑھا۔ اور پھر زمین پر قدم مبارک رکھتے ہوئے یہ دُعا پڑھی۔ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔

یہ جگہ اُس وقت مربد تھی یعنی کھجوروں کے خشک کرنے کا کھلیان" اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ تشریف آوری نبوی سے پیشتر یہاں نماز پڑھنے۔ پڑھانے لگ گئے تھے۔ اِس زمین کے مالک سہل سہیل دو یتیم لڑکے تھے۔ جو اسعد رضی اللہ عنہ کی حضانت میں تھے۔ اسعد نے سہل و سہیل کی اجازت سے یہ زمین مسجد کے لئے بطور ہدیہ پیش کردی۔ اور ابو بکر صدیق نے اُن کو دس دینار بطور عطیہ دیدیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سواری سے اُتر پڑے۔ تو ابو ایوبؓ انصاری رضی اللہ عنہ حضور کا سامان اپنے گھر لے گئے۔ اور اسعد رضی اللہ عنہ حضور کی ناقہ اپنے گھر لے گئے۔ ابو ایوبؓ کے گھر کا دروازہ بھی سب سے قریب تھا۔ اِس لئے حضور نے انہی کے گھر میں ٹھہرنے کی منظوری عطا فرمائی۔

ابو ایوبؓ کا گھر دو منزلہ تھا۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ حضور بالائی منزل میں قیام فرمائیں۔ لیکن حضور نے یہ فرما کر کہ لوگوں کی آمد و رفت سے تم کو تکلیف ہوگی خود منزل زیریں میں اقامت پسند کی۔ ابو ایوبؓ کا بیان ہے۔ کہ ایک روز پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانی بہ چلا۔ اب فکر ہوئی۔ کہ پانی گرے گا۔ تو حضور پر چھینٹیں پڑیں گی۔ جھٹ سے اٹھا کر پانی پر لحاف پھینک دیا۔ لحاف کی روئی نے پانی چوس لیا۔ رات کو میاں بیوی کے پاس اوڑھنے کو کوئی کپڑا نہ تھا۔ اگ تاپ تاپ کر رات کاٹی۔ اللہ اکبر۔ محبت کے کرشمے بھی عجیب عجیب ہیں!!!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ٹھہرتے ہی مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ کا کھیت جنت البقیع سے ورلا آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ پر تھا۔ اس کھیت کی مٹی سے اینٹیں تیار کی گئیں۔ ستر ہاتھ لمبی۔ ساٹھ ہاتھ چوڑی بنیاد بھر دی گئی۔ مربعے سے باہر کچھ خرابہ کچھ درخت وغیرہ تھے۔ وہ زمین بھی ہموار بنائی گئی۔ اور شامل مسجد کر دی گئی۔ بنیاد پتھروں سے بھری گئی۔ اور پھر ڈیڑھ اینٹ کے عرض کی دیواریں سات ہاتھ (قریباً ۱۰ فٹ بلند) اٹھائی گئیں کھجوروں کے ٹنڈ ستون تھے اور کھجوروں کی شاخوں سے چھت پاٹ دی گئی تھی۔ لوگوں نے عرض بھی کیا۔ کہ چھت کو زیادہ بلندی پر ڈالا جائے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرشِ[1] موسیٰ جیسا عرش ہی پسند فرمایا۔ ۱۷ ماہ تک بجانب شرق مسجد نماز پڑھتے رہے۔ پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا نصف رجب[2] کی نماز عصر پہلے پہل مسجد نبوی میں بجانب کعبہ پڑھی گئی۔

اِس مسجد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد بڑھایا۔ مثنیٰ شمال اور مغرب کی جانب سے ہوئی۔ کیونکہ مشرق میں حجراۃ امہات المومنین تھے۔ اِس مثنیٰ کے بعد۔ الخ طلل۔ ۔ ۔ الغرض مسجد کا رقبہ ہو گیا تھا۔ اِس مثنیٰ کے وقت ایک انصاری کا گھر بیچ میں آتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا۔ کہ اپنے گھر کی عوض جنت کا ایک محل لے لو۔ اُس نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رض چپکے سے اُٹھے اُس سے دس ہزار دینار میں مکان خرید لیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اُسی

---

[1] چھپر۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایوان جنت کے عوض میں فروخت کر دیا۔

اس بنیاد دوم کا پتھر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھا پھر ابوبکر صدیق رضؓ سے پھر عمر فاروق سے۔ پھر عثمان غنی سے ایک ایک پتھر رکھوایا۔ پھر حکم دیا۔ کہ ہر شخص ایک ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھے۔

عہد صدیقی میں مسجد نبوی کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔ لیکن ابوداؤد کی ایک حدیث سے صرف یہ پایا جاتا ہے۔ کہ بعض ستون بودے ہو گئے۔ وہ خلیفہ رسول کے حکم سے بدل دیئے گئے تھے۔

عمر فاروق کے عہد میں نمازی اتنے بڑھے کہ مسجد کا بڑھانا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ ۱۷ھ میں مسجد نبوی میں بیشی کی گئی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت نافعؓ حضرت عمر فاروق سے یہ قول روائت کیا ہے لولا انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ینبغی ان نزید فی مسجدنا مازدت یعنی اگر میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا۔ کہ ہمیں اپنی مسجد بڑھانا چاہیے تب میں ہرگز اس میں بیشی نہ کرتا۔ عہد فاروقی میں طول میں ۴۰ گز۔ عرض میں ۲۰ گز کا اضافہ کیا گیا۔ اضافہ کے وقت جن لوگوں کے گھر بیچ میں آ گئے تھے۔ اُن کو بڑی بڑی قیمت پر خرید ا گیا۔ ایک گھر جعفر طیار کا تھا۔ ایک لاکھ روپیہ اُس کی قیمت کا دیا گیا۔ ایک گھر عباس رضی اللہ عنہ کا تھا۔ وہ انہوں نے مسجد کو ہدیۃً دیدیا۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کو از سرِ نو تیار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ ربیع الاول سنہ ۲۹ھ کو عمارت شروع ہوئی۔ اور محرم سنہ ۳۰ھ میں مکمل ہو گئی۔ دس ماہ کے عرصہ میں ۱۶۰ گز طول ۱۵۰ گز عرض پر حجارہ منقوشہ کی دیواریں بلند کی گئیں ساج اور آہن و سنگ کی منقش چھت پتھر کے پھولدار ستونوں پر قائم کی گئی۔ یہ بیشی شمال و مغرب اور جنوب کی جانب (جو جانب قبلہ ہے) ہوئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنہ ۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک اُموی خلیفہ نے مسجد کو شرق و غرب و جنوب کی اطراف میں بڑھایا۔ سنگ مرمر کے ستون لگائے۔ چھتوں کو طلاء سے لیپ دیا۔

اِس تعمیر سے سب سے بڑا انقلاب یہ ہوا۔ کہ ابتک امہات المومنین کے حجراۃ اصلی قائم و موجود تھے۔ زیادت ولید میں ان حجراۃ کو بھی شامل مسجد کر دیا گیا تھا۔ سعید بن المسیب جو خیر التابعین میں اور دیگر بزرگان کبار اُس روز برابر روتے رہے۔ کہتے تھے۔ کاش سلطنت ان حجراۃ پاک کو اسی طرح رہنے دے۔ اور انکی محفوظ رکھنے کی تدابیر کرے تاکہ آیندہ آنے والی نسلیں دیکھا کریں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات نے دنیا میں کس زہد و صبر سے ایّام حیات پورے فرمائے۔

حجراۃ پاک کو شامل مسجد کرنے کی ضرورت یہ ہوئی۔ کہ ولید نے مرقد اطہر کی حفاظت کے لیے حجرہ ام المومنین عائشہ طیبہ سے باہر ایک سنگین احاطہ بنانا بہت ضروری سمجھا یہ احاطہ ابتک موجود ہے۔ اور مخمس نا شکل کا ہے۔ (اِس کی تفصیل آگے چل کر آئیگی)

سنہ ۱۶۰ھ میں مہدی عباسی خلیفہ بغداد نے مسجد کے صحن کو بڑھایا۔ اور صحن کے دونوں پہلوؤں (شرق اور غرب) پر رواق بنائے۔

مستعصم عباسی۔ ظاہر بیبرس۔ اشرف برسبائی۔ اور ظاہر برقوق اپنی اپنی عہد میں مندرجہ بالا عمارت کی مرمت کراتے رہے۔

سنہ ۸۸۶ھ میں عمارت ولید پر بجلی گری۔ اور تمام عمارت کو خاکستر بنا گئی۔ دیکھنے والوں کو قدرت ربانی کا عجیب کرشمہ نظر آیا۔ کہ یہ آگ جب فرزند خلیل حبیب ربّ جلیل کے قبۂ مبارکہ کے قریب پہنچی تو خود بخود بجھ گئی۔

اُس وقت سلطان مصر قائتبائی خان تھا۔ اُس نے مسجد کو از سرِ نو تیار کرایا۔ عمارت کی سقف چوبی تھی۔ لکڑی پر سونے کے پانی سے ایسے ایسے نقش و نگار و الوان نکالے گئے تھے۔ جو اُس عہد کی بہترین صنعت کا نمونہ۔ اور بعد کے آنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لئے مُحیّر العقول تھے۔

عمارت عبدالمجید خان

سلطان عبدالمجید خان اعلی اللہ مقامہ کے عہد میں مسجد کی چھت بالکل کمزور ہوگئی تھی۔ اور تبدیلی لازمی تھی۔ قرار پایا۔ کہ آئندہ لکڑی کا استعمال تمام عمارت میں نہ کیا جائے۔ اِس ضرورت سے ستونوں اور دیواروں کی تبدیلی بھی ناگزیر ہوئی۔ موجودہ عمارت وہی ہے جو سلطان عبدالمجید خان کے عہد میں تیار ہوئی۔ یہ عمارت پندرہ سال کے عرصہ میں ۱۲۷۷ھ کو مکمل ہوئی تھی۔ اُس وقت سلطان عبدالعزیز خان سریر آرائے سلطنت ہو چکے تھے۔ اِس لئے باب السلام کے کتبہ پر اُن کا نام بھی ثبت ہے۔

مسجد نبوی کی حالیہ عمارت کا ذکر

عمارت حالیہ

یہ عمارت یک منزلہ ہے۔ مستطیل شکل کی طول جنوب سے شمال کو۔ عرض شرق سے غرب کو محراب قبلہ دیوار جنوبی میں ہے۔ عمارت کے پانچ دروازے ہیں۔

غرب میں دو۔ باب السلام۔ باب الرحمت

شرق میں دو۔ باب جبرئیل۔ باب النساء

شمال میں ایک۔ باب مجیدی۔

باب السلام کو تسلط مروان سے لیکر اختتام حکومت بنو امیہ تک باب مروان کہتے رہے۔ مروان کا گھر اسی طرف تھا۔ پھر اصلی نام تازہ ہوگیا۔

باب الرحمت کو بنو امیہ کے عہد میں باب عاتکہ کہتے رہے۔ اِس طرف عاتکہ بنت یزید پلید کا محل تھا۔

باب جبرئیل کا نام باب النبی بھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ حجرۃ سے مسجد میں آنے کا یہی تھا۔

باب النساء کو ابتداء میں باب بنو نجار کہا کرتے تھے۔ بنو نجار کے گھر اسی طرف تھے

باب السلام سب دروازوں سے زیادہ شان دار ہے۔ اسی طرف بازار کلان ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفحہ ۲۱۶ و ۲۱۷ کے درمیان

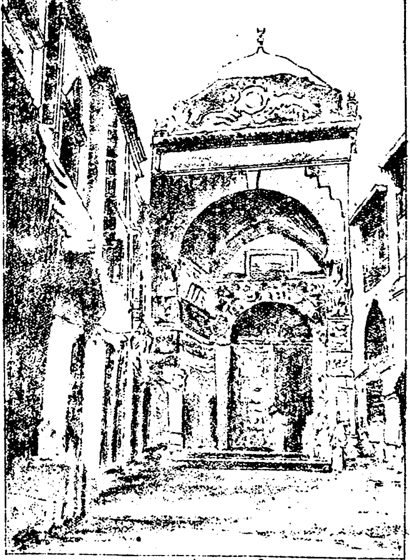

حرم مدنی کا باب السلام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے کے متصل دست راست پر مدرسہ مجیدیہ ہے۔ اور بائیں جانب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دار القضاء ہے۔ جہاں وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فصل قضایا کی خدمت کیا کرتے تھے۔ شہادت فاروق اعظم کے بعد یہ مکان فروخت کیا گیا۔ اور قیمت سے قرض ادا کیا گیا۔ تب سے اِسے دار القضاء الدین کہنے لگے۔ اب اِس میں کتب خانہ ہے۔

باب الرحمتہ کا نام اِس لئے باب الرحمتہ ہوا۔ کہ ایک اعرابی بروز جمعہ اس دروازے سے داخل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں تھے۔ اعرابی نے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔ یارسول اللہ ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع اللہ یغیثنا ۔ یعنی قحط کی وجہ سے مال مویشی مرگئے۔ لوگوں کے کاروبار بند ہوگئے۔ کوئی راہ نہیں چلتا۔ آپ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری فریاد سنے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اُس وقت آسمان پر بدلی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ہی میں دعا فرمائی۔ ہم نے دیکھا۔ کہ ایک سحابہ (بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا) اٹھا ۔ مینہ چھم چھم برسنے لگا۔ وہ اعرابی برستی بارش میں گھر کو واپس ہوا۔

باب جبرئیل کو باب جبرئیل اس لئے کہتے ہیں کہ غزوہ بنو قریظہ کے دن سیدنا جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار اسی دروازے کے سامنے آکر کھڑے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر کے چلے گئے تھے۔ ام المومنین ام سلمہ نے اُن کو دیکھا اور معمولی سوار سمجھا تھا۔ بعد میں حضور سے پتہ لگا۔ کہ وہ جبرئیل تھے۔

باب النساء کو باب النساء کہنے کی وجہ سنن ابوداؤد کی حدیث سے یہ پائی جاتی ہے۔ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اِس دروازہ کو عورتوں کی آمدورفت کے لئے خاص فرما دیا تھا۔

باب مجیدی کو باب مجیدی اِس لئے کہنے لگے۔ کہ شہنشاہ کا باب مجیدی تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی کے محاذی ہے۔ عہدِ ہمایوں نبوی میں اس طرف دروازہ نہ تھا۔

بابُ السلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی اصلی محراب جو دیوار کے اندر ہے۔ وہ قائتبائی خان کی عمارت کا بقیہ ہے چنانچہ اس محراب پر ملک الاشرف قائتبائی خان کا کتبہ موجود ہے۔ اس محراب سے آگے دوسری محراب اور تاج طاق عہدِ مجیدی کا ہے۔ اس کی پیشانی پر جو کتبہ ہے۔ وہ بہت بلند ہے۔ میں نے دوربین سے اس کے پڑھنے کی کوشش کی۔ قابلِ اطمینان طور پر نہیں پڑھا گیا۔ غلام محمد لبیب البتونی مصنف رحلت الحجازیہ نے لکھا ہے۔ کہ ایک دوست کے پاس اس کتبہ کا فوٹو تھا۔

یہ اشعار ہیں۔

مفتاح باب اللہ طٰہٰ المرتجی ۔۔۔ بحرُ المکارم ملجاءُ الطلاب

سلطاننا عبد العزیز لجا ۔۔۔ لیفوز بالآمال والآراب

غدا لسان مقاله متمثلا ۔۔۔ اذ کان خادم هذه الاعتاب

ان الوسائل للملوك بہا ۔۔۔ و وسیلتی للمصطفیٰ بہذا الباب

محراب کی دیواروں پر سنہری حروف میں مختلف آیات قرآنیہ اور سلطان عبد العزیز خان سے لیکر جملہ سلاطین آلِ عثمان کے نام تحریر ہیں۔ دروازہ کے دونوں پھاٹکوں پر تانبہ چڑھا ہوا ہے۔ اور منبت کا عجیب کام بنا ہوا۔ آدم قد بلندی پر۔ ایک پھاٹک پر اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اور پھاٹک چپ پر اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ حروف نحاسی میں تحریر ہے۔

بابُ الرحمۃ کی پیشانی پر آیت قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔ سنہری حروف میں لکھی ہوئی ہے۔ باب الرحمت کی مناسبت سے آیت رحمت کا انتخاب خوب کیا گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفحہ ۲۱۷ و ۲۱۸ کے درمیان

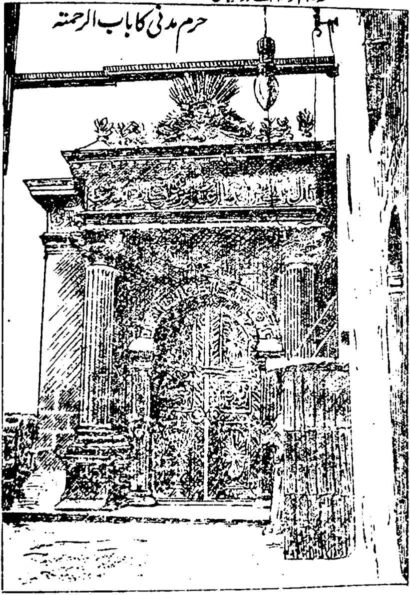

حرم مدنی کا باب الرحمۃ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باب النساء کی پیشانی پر ایسی ہی مناسبت سے آیت واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ۔ ان اللہ کان لطیفاً خبیراً تحریر ہے۔

یہاں تک ہم نے حرم کی بیرونی حالت کا ذکر کیا ہے۔ حرم کا طول ۱۱۶ میٹر ۳۸۱ فٹ اور عرض ۸۶ میٹر ۲۸۲ فٹ ہے۔ تمام مسجد کے لئے پتھر وادی عقیق سے لگایا گیا۔ جو مدینہ منورہ سے پانچ میل پر ہے۔ اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی المبارک فرمایا ہے۔ عمارت پر صرف مزدوری مزدوری میں چالیس لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔

اب ہم ناظرین کتاب کو اندرون حرم کا نظارہ دکھلاتے ہیں۔

ناظرین کتاب یہ تصور کرلیں۔ کہ ہم باب مجیدی سے اندر داخل ہونے کو ہیں۔ یہ دروازہ شمال رویہ ہے مسجد نبوی جس کی جانب قبلہ جنوب ہے، اُس کے سامنے ہوگی۔

داخلہ مسجد نبوی

باب مجیدی کے دونوں پھاٹکوں پر تانبے کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ اُن پر ایک نقش ونگار کا کام ہے۔ ان پر آیت جنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّھُمُ الْاَبْوَابُ کندہ ہے۔ پھاٹک کو جو قبضے لگے ہوئے ہیں وہ پیتل ہیں۔ اُن میں سے ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کے ڈھلے ہوئے حروف جڑے ہوئے ہیں۔ بیرونی پھاٹک سے داخل ہوتے ہی ایک کھلے کمرے میں پہنچ جاتے ہیں۔ جس کے چپ وراست کھلے کھلے کمرے ہیں۔ جن میں دو جداگانہ مدرسے جاری ہیں۔ سامنے مسجد نبوی ہے۔ اِس کمرہ سے داخل ہوکر صحن مسجد میں جا پہنچتے ہیں۔ تمام عمارت نہایت دلکشا ہے۔ صحن میں کھڑے ہوکر دیکھو۔ سامنے ۱۲ رواق (دلان) جانب راست ۴ رواق۔ جانب چپ ۴ رواق۔ جانب پشت (مجیدی دروازہ کے ساتھ لگتے) ۴ رواق بنے ہوئے ہیں۔ تمام عمارت سُرخ پتھر کی ہے۔ اُس پر ہلکا شربتی رنگ ہے۔ چھت ستونوں پر لداؤ کی ہے۔ چھوٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے خوشنما قبّے یا گنبد اُس لداؤ کے نمایاں ہیں۔ ستون عموماً ایک ہی پتھر کے ہیں۔ اور انسانی جثہ سے زیادہ جسیم ہیں۔ ہر ایک ستون کی جڑ کو سطح سے ڈیڑھ فٹ کی بلندی تک پیتل کے پتروں سے مزیّن کیا گیا ہے۔ جو صفائی کے بعد طلائے ناب کی طرح چمکتے ہیں۔ صحن میں کھڑے ہوئے دیکھو۔ کہ رواق ہا جنوبی یا بسمت قبلی کے دروازے دس دس ہیں۔ اور باقی ہر سہ اطراف کے دروازے سات سات ہیں۔ بسمت قبلی کی محرابیں عرض میں تنگ اور ہر سہ اطراف کی محرابیں اُن سے کشادہ ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ سامنے کی طرف مسجد نبوی کے ستون ٹھیک اُنہی ستونوں کے مقابل پر ہیں۔ جہاں جہاں عہد نبوی میں تھے۔

مسجد (سمت قبلی) کے وسطی دروازہ کے اوپر ایک کلغی سی بنی ہوئی ہے جو خوشنما تاج معلوم ہوتی ہے۔ اُس کے تحت میں بیضوی دائرہ کی سبز زمین پر طلائی حروف میں یہ حدیث پاک[1] لکھی ہے۔

صلوٰۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوٰۃ ماسواہ الا المسجد الحرام

بیرونی محرابوں کے ستونوں کے سروں پر بیضوی دائرے بنائے گئے ہیں۔ ہر ایک دائرہ کی زمین سبز اور کنارے سنہری ہیں۔ اور ہر ایک دائرہ کے اندر ایک ایک نام تحریر ہے۔ جو طلاء خالص سے لکھا گیا ہے۔ ہم اُس کی شکل تحت میں درج کرتے ہیں آپ خود کو صحن میں کھڑا ہوا سمجھیں۔ تو آپ ان اسماء کو بیرونی محرابوں کے ستونوں پر لکھا ہوا پڑھ رہے ہوں گے۔

[1] یہ الفاظ روایت صحیحین کے ہیں۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں اسقدر زیادہ ہے۔ فَاِنّی آخر الانبیاء و اِنَّ مسجدی آخر المساجد۔ آخر المساجد میں الف لام معہود ہے۔ اور المساجد کے معنی مساجد الانبیاء ہیں۔ حدیث بالا کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ میری اس مسجد کی نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے کعبہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ابو یعلی کی روایت میں جس کے راوی رجال ثقات ہیں۔ بیت المقدس کی نماز کو دیگر مساجد کی نماز سے ہزار درجہ افضل بتلایا ہے۔ اور روایت صحیحین سے مسجد نبوی کی نماز کا درجہ بیت المقدس سے بھی ہزار گنا زیادہ ہوا۔ فقط

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حصوۂ مسجد

صحن مسجد میں سُرخ پتھر کی باریک باریک کنکریاں بچھی ہوئی ہیں اِن کنکریوں کی تاریخ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ سنن ابوداؤد میں ابوالولیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حصبا مسجد کی بابت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ایک رات بارش ہوئی۔ مسجد کا اندرونی فرش کیچڑ بن گیا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں سے جھولی بھر بھر کر کنکریاں لائے اور اپنی اپنی جگہ بچھا لیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر اسے دیکھا تو مَا اَحْسَنَ هٰذَا "یہ بہت ہی اچھا ہے" فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھلے فرش پر بھی کنکریوں کو بچھانا چاہا۔ تو وادی العقیق سے کنکریاں منگوائیں کیونکہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی المبارک فرمایا تھا۔

بُستان فاطمہؓ

صحن میں رواق جانبِ شرق کے متصل ایک احاطہ بنا ہوا ہے۔ جس میں چار پانچ درخت کھجور کے، ایک درخت اِملی کا۔ چند پیڑ مہندی کے ہیں۔ زمین پر پودینہ بھی تھا۔ اِسے بُستان فاطمہؓ کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا گھر یہی تھا۔ اصول الکافی (شیخ یعقوب کلینی) کی روایت میں ہے کہ جب بنو امیّہ نے مسجد کو بڑھایا تب سیّدہ کی قبر (جو اُن کے گھر میں تھی) شامل مسجد نبوی کر دی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اس بُستان کی اراضی کو ولید بن عبدالملک ہی نے شامل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صحن مسجد کیا گیا تھا۔ اس سے پیشتر یہاں کسی مکان تھا بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ مکان سیدہ فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین علیہ السلام کا تھا۔ یہ سیدہ امام حسن مثنےٰ کی اہلیہ تھیں

بیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی بستان کے ساتھ لگتا ہوا ایک کنواں ہے جس میں دستی پمپ لگا ہوا ہے۔ اوپر سے پٹا ہوا۔ اور کھلی محرابوں کا قبہ بنا ہوا ہے۔ اسے بئر النبی (چاہِ رسول) کہتے ہیں مجھے اس کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں ملی بعض کا خیال ہے۔ کہ چاہ تو یہاں پہلے سے تھا لیکن اس چاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ڈالا تھا۔ اس کا پانی ایسا بازہ شیریں۔ ہلکا ہے۔ کہ میں نے اپنی مدت العمر میں ایسا پانی نہیں پیا تھا۔ حجاج میں چین، ٹرانسوال تک کے لوگ تھے۔ وہ سب بھی اسی امر پر متفق تھے۔ ناصر خسرو۔ ابن جبیر ابن بطوطہ نے بھی اس کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ عوام اسے کوثر سے نامزد کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس چاہ کا پانی اپنی لطافت وغیرہ میں دنیا بھر کے پانیوں سے اعلیٰ ہے۔

حدود مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس چاہ سے جب چند قدم آپ آگے کو مسجد کی جانب جائینگے۔ تب اندر داخل ہونے سے پیشتر چند فٹ درے بائیں ہاتھ پر زمین گول گول پتھر زمین میں گڑے ہوئے نظر آئینگے۔ یہ پتھر بتلاتے ہیں۔ کہ عہد نبوی میں مسجد کے عرض کی حد یہ تھی۔ اسی جگہ کھڑے ہوئے دست راست کی جانب نظر اٹھاؤ۔ دیکھو آٹھویں ستون پر سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ کہ عہد نبوی میں طول مسجد کی حد یہ تھی۔ اس سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ عہد سعادت مہد نبوی کے بعد کس قدر اضافہ مسجد میں ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس جگہ اس حدیث کو بھی یاد رکھو۔ جو مرفوعاً بروایت ثقات مروی ہے۔ ھذا مسجدی و مازید منہ فھو منہ و لو بلغ مسجدی بصنعاء یہ میری مسجد ہے۔ اور جو بیشی ہوتی رہی گی۔ وہ بھی اسی کا حصّہ ہوگا۔ خواہ میری مسجد صنعا تک لمبی ہو جائے۔

مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہی معلوم ہوگا۔ کہ اس سادہ مضبوط عمارت کا اندرونی حصّہ کیسا فرحت و شاندار ہے۔ بیسیوں ستون گول گول یا بیضوی قبہ ہا کو سروں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ قبوں پر عجیب عجیب نفاست و منبت کاری کے نمونہ دکھلائے گئے ہیں۔ بہت سے صحابہ کے اشعار بمدح النبی ان قبہ ہا کے دامن میں سیاہ زمین سفید حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔

ستونوں کو غور سے دیکھو۔ بلندی۔ جسامت وغیرہ میں تو سب یکساں ہیں لیکن بعض میں کام کے لحاظ سے جدا جدا خصوصیات بھی ہیں۔

(۱) ستونوں پر ۵ فٹ کی بلندی تک طلائی خطوط ہیں۔ یہ اُس بلندی کو بتلاتے ہیں۔ جو عہد نبوی میں مسجد کی تھی۔

(۲) بعض ستونوں پر طلائی خطوط کے علاوہ طلائی پھول بھی ہیں۔ یہ اس حد کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو قبل از فتح خیبر اولین مسجد کی تھی۔

(۳) بعض ستون سادہ ہیں۔ جو زیادت ولید کی خبر دے رہے ہیں۔

(۴) بعض ستونوں پر نیچے سے ۵ فٹ تک سنگ مرمر چڑھایا گیا ہے۔ اور پھر بھی طلائی نقش و نگار ہیں۔ یہ اُس رقبہ کی حد بندی کرتے ہیں جسے "جنّت کی کیاری" فرمایا گیا ہے۔

(۵) بعض ستونوں پر خاص خاص فقرات بھی لکھے ہوئے ہیں۔

مسجد نبوی کے دست چپ (جانب شرق) پر روضہ مبارک ہے۔ ہم نوافل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسجد کا بیان مکمل کرینگے۔

مسجد کے بارہ رواق ہیں۔ اور اب اس بیان میں ہم محراب سے شروع صحن کی جانب کا ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی رواق اوّل اُسے لکھا جاتا ہے۔ جو صحن کی طرف سے جانے والے کیلئے آخری۔ اور بارھویں ہے۔

رواق اوّل

مسجد کی آخری دیوار۔ جانب جنوب۔ یا دیوار قبلی وہ ہے۔ جس میں محرابِ عثمانی موجود ہے یعنے امیرالمؤمنین عثمان ذوالنورین نے اِس دیوار کو قائم فرمایا تھا۔ جب حجاج و زوار کی کثرت ہوتی ہے۔ تب پانچوں نمازیں اِسی محراب میں امام اَدا کرتا ہے۔ دیگر ایام میں یہاں مالکیہ کی جماعت ہوتی ہے۔

باب السلام اِسی دیوار کے جانب راست پر واقع ہے۔ ساری دیوار چینی کی تختیوں سے آراستہ ہے۔ جن کے درمیان سنگِ مرمر کے چھوٹے چھوٹے مربع ستون دیوار کے اندر جُڑے ہوئے دیوار کی خوبصورتی کو بڑھا رہے ہیں۔

آدم قد بلندی پر دیوار کے طول میں تین سطور کی تحریر شروع ہوتی ہے۔ سطر اوّل و دوم میں مختلف آیات قرآنیہ ہیں۔ سطر اوّل سبز زمین پر طلائی حروف اور سطر دوم سُرخ زمین پر طلائی حروف ہیں۔ سطر سوم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ ہیں۔ جو مختلف روایات سے ثابت ہیں۔ اِسی دیوار کے ساتھ باب السلام سے لگا ہوا بلال رضی اللہ عنہ کا حجرہ ہے۔

کاتب اپنے فن میں یکتائے زمانہ معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اعلےٰ سے اعلیٰ خوشنویس کاغذ پر شکل سے ایسے حروف لکھ سکتا ہے۔ جو وہ دیوار پر لکھ گیا۔ مشہور ہے کہ اُسے ۵ پونڈ یومیہ تنخواہ ملتی تھی۔ اور دس سال تک اُس نے مسجد کے اندر کتابت کا کام کیا۔ واللہ اعلم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رواق دوم

بالکل سادہ ہے۔ مگر اس میں چند ستون وہ لگے ہیں۔ جن کے نیچے سنگ مرمر لگا ہوا ہے ایسے ستون ظاہر کرتے ہیں، کہ یہاں تک ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات تک تھے۔

رواق سوم

رواق دوم و سوم کو پیتل کا خوشنما جالی دار جنگلہ ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے۔ یہ جنگلا مسجد کے طول میں لگا ہوا ہے۔ اور اس جنگلے میں دو پیتلی دروازے لگے ہوئے ہیں۔ اسی راستہ سے دالان دوم و سوم کے درمیان آمدورفت رہتی ہے۔

رواق سوم ہی اصلی مسجد نبوی کی حد ہے۔ اور اسی کی جانب شرقی پر روضۂ اطہر ہے۔ رواق اول و دوم کا طول۔ جو روضہ مبارکہ کے سامنے سے ہوتا ہوا غرب سے شرق کو چلا گیا ہے۔ وہ روضہ مبارکہ کے سلسلہ میں باہر آئے ہیں۔

رواق سوم کے جنگلے میں جو دو دروازے آمدورفت کی راہ کے لئے ہیں۔ ان کا باہمی فاصلہ پچاس فٹ کا ہوگا۔ اور یہ جنگلے کی بلندی ۵ فٹ سے زائد ہے۔ رواق سوم میں قابل ذکر محراب النبی۔ ممبر النبی۔ اور محراب سلیمانی ہے۔

محراب النبی

یعنی وہ جگہ۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جماعت کرایا کرتے تھے۔ یہ بجانب شرق ہے۔ موجودہ محراب سنگ مرمر کی ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں، کہ ایک ہی پارہ کی ہو۔ سنگ مرمر پر سونے کا کام ہے۔ اور ایسی عجیب نقاشی کہ چشم نظارہ محو دیدار رہ جاتی ہے۔ یہ محراب ۹ فٹ بلند ہوگی۔ محراب کی پیشانی پر یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بازوئے راست پر "محراب النبی"، اور بازوئے چپ پر "صلی اللہ علیہ وسلم" تحریر ہے۔ پشت محراب پر یہ عبارت ہے۔ اَنْشَأَ هٰذَا الْمِحْرَابَ سُلْطَانَ الْمَلِكَ الْاَشْرَفَ اَبُو الْمَنْصُوْرِ قَاتِيْبَائِى سَنَة ثَمَانَ وَثَمَانِيْنَ وَثَمَانَمِائَة۔ ۸۸۸ھ

محراب کے نصب کرنے میں یہ احتیاط کی گئی ہے۔ کہ وہ زمین جس پر نبی الصلوٰۃ الامین کی جبین مبین لگا کرتی تھی۔ اُسے زیرِ محراب لے لیا گیا ہے۔ اور اب امام نماز کی پیشانی سجدہ کے وقت اُس مقام نورانی پر ہوتی ہے۔ جہاں عبدکامل الملم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام عرش پیما ہوا کرتے تھے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عہد نبوی۔ اور خلافت ارشدہ میں دیوار کے اندر محراب بشکل متعارفؔ ہوا کرتی تھی۔ ایسی محراب مروان نے بنائی۔ پھر ولید نے دو فٹ کی بلندی دیکر امام کا مقصورہ جداگانہ بنا دیا۔ منصور عباسی نے وہ چبوترہ نکلوا دیا۔ محراب النبی میں ایک روز امام شوافع۔ ایک روز امام حنفیہ نماز پڑھایا کرتا ہے۔

محراب دوم

مسجد سے غرب کی جانب۔ رواق سوم کے سرے پر یہ دوسری محراب ہے۔ سنگ مرمر کی ہے۔ نہایت خوشنما۔ مگر پہلی سے کم۔ اس کی پشت پر یہ عبارت ثبت ہے۔ اَنْشَأَ هٰذَا الْمِحْرَابَ سُلْطَانَ سُلَيْمَانَ خَانَ۔ سَنَة ثَمَانَ وَتِسْعَمِائَة۔ ۹۳۸ھ

بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ محراب مسجد قبا کے لئے بنی گئی تھی۔ لیکن پھر مسجد نبویہ ہی میں اسے نصب کر دیا گیا۔ ہر دو محراب ایسی بنائی گئی ہیں۔ کہ انتقال مکانی ہو سکتا ہے۔

لے۔ ناصر خسرو۔ ابن جبیر۔ ابن بطوطہ نے ایسی محرابوں کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ششصد سے پیشتر کوئی ایسی محراب جو منتقل ہونے والی ہو۔ مسجد نبوی میں موجود نہ تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ممبر

ابتدا میں کوئی ممبر نہ ہوتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت ایک نخل کے ٹنڈ کے ساتھ سہارہ دیکر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ چند سال کے بعد ایک انصاریہ نے عرض کی۔ کہ اُس کا غلام نجاری میں ماہر ہے۔ اگر اجازت ہو۔ تو اُس سے لکڑی کا ممبر تیار کرایا جائے۔ حضور نے منظوری عطا فرمادی۔ دارمی میں انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے۔ کہ اس منبر کے دو زینے نیچے کے تھے۔ اور حضور تیسرے پر بیٹھا کرتے تھے صحیح مسلم میں اسی کو "ثلاث درجات" بیان کیا گیا ہے۔

جِس روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جذع نخل کو چھوڑ کر اِس منبر پر قدم مبارک رکھا۔ تو لوگوں کے دیکھنے میں ایک عجیب حالت آئی۔ روائت نسائی میں ہے کہ اُس ٹنڈ میں کچھ کپکپی سی ہوئی۔ اُس میں سے ناقہ حلوج کی سی آواز آتی تھی۔ (وہ شتر مادہ جس سے اُس کا بچہ علیحدہ کر لیا جائے) صحیح بخاری میں ہے۔ کہ صحابہ نے اُس کی آواز سُنی۔ گویا عشار (ناقہ حاملہ) کی آواز ہے۔ امام احمد و ابن ماجہ کی روائت میں ہے کہ وہ ٹنڈ شق ہو گیا تھا۔ ابن بریدہ عن ابیہ کی روائت میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس گئے۔ دست شفقت اُس پر رکھا۔ فرمایا۔ اگر تو چاہے۔ پھر تجھے ممبر کی جگہ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر تو پسند کرے تو تجھے بہشت میں لگا دیا جائے۔ انہار جنت سے سیراب ہوا کریگا۔ پھلے گا۔ پھولیگا۔ اللہ کے بندے تیرا پھل کھایا کرینگے وہاں تجھے خلود ہوگا۔ ابن بریدہ کا خیال ہے۔ کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے دوبار نَعَمْ قَدْ فَعَلْتُ فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا۔ تو حضور نے بتلایا۔ کہ اِس نے جنت کو پسند کر لیا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے کا قول ہے۔ کہ حنین جذع کی حدیث مشہور و متواتر ہے۔ دس سے زیادہ صحابہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِسے روایت کیا ہے۔ دارمی کی روایت میں ہے۔ کہ پھر اِس جذع کو دبا دیا گیا۔ راقم کو ایک خطیب نے ممبر کے قریب وہ جگہ دکھلائی۔ جہاں جذع کو دبایا گیا تھا
ممبر نبوی کی بلندی دو ذراع۔ عرض ایک ذراع مربع تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر کی بالائی نشست پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول ہوئے تو وسطی زینہ پر کھڑے ہوئے۔ عمر فاروق زینہ زیرین پر۔ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہوئے۔ تو انہوں نے بالائی زینہ پر نشست کی کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا۔ کہ اب اور زینہ تو باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اب اگر میں درمیانی زینہ کو لیتا۔ تو لوگ سمجھتے کہ صدیق کے درجہ کا دعویٰ ہے۔ زیرین زینہ پر بیٹھتا۔ تو لوگ سمجھتے کہ فاروق کا مثل بنتا ہے اِس لئے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ حضور کی شان والا مماثلت و مشابہت سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے نشست گاہ نبوی پر غلاف ریشمی چڑھا دیا تھا۔

امیر معاویہ نے اپنی سلطنت میں اصلی ممبر کے نیچے ۲ اور زینے بڑھوا دیئے۔ کہا۔ دیمک سے بچاؤ کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

۶۵۴ھ کی آتش زدگی میں ممبر جل گیا۔ جو لکڑیاں رہ گئی تھیں۔ اُن کو دفن کر دیا گیا یا جو اچھا ٹکڑہ تھا۔ اُس کے کنگھے بنا دیئے گئے۔ ابن جبیر نے اعواد ممبر نبویہ کو دیکھا تھا ابن جبیر نے لکھا ہے۔ کہ ممبر ایک حوض میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن اَب حوض بند کر دیا گیا ہے۔

اِس کے بعد ملک المظفر شاہ یمن نے ایک ممبر بھیجا۔ اُس پر دو لٹو صندل کے تھے۔ دس سال تک اِس ممبر پر خطبہ ہوتا رہا۔

پھر ملک الظاہر رکن الدین بندقداری نے ممبر بھیجا۔ اُس کے ۹ زینے تھے ۴ گز لمبا۔ ۲ گز اونچا۔ ۲۳۲ سال تک اِس پر خطبہ ہوتا رہا۔ پھر اِسے دیمک لگ گئی۔

[illegible] بعد فجر - ۲۵ دسمبر سنہ ۶۵ء

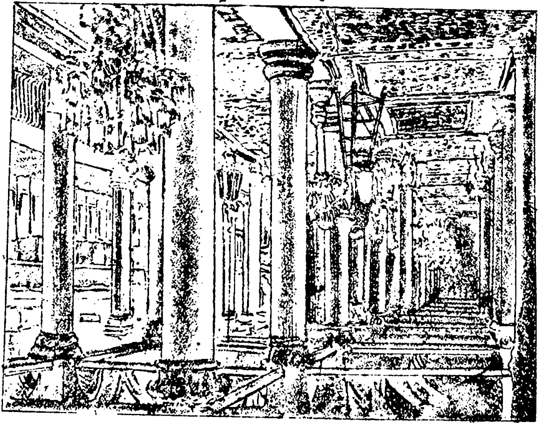

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

٧٩٧ھ میں ملک الظاہر برقوق نے ممبر بھجوایا۔

٨٢٠ھ نے ملک المؤید شیخ نے نیا ممبر بھجوایا۔ یہ ممبر ٨٨٦ھ میں جل گیا۔ اہل مدینہ نے اس کی جگہ خشت وچونہ کا ممبر تیار کرایا۔

رجب ٨٨٨ھ میں سلطان قائتبائی خان نے سنگ رخام کا ممبر رکھا۔

موجودہ ممبر ٩٩٨ھ میں سلطان مراد بن سلطان سلیم نے سنگ رخام کا بھجوایا۔

قائتبائی خان کا ممبر مسجد قبا میں بھجوا دیا گیا۔

حالیہ ممبر ٹھیک اسی جگہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ممبر تھا یعنی خطیب کے کھڑے ہونے کی جگہ وہی ہے۔ گو نیچے کے زینے اصلی جگہ سے آگے نکلے ہوئے ہیں۔ یہ ممبر صنعت کاری کا بہترین نمونہ ہے۔ ١٢ زینے ہیں۔

روضۃ الجنت

ہندوستان میں لفظ روضہ سے مراد "مقبرہ" سمجھی جاتی ہے۔ لیکن مسجد نبویہ میں اس لفظ کا استعمال دوسرے معنی میں ہے۔

صحیحین میں عبداللہ بن یزید کی روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ" صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابی ہریرہ میں اسقدر زیادہ ہے۔ "وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي" صحیحین میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما "مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي" کے الفاظ طبرانی فی الاوسط کے روایت عن ابی سعید خدری رض میں الفاظ مرفوع یہ ہیں "وَمَا بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَبَيْتِ عَائِشَةَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ"[1]

احادیث بالا میں لفظ روضہ مستعمل ہوا ہے۔ اس لئے اہل مدینہ مسجد نبوی کے اس حصہ کو

---

[1] اس سے حضرت عائشہ طیبہ کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو ممبر اور مرقد انور کے درمیان ہے۔ "روضہ" کہتے ہیں۔

ایک حدیث میں جو زوائد المسند میں برجال الصحیح عبداللہ بن زید المازنی سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے۔ یہ الفاظ ہیں۔ مابین ھذہ البیوت الی ممبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اِس روایت سے دیگر امہات المومنین کے گھر بھی اس فضیلت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ناظرین دیکھیں گے۔ کہ رواق دوم کے کئی ستون سفید دکھلائے گئے ہیں۔ غالباً وہ اِسی روایت پر مبنی ہیں۔ کیونکہ اس طرف دیگر ازواج مطہرات کے گھر تھے۔

بہرحال لفظ روضہ مسجد پاک نبی کے اُس حصّہ کا نام ہے۔ جو ممبر اور مرقد اطہر کے درمیان ہے۔ اِسی لئے یہاں ہر وقت ذاکرین و عابدین۔ راکعین و ساجدین کا ہجوم رہتا ہے۔ اگر پیمائش ارضی پر حساب لگایا جائے۔ تو اِس زمین پر ۳۰،۴۰ کس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن جب کوئی گیا اُسے جگہ مل ہی جاتی ہے۔ تنگی جائے کی وجہ سے کوئی شخص محروم نہیں پھرتا۔ عقل حیران ہے۔

خیابانِ جنّت میں جسقدر ستون ہیں۔ اُن پر سنگ مرمر اور طلائی کام ہے۔ مگر پہلی قطار کے چار ستون احمر ہیں۔

مرقد اطہر کی طرف والا پہلا ستون احمر وہ ہے۔ جسے ستون توبہ۔ یا ستون ابو لبابہ کہتے ہیں۔

ابو لبابہ رضی اللہ عنہ رفاعہ بن عبدالمنذر الانصاری الاوسی ہیں۔ عقبی۔ بدری غزوہ سویق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو امیر مدینہ فرمایا تھا۔ اور غزوہ فتح میں رائت

لہ روضۃ من ریاض الجنۃ کے معنی میں علماء میں اختلاف ہے۔ امام دار الہجرہ مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حصّہ زمین بہشت سے لایا گیا ہے۔ جیسا کہ حجر اسود۔ بعض نے کہا۔ کہ یہ حصّہ زمین بہشت میں منتقل کیا جائیگا۔ بعض نے اسے محمول بہ مجاز کیا۔ کیونکہ ابو ہریرہ کی روایت میں ہے۔ اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا یا ابا ہریرۃ وما ریاض الجنۃ۔ قال المساجد الحدیث لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول سب سے زیادہ قوی ترجیح معلوم ہوتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بنو عمرو بن عوف ان کے ہاتھ میں تھا۔ غرض بڑے درجہ کے صحابی ہیں۔
غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ یا بنو قریظہ یہودیوں سے گفتگو کرتے ہوئے
اُن کے ہاتھ سے ایسی حرکت ہوئی۔ جسے انہوں نے خدا اور رسول کے خلاف تیا نت
سمجھا۔ یہ خیال آتے ہی وہ سیدھے مسجد نبوی میں آئے بیٹھ گئے کہا۔ اور اُس نے آپ کو
اس ستون کے ساتھ زنجیر سے باندھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بندھا ہوا
دیکھا۔ تو فرمایا۔ اگر یہ میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے لئے دعا مغفرت کر دیتا۔ لیکن
اب تو حکم ربانی کا انتظار ضروری ہے۔

اس دن سے (۱۵ یا ۱۷ دن) اسی طرح گذر گئے۔ رات دن ستون کے ساتھ
بندھے رہتے۔ ضروریات نماز کے وقت ان کی بیٹی ان کو کھول دیتی۔ اور پھر ستون سے
باندھ دیتی۔ اس مصیبت میں کان سننے سے رہ گئے تھے۔ اور آنکھوں کے سامنے
اندھیاری رہنے لگی۔ ایک صبح وحی الٰہی ان کی معافی کی اتری۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ
عنہا نے پکار کر کہہ دیا۔ کہ رب العالمین نے ابولبابہ کی توبہ کو قبول فرمایا۔ صحابہ دوڑے
کہ زنجیر کھول دیں۔ ابولبابہ بولے نہیں نہیں۔ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی دست
مبارک سے آزاد فرمائینگے۔

سرور کائنات تشریف لائے تو مخلص کو آزاد فرمایا۔ ابولبابہ نے اس شکرانہ
میں مال و متاع کا ایک ثلث راہ خدا میں دے دیا۔ تب سے اس ستون کا نام ستون ابولبابہ
یا ستون توبہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مخلص صادق کے خلوص و صدق کا ہزارواں حصہ ہم کو بھی عطا
فرمائے۔ اور ہمارے ذنوب کو جو صد ہزار چند ہیں۔ معاف فرمائے۔
اے اہل ایمان۔ ذرا غور کرو۔ ان بزرگان دین کی صداقت و راستبازی کا موازنہ
کرو کہ ہاتھ کی ایک حرکت یا اشارہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سمجھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو کیسے سخت درجہ کا ابتلا قبول کیا۔ کیسے امتحان سخت کے ساتھ عفو ربانی کو حاصل کیا۔ ایک ہم ہیں، کہ نہ صرف ہاتھ کی حرکت یا پاؤں کی جنبش۔ بلکہ زبان سے فکر سے غور دل سے قول سے فعل سے ہر وقت خدا اور رسول خدا کے احکام کے خلاف منصوبے سوچتے ہیں۔ فکر دوڑاتے ہیں۔ اُدھیڑ بن کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے کو گندی تدبیریں سکھاتے۔ فواحش و کبائر سے لذت گیر ہوتے۔ باینہمہ نہ کبھی توبہ کا خیال آتا ہے نہ ندامت کا احساس

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اتباع بوجہ احسن کرتے ہیں۔ اس لئے ہم سب کو توبہ اور عفو تقصیرات کے بارہ میں اس قصہ پر نہایت غور و فکر کرنا چاہیئے۔

اس ستون سے دوسرا ستون احمرہ ہے جس پر "اسطوانہ سیدہ عائشہ" رضی اللہ عنہا تحریر ہے۔ اس بارہ میں کئی وجوہ بیان ہوئی ہیں۔ کہ اس ستون کو ام المومنین صدیقہ طیبہ کے نام سے کیا مناسبت خاص ہے

الف۔ یہ کہ ام المومنین نماز تہجد اس ستون کے پاس پڑھا کرتی تھیں۔

ب۔ جو زیادہ معتبر ہے۔ یہ کہ۔ ایک بار حضرت صدیقہ نے فرمایا۔ کہ مسجد نبوی میں ایک جگہ ایسی ہے۔ کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے۔ تو پھر قرعہ اندازی ہی سے وہاں جگہ ملا کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کونسی جگہ ہے۔ اُس وقت صدیقہ خاموش ہو گئیں حاضرین میں عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔ جو صدیقہؓ کے ہمشیرزاد ہیں۔ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اور ابن زبیر خالہ کے پاس بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا ٹھہرو۔ ابن زبیر کو آنے دو وہ ضرور پوچھ ہی کر آئینگے۔ دیکھو وہ کہاں نفل پڑھتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ابن زبیر آئے اور انہوں نے اس ستون کے پاس صلوٰۃ نافلہ ادا کی۔ تب سے اس جگہ کا شرف و فضل لوگوں کو معلوم ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِن ستونوں کے قریب ہی بجانبِ چپ۔ وہ تین ستون نظر آتے ہیں جن کا نصف حصہ جانب مسجد۔ اور نصف جانبِ مرقد النور ہے۔

اسطوانہ سریر

اِن میں ایک ستون پر "اسطوانہ سریر علیہ السلام" لکھا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِسی جگہ چٹائی پر لیٹ جایا کرتے۔ اسی جگہ با ایام اعتکاف پہلوئے مبارک زمین سے لگا لیا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق کی وہ حدیث کہ انہوں نے سرورِ کائنات کے پہلوئے مبارک میں چٹائی کے نشانات دیکھے اور رو پڑے۔ اسی جگہ کے متعلق ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا تھا۔ کہ قیصر و کسریٰ جو خدا کے نافرمان ہیں وہ تو کیسے آرام اور مزہ سے رہتے ہیں۔ اور خدا کا برگزیدہ رسول کس زُہد و عسرت سے مبارک زندگی بسر فرماتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ عمر! مجھے دنیا سے کیا سروکار۔ عمر! کیا تم اِس تقسیم پر رضامند نہیں ہو۔ کہ اُن کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت ہو۔

اسطوانہ حراس

ایک ستون پر "اسطوانہ حراس" تحریر ہے۔ ابتداءِ ایام ہجرت میں جب کہ قریش و یہود کے حملوں کا اندیشہ ہمیشہ لگا رہتا۔ اور منافقین کی بدروئی کا کھٹکا ہر وقت موجبِ آزار تھا۔ تب صحابہ رضوان اللہ علیہم اپنی خوشی اور رضی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ فیض پر شب بھر پہرہ چوکی دیا کرتے تھے۔ اُن کے کھڑا ہونے کی یہی جگہ ہوتی تھی۔ ایک شب اِس آیت کا نزول ہوا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی خدا تجھے شریر لوگوں سے بچائے رکھیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت آواز دیکر دریافت فرمایا۔ کہ باہر پہرہ پر کون ہے؟

سعد رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔ انہوں نے نام بتلایا۔ سرورِ کائنات نے فرمایا۔ اب تم چلے جاؤ۔ مجھے پہرہ چوکی کی ضرورت نہیں رہی۔

آیت بالا کی صداقت پر غور کرو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص کبھی کچھ گزند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ پہنچا سکا۔ عرب جیسے ملک میں جہاں وحوش سیرت ذمّاب طینت باشندوں کی کثرت تھی۔ جو مادر پدر آزاد تھے۔ جن پر کسی قانون یا مذہب کی قیود کا کبھی سایہ نہ پڑا تھا۔ جو قتل و غارتگری میں چابک دست اور من چلے تھے۔ وہ حضور پر کوئی حملہ نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی رفیق اعلیٰ کے وصال کا اشتیاق ظاہر فرمایا اور اپنی مرضی سے ارتحال کو پسند کیا۔

زبردست صداقت کی دلیل

غور کرو گے تو یہ آیت ایک زبردست صداقت ثابت ہوگی۔ کیا کوئی ایسا شخص جس کا دشمن عیسائی۔ موسائی۔ بت پرست۔ خود پرست اقوام کا ہر شخص پایا جاتا ہو وہ کوئی ایسی پیشگوئی اپنے انجام کی بابت کر سکتا ہے؟ یہ ایسی پیشگوئی کا اظہار ہی خود اس کی موت کا سامان نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا خاتمہ اُس کے مذہب کا بطلان بن جاتا ہے۔ بایں ہمہ پیشگوئی اپنی کامل صداقت کے ساتھ پوری ہوئی۔ خدا کے حبیب نے اپنی تمام زندگی عصمت ربانی میں پوری فرمائی۔ یہ آیت مبارکہ قرآن حمید کے کلام اللہ اور محمد مصطفیٰ کے رسول اللہ ہونے کی زبردست برہان ہے۔ و للہ الحمد و للہ الحجۃ البالغہ۔

اسطوانہ وفود

اسی ستون کے برابر اور ستون ہے۔ جس پر "اسطوانہ وفود" لکھا ہے یعنی جب مختلف اقوام و قبائل کے وفد (ڈی پوٹیشن) دربار نبوت میں حاضر ہوا کرتے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی ستون کے متصل اُن سے ملاقات فرمایا کرتے۔ ان وفود کے حالات تو ہماری کتاب رحمۃ للعالمین جلد اول میں درج ہیں۔ یہاں ہم ان کے صرف مشہور نام درج کر دیتے ہیں۔

دوس۔ ازد۔ فروہ۔ ہمدان۔ طارق۔ تجیب۔ بنو سعد ہذیم۔ بنو اسد۔ بہراء۔ بنو عیش۔ بنو حنیفہ۔ عبد القیس سطے۔ اشعرئین۔ صداء۔ عذراء۔ ثقیف۔ بنو فزارہ۔ غامد۔ محارب۔ خولان۔ غسّان۔ بنو الحارث۔ سلامان۔ بلی نخع وغیرہ۔ ذرا ان قبائل کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُن قبائل کے ناموں کے ساتھ ملاکر دیکھو جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ہوئے تب بآسانی پتہ لگ جائیگا۔ کہ اسلام کیونکر اپنی عمدگی تعلیم سے پھیلا ہے۔ اور کس طرح یہ چشمۂ پاک شروع ہی سے گرد وغبار اکراہ وجبر کی آمیزش سے پاک وصاف رہا ہے۔

مسجد پاک کی دیوار غربی پر دو کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ ایک باب الرحمتہ کے قریب اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِس دیوار کی مرمت سنہ ۹۹۲ھ میں سلطان سلیمان اعظم نے کرائی تھی۔ دوسرا کتبہ باب السلام کے قریب ہے۔ اِس کے چاروں طرف چینی کام ہے۔ اور درمیان میں کتبہ ہے۔ میں نے اور مولوی عبدالباقی لکھنوی۔ و مولوی محمد سعید صاحب مہاجر نے پڑھنے کی بہت کوشش کی۔ دوربین سے مدد لی۔ مگر ابتدائے الفاظ "سلطاننا" سے آگے پڑھنے پر ہم قادر نہ ہو سکے۔ خط باریک اور گنجان تھا۔ یہ صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ اشعار ہیں عجیب بات یہ ہے۔ کہ کتبے کے اوپر چتر کا نشان بنا ہوا تھا۔ جیسا کہ سلاطین مغلیہ کے فرامین شاہی پر ہندوستان میں دیکھا گیا تھا۔ الغرض کتبہ پر نشان چتر ایک نئی چیز تھی۔ ہر دو کو دیکھکر میں نے یہ سمجھا۔ کہ اِس قدر دیوار کا حصّہ وہی قایتبائی خان کے عہد کا ہے۔ نیک دل سلطان عبدالمجید خان نے اِن کتبہا قدیم کو قائم رکھنے کے لئے اتنی دیوار پرانی ہی رہنے دی

اِسی دیوار غربی پر باب الرحمت و باب السلام کے درمیان خوخۂ ابی بکر رضی موجود ہے جس کی بابت صحیحین میں بروایت ابی سعید خدری یہ حدیث موجود ہے۔

لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِي بَكْرٍ صحیح مسلم میں اِلَّا خوخۃ اَبِي بَكْرٍ ہے۔ یعنی ابوبکر کے دروازہ یا کھڑکی کے سوا اور سب دروازے جو لوگوں کے مسجد میں آنے کے اپنے اپنے گھروں میں رکھے ہوئے ہیں بند کر دیئے جائیں۔ حدیث بلا خلافت صدیقی کے دلائل میں سے ہے۔ کیونکہ یہ ارشاد مرض الموت میں فرمایا گیا تھا۔ اُس وقت صرف آیندہ ہونے والے خلیفہ کے لئے راہ رکھی گئی۔ تاکہ اُس کا اختصاص و امتیاز نمایاں ہو جائے۔ منہ حاشیہ دیکھو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسجد میں پرانی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ اور زیادہ تر مصاحف پاک ، نور دلائل الخیرات کے نسخے ہیں۔ شیخ الروضہ ہر ایک پڑھنے والے کے لئے مصحف و کتاب مہیا کرتے ہیں۔ اور مسجد کے حصّہ روضہ میں ریاض الجنتہ میں سینکڑوں اشخاص تلاوت و ورد میں مشتغل نظر آتے ہیں۔

اِس وقت شیخ الروضتہ المنورہ کے منصب پر عالم باعمل خلق مجسم حافظ محمد توفیق صاحب ممتاز ہیں۔ انہوں نے مجھے تمام کتب خانہ کی سیر کرائی۔ مسجد کے غربی۔ اور شرقی دیواروں کے ساتھ وہ خوش نما الماریاں بھی قابل ذکر ہیں۔ جو خاتون "کریمہ اثم" اہلیہ خدیو توفیق پاشا نے کتب خانہ کے لئے بھیجی ہیں۔ لکڑی پر صدف کا کام بہت باریک اور عجیب بنایا گیا ہے۔ اور ان میں کتابوں کی کافی گنجائش ہے۔ کتابت کے لحاظ سے سب سے قدیم قرآن مجید ۵۴۹ھ کا لکھا ہوا دیکھا گیا جس کا کاتب ابوسعد محمد بن اسمعیل بن محمد ہیں۔ ایک اور قرآن مجید دیکھا گیا۔ جو استنبول کے کاتب سلطانی حافظ عثمان کی قلم کا ہے۔ ۱۰۰۰ھ میں لکھا گیا۔ یہ شخص دیار استنبول میں اپنے فن کا امام تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک اور قرآن مجید دیکھا۔ ایک صفحہ پر ایک پارہ ختم کیا، ایک اور قرآن مجید جس کی ہر ایک سطر حرف واؤ سے شروع ہوتی ہے۔ ایک اور قرآن مجید۔ جس کی ہر ایک سطر حرف الف سے شروع ہوتی ہے۔ ایک اور قرآن مجید دیکھا۔ سوا چھ بالشت طول۔ ڈیڑھ بالشت موٹا ۔ یہ لاہور کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام نہیں (شیخ الروضہ نے بتلایا۔ کہ مصحف عثمانی بھی موجود تھا۔ لیکن جب ترکوں نے دالیہ جنگ عظیم (۱۹۱۸ء۔۱۹۱۹ء) میں مدینہ منورہ کو چھوڑا۔ تب فخری پاشا اپنے ساتھ لیتا گیا)

(ف) ... باب علم حدیث کو حمد و نسائی کی وہ روایت بھی لیگی، جس میں باب علی رضی اللہ عنہ کے چھوڑ دیئے جانے کا ارشاد ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ حدیث اس واقعہ سے بہت پیشتر کی ہے۔ اور حدیث بالا سوا وفات کی ہے۔ جب کہ حضور نے چند روز کے بعد دیر ثانی کو ترک کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں حدیث بالا صحیحین ... جو صحت میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔ یہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۳۵ کا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس اندیشہ سے . . . . . کہ سلطنت گردی میں یہ گوہرِ نایاب لاپتہ نہ ہوجائے۔

شیخ الروضہ نے بتلایا۔ کہ اِس مصحف کے آخر میں امیرالمومنین کے دستخط اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم (محمد رسول اللہ) کا نقش ثبت تھا۔ انہوں نے بتلایا۔ کہ یہ مصحف کسی قلم کا لکھا ہوا تھا۔ چونکہ اُن میں کا ہر ایک کاتب کوئی نہ کوئی فاضل صحابی تھا۔ اِس لئے ایک ہی مصحف کی زیارت کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم کے خط دیکھنے سے نور افروز بصارت و بصیرت ہوجاتی۔

امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے چار قرآن مجید لکھوائے تھے جن میں سے ایک یہ ہے۔ جسے فخری پاشا لے گیا۔ ایک مراکو میں موجود ہے)

مسجد کے شرقی رواق کا آدھا حصّہ عورتوں کے لئے خاص ہے۔ باب النساء بھی اِسی طرف ہے۔ صحنِ مسجد کی جانب اِس رواق کے آگے ہ فٹ بلندی کا سوفُلا جنگلہ لگا ہوا ہے۔ کہ اندر کی عورتوں کے پیکر بھی نظر نہ آئیں۔ اور ہوا بھی نہ رُکے۔

زائر ابن جبیر نے ۵۸۰ھ میں جس عمارتِ مسجد نبوی کی زیارت کی تھی۔ اُس کے ستون ۲۹۰ طول ۱۹۶ عرض ۱۲۶ قدم تھا۔ موجودہ عمارت میں ۳۲۷ ستون ہیں۔

طول۔	شمالاً جنوباً	۴۲۰ فٹ
عرض	شرقاً غرباً	۲۴۵ فٹ
کل رقبہ		۱۰۲۹۰۰ مربع فٹ ہے۔

"مقصورۃ النبویۃ الشریفہ" علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مسجد پاک کا مختصر ضروری بیان لکھا جاچکا ہے۔ اہلِ ایمان و وجدان کی آنکھیں روضہ پاک کے بیان پر لگی ہوئی ہونگی۔ اِس لئے اب اُس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ۸۔ ربیع الاول سنہ ۱۴ نبوۃ ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء

عورتوں کے لئے دالان

طول و عرض مسجد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بروز دوشنبہ بمقام قبا نزول اجلال فرمایا۔ ۱۴ یوم یہاں ٹھہر کر بروز جمعہ مدینہ منورہ میں نور افروز ہوئے۔ جب مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ تو اُس کے ساتھ دو حجرات بھی بنائے گئے جن میں سے ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ کا ہے۔

یہی وہ حجرہ مبارکہ ہے۔ جسے ارض و سما کے ہر مقام پر درجہ علیا حاصل ہے۔

یہی وہ حجرہ مبارکہ ہے۔ جو مہبط جبرئیل اور منزل کلام رب جلیل ہے۔

یہی وہ حجرہ عالیہ ہے۔ جہاں سے روح انور نے جسم اطہر سے پرواز کی۔

یہی وہ حجرہ مقدسہ ہے۔ جہاں حضور کو غسل و کفن دیا گیا۔

یہی وہ حجرہ کریمہ ہے۔ جہاں دس دس صحابہ نے اندر داخل ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔

یہی وہ حجرہ امینہ ہے۔ جہاں انتقال سے ۳۲ گھنٹہ بعد جسم اطہر کو لحد انور میں لٹایا گیا۔

یہی وہ حجرہ منورہ ہے۔ جہاں روز و شب ملائکہ رحمت کا نزول جاری ہے۔

یہی وہ حجرہ عظمہ ہے۔ جو عِندَ اللّٰہِ خَیْرُ البِقَاعِ ہے

اب اِس کا نام اپنی بیرونی عمارت کیساتھ "مقصورۃ النبویۃ الشریفۃ" ہے۔ عمارت کا یہ حصہ مسجد نبوی کے دست راست (اگر قبلہ رُخ انسان کے دست چپ) اور جانب شرق واقع ہے۔

اس کے مغرب میں مسجد ہے۔ جنوب میں رواق اوّل و دوم مسجد کے دالان۔ مشرق میں پھر مسجد کا حصہ۔ شمال میں باب جبریل اور صفہ کا چبوترہ۔ اس طرح پر مقصورہ کے ہر چہار جانب عمارات موجود ہیں۔

قائتبائی خان کی عمارت سے پیشتر مسجد نبوی کے رواق اوّل و دوم کا طول دیہاں ختم ہوجاتا تھا۔ جہاں مقصورہ کی دیوار آجاتی ہے۔ مگر قائتبائی خان نے ان دالانوں کو لمبا کر دیا جس سے ان دالانوں کا یہ حصہ مقصورہ شریفہ کے لئے برآمدہ بھی بن گیا ہے۔ خلفاء راشدین اور ملوک سلف نے ان دالانوں کو اس لئے اس طرف نہیں بڑھایا تھا۔ کہ مقصورہ شریفہ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرد پھرنے کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ اور عام لوگ طواف کی شکل قائم نہ کریں۔
مقصورہ شریفہ کے ہر چہار جانب محراب نما عمارت ہے۔ ہر جانب ایک محراب
ہر ایک محراب کے نیچے دو دو دروازے۔ ہر ایک دروازہ دولختہ ہے۔ ہر ایک دروازے
میں خوبصورت طلائی جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو اپنی خوشنمائی سے بصارافروز ہیں۔

طول۔ جنوباً شمالاً ۱۶ میٹر ۵۲۰۰۳۹
عرض۔ شرقاً غرباً ۱۵ میٹر ۴۹۰۰۹

ہر ایک محراب حجر صادہ کے گول گول۔ بلند ستونوں پر بنائی گئی ہے۔ ہر چہار جانب کے
دروازوں میں کھلنے والے کواڑ (طلائی رنگ شبک) لگے ہوئے ہیں۔ جو بند رہتے
ہیں۔ ہر ایک پھاٹک میں گول گول دائرہ نما ظار کھی ہوئی ہیں۔ جہاں آنکھیں ٹکا کر اندر کا
نظارہ دیکھا جا سکتا ہے۔ جو دروازہ جانب مسجد ہے۔ اس کا نام باب الرحمتہ ہے۔
سلام عرض کرنے والے اس دروازے پر حاضر ہوتے ہیں۔ جو جانب جنوب
کھلتا ہے۔ اس دروازہ کو امور مہات عظیمہ کے موقع پر خاص منظوری سے کھولا جاتا ہے
جنوبی دروازوں کے پھاٹک عجیب صنعت سے تیار کئے گئے ہیں۔ ہر ایک دہنے ہاتھ
کے کواڑ پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن۔ اور بائیں ہاتھ کے کواڑ پر
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الصَّادِقُ الْاَمِيْن
نحاسی حروف میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح کی چار چار سطور ان کواڑوں پر سطور
ہیں۔ ان کواڑوں میں تین گول روشن دان (شباکہ) بھی رکھے ہوئے ہیں۔ کہ آنکھیں ڈالکر
اندر کا نظارہ کیا جا سکے۔ دن میں اندر کا نظارہ کم نظر آتا ہے۔ کیونکہ چھت کا سایہ رہتا ہے
رات کو جب کہربائی لیمپ اور زیتونی سراج روشن ہو جاتے ہیں۔ تو دیکھنے والے کی آنکھیں
کھل جاتی ہیں۔
یہ مقصورہ اوّل اوّل ۶۶۷ھ میں سلطان الظاہر رکن الدین بیبرس شاہ مصر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیار کرایا تھا۔ اس سے پیشتر یہاں چوبی جنگلہ لگا ہوا تھا۔ اور جنگلہ سے بڑے خطا و فرو صاف نظر آتا تھا۔

چوبی جنگلہ کے تحت میں خندق کھودی گئی۔ اور استہ رصاص سیسہ سے بھر دیا گیا تھا۔ علامہ سمہودی مؤرخ مدینہ نے اپنی کتاب خلاصۃ الوفا میں جلال اسنوی کے رسالہ سے نقل کیا ہے۔ کہ ملک العادل نور الدین شہید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شب خواب میں تین بار دیکھا۔ کہ آنحضور دو شخص گربہ چشم (اشقرین) کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ الفاظ ہیں۔ آنجدنی انقذنی من ھذین بادشاہ اُٹھا۔ تیز رو سانڈنیاں منگوائیں۔ صرف بیس آدمی ساتھ لئے مصر سے مدینہ منورہ ۱۶ روز میں پہونچ گیا۔ اور اہل مدینہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ سب آئے مگر وہی دو شخص نہ تھے۔ دریافت سے پتہ لگا۔ کہ دو اہل مغرب ہیں نہایت صالح۔ فیاض نور و ابد ہیں۔ رہ گئے ہیں۔ اُن کو بھی بلا لیا گیا۔ سلطان نے دیکھتے ہی اُن کو پہچان لیا لیکن حفاظت میں دیا گیا۔ خود سلطان اُن کے مکان پر گیا۔ جستجو سے پتہ لگ گیا۔ ایک نقب اُس مکان سے حجرہ مبارکہ کی جانب کھودی جا رہی ہے۔ اب تو خوب تفتیش کی گئی دونوں نے اقبال کر لیا۔ کہ وہ دونوں نصرانی ہیں۔ اُن کو اُن کے بادشاہ نے نعش مبارک نکال لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اُنہوں نے بتلایا۔ کہ روزانہ مٹی جو نقب سے نکالا کرتے تھے۔ چرمی تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع کی جانب جہاں وہ زیارت کے بہانہ سے جایا کرتے پھینک آیا کرتے تھے۔ ان حالات کے معلوم ہونے پر سلطان کی عجب حالت ہوئی۔ وہ زار زار روتا تھا۔ اور اُسے صبر نہ آتا تھا۔ تب اُس نے روضہ مبارکہ کے گرداگرد خندق کھدوا کر اُسے سیسہ سے بھروا دیا۔ اس واقعہ کا ذکر فقیہ الحکم الدین یعقوب بن ابی بکر نے بھی معہ سلسلہ رواۃ خود کیا ہے۔ مؤرخ مطری کے بیان سے بھی واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اُس نے واقعہ کو ۵۵۷ھ کا بتلایا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الغرض نورالدین شہید رح نے خندق پر رصاص کے اوپر جنگلا بنوا دیا تھا۔ سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۹۴ھ میں دوسرا جنگلا بدل دیا۔ جو آدم قد تھا۔ اس میں تین دروازے بھی رکھے گئے۔ زین الدین العادل نے ۶۹۲ھ میں جالی دار جنگلے کو مسجد کی چھت تک بلند کر دیا۔ سلطان الظاہر جقمق نے ۸۵۳ھ میں جنگلے کا سقف کر دیا نیچے ریشمی چادر چھت لگا دی گئی۔

جب اسے آتش زدگی نے تباہ کر دیا۔ تب ۸۸۶ھ میں موجودہ مقصورہ سنگ رخام کے ستونوں اور محرابوں کا تیار کیا گیا۔ گنبد عالی جسے اب قبہ خضرا سے موسوم کیا جاتا ہے اسی مقصورہ کی دیواروں کے اوپر ہے۔

خطار مزور

مقصورہ کی مربع عمارت کی جالیوں میں سے اندر نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ایک اور عمارت ہے۔ جو مخمس یا مسدس نما ہے۔ یہ عمارت نہایت قیمتی احجار سے بنائی گئی ہے۔

اس خطار کو ۸۸ھ میں عمر بن عبدالعزیز (مجدد مائۃ اول) نے بحکم ولید بن عبدالملک تیار کرایا تھا۔ اور باقی حصہ کو چھوڑ کر اس کی زیب و آرائش کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ ولید نے اس نفاست کی وجہ دریافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز بولے۔ کہ صرف اتنے ہی حصہ میں ۴۵ ہزار دینار سرخ کا صرف ہو چکا ہے۔ ولید نے جواب میں کہا۔

كَانَّكَ تُنْفِقُهَا مِنْ مَالِكَ ۔ تو کیا تم اپنے گھر سے خرچ کر رہے ہو۔

خطار کو نیک دل عمر بن عبدالعزیز نے مخمس و مسدس نما بنوایا۔ مربع اس لئے نہ بنوایا کہ لوگ اسے "مثیل کعبہ" سمجھ کر کہیں اس کا طواف ہی نہ کرنے لگ جائیں۔

اب اس تمام عمارت پر از سرتاپا کسوۃ پڑی ہوئی ہے۔ یعنی عمارت کا سراپا لباس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملبوس ہے۔

لباس حظار کی تاریخ۔ سب سے پہلے ہارون رشید کی والدہ خیزران خاتون نے ۱۶۰ھ میں اس پر ریشمی پردے چڑھائے تھے۔

پھر وزیر مصر "صالح" کے داماد امیر حسین بن ابی الہیجاء نے اس پر دیبق ابیض کا کسوت چڑھایا۔ اس کی وسط میں حریر احمر کا پٹکا تھا۔ اس پر سورہ یٰسین کاڑھی ہوئی تھی۔ یہ واقع مستضی بامر اللہ کے عہد میں ہوا۔

پھر ناصر لدین اللہ نے سیاہ ریشم کا کسوت بھیجا۔ جو سابقہ کسوہ کے اوپر چڑھا دیا گیا۔

پھر ۷۶۰ھ میں سلطان صالح اسمٰعیل بن ناصر محمد نے ایک بڑی جاگیر وقف کردی جس کی آمدنی سے کسوۃ کعبہ ہر سال۔ اور کسوۃ حظار مزور ہر پنج سال بعد تبدیل ہوتی رہتے

جب سے سلاطین آل عثمان نے خادم الحرمین ہونے کی عزت پائی ہے تب سے یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ حظار مزور کا لباس ہر ایک سلطان کی تخت نشینی کے موقعہ پر تبدیل ہوتا ہے۔ موجودہ کسوت سلطان عبد الحمید خان غازی کی تخت نشینی کے موقعہ کا ہے۔ جسے چالیس سال ہو چکے۔ عبد الحمید الغازی کے بعد جلد جلد انقلاب ہوتے رہے۔ اور کسوۃ تیار نہیں ہوا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس کسوہ پر قریباً ۱ فٹ کی بلندی پر حزام لگا ہوا ہے۔ جو سرخ مخمل کا ہے۔ اُس پر سونے کی تاروں سے اُبھرے ہوئے حروف میں سورہ اِنَّا فَتَحْنَا مکمل تحریر ہے۔ یہ سورہ مبارک دیوار جنوبی سے شروع ہو کر غربی۔ شمالی دیواروں پر ہوتی ہوئی شرقی دیوار کے کونہ پر ختم ہو جاتی ہے۔

حزام سے نیچے جنوبی دیوار پر (جس طرف کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے) چار کتبے لگے ہوئے ہیں۔ یا کہنا چاہیئے ٹانکے ہوئے ہیں۔ یہ بھی سرخ مخمل کے ہیں۔ سونے کی تاروں سے حروف بنائے گئے ہیں۔ صورت یہ ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھذا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ھذا قبر ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

ھذا قبر امیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ

قبور پر نور کے رُخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بالین مبارک بجانب غرب ہے۔ اور قدم صدق بجانب شرق میں۔ اور وجہ نورانی بجانب جنوب کیونکہ مدینہ منورہ میں جنوب ہی سمتِ قبلہ ہے۔

حضور اور حضور کے وزرائے صدق کے چہرہ ہائے انور کے مقابل گول گول تین روشن دان (نحاسی کواڑوں میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ تاکہ سلام پڑھنے والا وجہ انور کے سامنے حاضر ہو کر سلام عرض کر سکے۔

مقصورہ اور حظار کے درمیان ہر چہار جانب اندازاً ۲ فٹ سے ۱ فٹ تک جگہ چھٹی ہوئی ہے۔ جس سے مقصورہ بطور برآمدہ کے بن گیا ہے۔ اِس درمیانی جگہ کا فرش نہایت قیمتی احجار بوقلمون سے بنایا گیا ہے۔

" ام المؤمنین صدیقہ امت حبیبۂ رسول عائشہ طیبہ کا گھر "

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یعنی

"سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجرہ انور و مرقد مطہر"

یہ حجرہ حظار مزور کے اندر ہے۔ ہجرت کے سال اوّل میں تیار۔ اور شوال ۲ھ ہجرۃ کو صدیقہ کی رونق افروزی سے آباد ہوا تھا۔ اس کی دیواریں کچی اینٹ کی ہیں۔

۸۸۱ھ میں بعہد سلطان قائتبائی خان حظار مزور کی مرمت کی گئی تھی۔ اُس وقت اس کی سنگین دیواروں کے عرض میں ایک کچی اینٹ ملی تھی۔ ڈیڑھ فٹ لمبی ¾ فٹ چوڑی ¼ فٹ موٹی۔ اس وقت قیاس کیا گیا تھا کہ یہ خشت حجرہ پاک کی ہے۔ جسے یمن و برکت کے لئے حظار کی سنگین دیوار میں رکھ دیا گیا ہے۔

روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حجرہ مبارکہ کا ایک دروازہ جانب شرق تھا۔ عام آمد و رفت اسی دروازہ سے تھی۔ دروازہ میں یک تختی پھاٹک لگا ہوا تھا اسی کے بالمقابل جانب غرب ایک چھوٹا دروازہ یا طاقی تھی۔ جو مسجد کی جانب کھلتی تھی یہ طاقی سقف حجرہ کی دیوار میں تھی۔

حجرہ کے باہر صحن تھا صحن کے جانب جنوب چھوٹا کوچہ۔ اور کوچہ سے پرے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ۔

صحن کی شمالی جانب مثلث نما جگہ تھی۔ مثلث کے وسطی کونہ میں ایک طاقی تھی جو سیدہ بتول زہرا علیہا السلام کے صحن خانہ میں کھلتی تھی۔ طاقی کے برابر ہی تھوڑی بلندی کا چبوترہ تھا جس پر عام طور پر نشست کی جاتی۔ اور نوافل ادا کئے جاتے تھے۔

حجرہ مستطیل تھا۔ اُس کا طول شرقاً غرباً تھا۔

حجرہ پاک۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کی قبور بن جانے تک کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب عمر فاروق بھی اُسی جگہ دفن ہوئے۔ تب عائشہ طیبہ نے اپنی رہائش گاہ اور قبور کے درمیان ایک چھوٹی پردہ کی دیوار اٹھوادی تھی۔ ام المومنین کا بیان ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ عمرؓ کی قبر بننے سے پیشتر میں یہاں بے تکلفانہ رہا کرتی تھی۔ سر ڈھانپنے یا کھلا رہ جانے کا خیال نہیں رکھتی تھی۔ میں سمجھتی تھی۔ کہ یہاں یا میرا شوہر ہے یا میرا باپ ہے۔ لیکن تدفین عمرؓ کے بعد یہاں پورے لباس کے بغیر کبھی نہیں آئی۔

ام المومنین کے اِس تقویٰ وورع پر غور کرو۔ اُن کی غائت ستر وحجاب کا اندازہ لگاؤ۔ کہ غیر محرم کی قبر سے اگرچہ وہ فاروق اعظمؓ ہی تھا۔ اتنا ہی حجاب کیا جس قدر اُن کی زندگی میں مرعی تھا۔ حالانکہ حجاب کرنے والی وہ ہے۔ جو بحکم قرآنی اِس میت کی ام ایمانی ہے۔ اِس واقعہ سے مسلمان مردوں۔ اور مسلمان عورتوں کو خاص سبق لینا چاہیئے۔

عائشہ صدیقہؓ کی حیات طیبہ تک حجرہ مبارک کھلا رہتا تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم حجرہ کے دروازہ شرقی پر حاضر ہوتے۔ اور اِن الفاظ میں سلام عرض کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ پھر بعد میں حاضر ہوتے۔ صدیقؓ وفاروقؓ کے دفن کے بعد پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے۔ پھر کہا کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْق اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَر

جب کسی صحابی نے اندر آنا ہوتا۔ تو صدیقہ کی اجازت کے بعد اندر بھی حاضر ہو جاتے ۱۷۔ رمضان ۵۸ھ کو صدیقہؓ کا انتقال ہوا۔ اِس کے بعد حجرہ مبارک کا دروازہ بند کر دیا گیا اور ۸۸ھ میں اِس تمام حجرہ کو حظار مدور کے اندر محفوظ کر دیا گیا۔

قبور پرنور کی حالت وقوعی

حجرہ مبارک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر حجرہ کی دیوار خام جنوبی کے ساتھ ملی ہوئی ہے تدفین کے بعد جب بلال رضی اللہ عنہ قبر پر پانی چھڑکنے لگے۔ تو دیوار جنوبی اور قبر کے درمیان بلال کے کھڑے ہونے کو جگہ نہ تھی۔ اِس لئے اُنہوں نے ورے کھڑے ہو کر پانی جنوبی پہلو پر چھڑکا تھا۔ (روایت ابن عساکر) اِس سے یہ صاف طور پر نتیجہ نکلتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ جب قبر کا بالائی حصّہ سطح زمین پر دیوار سے اتنا قریب تھا۔ تو انمکبار کا یہ قول بالکل صحیح ہے۔ کہ لحد مبارک دیوار جنوبی کے تحت میں تھی[۱]

گویا عصمت ربانی نے یہ حفاظت کردی ہے۔ کہ کسی ذی روح کا پاؤں کبھو سے بھی ادپر نہ رکھا جائے۔

خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق کی قبر حضور کی قبر کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور اس سے شمال کو ہٹ ہے۔ صدیق کا سر حضور کے شانہ مبارک کے برابر رکھا گیا ہے۔ اس لئے ان کی قبر جانب بالیں سے نیچے کو ہٹی ہوئی ہے۔

فاروق کی قبر صدیق امت کی قبر کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور اُس سے جانب شمال کو ہٹ ہے۔ فاروق کا سر صدیق کے شانہ کے برابر ہے۔ عمرؓ کے قدم حجرہ کی دیوار شرقی تک پہونچ گئے تھے۔ ششمہ میں جب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ حظار مزدو کی بنیاد ہموجود کی اولاد صحابہ کھودوا رہے تھے۔ تب فاروق اعظم کے پاؤں برہنہ ہو۔ گئے۔ تھے۔ دیکھا کہ کفن بھی میلا نہوا تھا۔

ہمارے اس تمام بیان سے (جو عنوانات مقصورہ شریف۔ حظار مزدور۔ اور حجرہ مبارک کی تحت میں کیا گیا ہے) ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ سرور عالم فخر آدمؑ و اولاد آدم کا حجرہ مبارک ابتک اصلی صورت۔ اصلی حالت میں موجود و قائم ہے۔ دنیا میں کسی اور نبی یا رسول کے گھر اور قبر کی حفاظت قدرت الٰہیہ کی جانب سے ایسی نہیں ہوئی۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبور کا اوّل تو پتہ ہی نہیں۔ اور جن چند قبور کے نشانات بنے ہوئے بھی ہیں۔ وہ بھی ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔

اِس اصلی حجرہ میں ششمہ کے بعد داخل ہونے کا شرف بہت ہی کم بزرگوں کو حاصل ہوا ہے۔ اور جن بزرگوں کو یہ عزت حاصل ہوئی۔ اُن کا ذکر تاریخ اسلامیہ میں درج ہے

[۱] امام شافعی نے اسی کو جزماً بیان کیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنہ ۵۴۸ھ کا واقعہ ہے۔ کہ حجرہ شریفہ کے اندر سے ایک دھماکے کی آواز سنی گئی۔ خلیفہ کی منظوری سے شیخ الشیوخ عمر النسائی الموصلی کو، جو مدت سے مقیم آستان تھے خطار فرور کی چھت[1] سے اندر پہونچایا گیا۔

انہوں نے دیکھا کہ دیوار غربی سے کچھ اینٹیں چھٹ کر گر گئی ہیں۔ اور ٹوٹ گئی ہیں۔ اُن کی اطلاع دہی پر خاک پاک مسجد نبوی سے خشت بنا کر اندر پہونچائی گئیں انہوں نے دیوار درست کر دی۔ قبور پر جو مٹی گر گئی تھی۔ اُسے انہوں نے جاروب ریش سفید سے صاف کر دیا۔

ابوالحسن علی نورالدین بن عبداللہ السمہودی (المتوفی ۹۱۱ھ) مصنف کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ بھی اُن بندگان خاص میں سے ہیں۔ جن کو حجرہ منورہ کی ارض مقدسہ کے دیکھنے کی دولت جاوید حاصل ہوئی تھی۔ یہ اُس وقت ہوا جب عمارت ثانیہ بنائی (از ۸۸۱ تا ۸۸۶ھ) بن رہی تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب مٹی ہٹاتے ہٹاتے تب حجرہ منورہ کی اصلی زمین برآمد ہوئی۔ تو ایسی روائح طیبہ سے دماغ عنبر شمام معطر ہوا۔ کہ آج تک کسی عطر میں ایسی خوشبو نہ پائی گئی تھی۔

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا   فما المسک ما الکافور ما المندل الرطب

مقبرہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا علیہا السلام

مقصورہ شریفہ کی دیوار جنوبی پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیوار خطار فرور اور دیوار مقصورہ کے درمیان جو شمالی جانب برآمدہ ہے۔ اُس میں دو دروازے کھلے ہیں

---

[1] خطار فرور کی دیواروں کے اوپر چھت نہیں۔ برنجی جالیاں تان کر اوپر ریشمی غلاف ڈال دیا گیا ہے۔ گنبد مبارک مقصورہ کی دیواروں پر ہے۔ جو خطار سے باہر کی الگ دیواروں پر ہے۔ ہمارے ہر دو بیانات بالا کو مکرر غور سے پڑھو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ دروازے اُس حصّہ پر کھلتے ہیں۔ جہاں سیدہ بتول کی قبر بتائی جاتی ہے۔
غور سے دیکھو۔ کہ حظار فرزور کے شمال میں مقصورہ شریفہ کے اندر دو برآمدے
یکے بعد دیگرے بنے ہوئے ہیں۔ اُس اندر کے برآمدے میں جو حظار کے ساتھ ملا ہوا ہے
ایک ضریح مبارک بنی ہوئی ہے۔ جو غالباً ۴ فٹ اونچی ہوگی۔ ضریح پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔
ویسا ہی۔ جیساکہ حظار فرزور کا کسوت ہے۔ ضریح کے اوپر مخمل سرخ کا سائبان ہے مخمل
پر تارہ سلیے کا اعلیٰ کام ہے۔ مسجد کے شرقی دالان میں کھڑے ہوکر مقصورہ کے پھاٹک
کے شباکہ میں سے دیکھو۔ کہ ضریح پر لکھا ہوا ہے۔

هٰذَا قَبْرُ سَيِّدَةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

نازم بہ بخت خود کہ بخدمت ستادہ ام ؎ اے آنکہ صد ہزار ملائک بخدمت

مورخین میں قبر سیدہ کی بابت ابتدا ہی سے اختلاف رہا ہے۔

اختلافات مورخین

(۱) بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ جنۃ البقیع میں ہے۔ چنانچہ مقبرہ اہل البیت کے گوشہ میں سیدہ کی قبر بھی بنی ہوئی ہے۔ مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے۔ کہ ۳۳۲ھ میں جنۃ البقیع میں ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ تحریر تھا هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲) اصول الکافی میں ہے۔ کہ سیدہ کی قبر اُن کے گھر میں تھی جب بنو امیہ نے مسجد میں اضافہ کیا۔ تب سیدہ کا گھر شامل مسجد ہوگیا۔ اِس بیان سے لازم آتا ہے۔ کہ سیدہ کی قبر مسجد نبوی کے صحن میں ہو یعنی بستان فاطمہ کے اندر۔ جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں

اِس میں کچھ شک نہیں کہ حظار فرزور کے ساتھ لگتے برآمدہ میں مقصورہ شریفہ کے اندر جس ضریح کو بطور قبر سیدہ نمایاں کیا گیا ہے۔ یہ فعل جدید ہے۔ اور غالباً عمارت مجیدی میں ایسا ہوا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکیم ناصر خسرو بلخی نے ۴۳۹ھ میں زیارت مدینہ منورہ کی تھی۔ وہ مابین منبر و قبر النبی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ شیعہ گویند آنجا قبر فاطمہ زہرا است علیہا السلام[1]

علامہ سعید ابن جبیر اندلسی جس نے ۵۸۰ھ میں شرف زیارت مدینہ حاصل کیا۔ اپنی رحلت (مطبوعہ لیڈن ۱۸۵۲ء) میں تحریر کرتا ہے۔

وفی جوفی الروضۃ المقدسۃ حوض صغیر مرخم فی قبلتہ شکل محراب قیل انہ کان بیت فاطمۃ رضی اللہ عنہا ویقال ھو قبرھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ ذالک

ابن بطوطہ جس نے ۷۲۷ھ میں مسجد نبوی کی زیارت کی۔ اپنی کتاب میں بھی ابن جبیر رح کے الفاظ بالا ہی کو نقل کر گیا ہے۔

علامہ سمہودی (المتوفی ۹۱۱ھ) خلاصۃ الوفا میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ محراب تہجد اور شلث مزور کے درمیان ایک جگہ ہے۔ لوگ اُس کا احترام کرتے ہیں۔ یذکر انہ قبر فاطمۃ رضی اللہ عنہا علی الخلاف الآتی فیہ (اور کہا جاتا ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ کی قبر کا مقام یہی ہے۔ خیر۔ اس بارہ میں اختلاف ہے۔ جس کا ذکر آگے چلکر ہوگا۔)

ان حوالجات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۴۳۹ھ سے ۹۰۰ھ تک اس مقام پر جہاں اب قبر کی جگہ کو نمایاں کیا گیا ہے۔ کوئی شے بنی ہوئی نہ تھی۔ اور اسی لئے قیاس ہے۔ کہ ضریح کا نمود عمارت مجیدی میں کیا گیا ہے۔

ان اختلافات تاریخی سے قطع نظر کرکے زائر کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ اس جگہ سیدہ بتول علیہا السلام پر سلام عرض کرے۔ تاکہ حرمان سے بچا رہے۔

مقصورہ سیدہ کا طول۔ ۱۴ ۱/۲ میٹر عرض شرقاً و غرباً ۷ ۱/۲ میٹر یعنی ۴۷.۵۷ فٹ ۲۴.۶۰ فٹ

---

[1] سفرنامہ طبع ۱۸۸۲ء دہلی تصحیح خواجہ الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محرابِ تہجد اِس مقصورہ سے باہر یعنی شمال مقصورہ میں ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جو ڈیڑھ فٹ اونچا ہے اِس میں قبلہ رُخ محراب بنی ہوئی ہے۔ اور ستون پر "اسطوانۃ تہجد" لکھا ہوا ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی یہاں بھی تہجد پڑھی ہے اگر مقصورہ بالائیں بیت سیدہ تھا۔ تو یہ محرابِ تہجد اُس کی پشت پر ہوگی۔ مندرجہ بالا چبوترہ کے آگے ۹ فٹ راستہ ہے۔ جو بابِ جبرئیل سے آمد و رفت رکھنے والوں کی راہ ہے۔

صفۂ اصحابِ صفہ اِس راستہ کے ساتھ ملا ہوا۔ اور پہلے چبوترے کے محاذی اصحاب صفہ کا صفہ ہے۔ یہ بھی ڈیڑھ فٹ بلند ہے۔ قبلہ رخ محراب بنی ہوئی ہے۔ چبوترہ پر مکلف قالین کا فرش ہے۔ جو جو حرم کے خادم ہیں۔ اور اُن کا سردار جو متسلم کے نام سے موسوم ہے۔ اسی چبوترہ پر نشست رکھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں یہاں وہ لوگ رہا کرتے تھے۔ جو اہل و مال کو چھوڑ آستان حبیب پر پڑے رہتے۔ جو یہاں کی مسکینانہ زندگی کو باہر کی شاہانہ طمطراق سے ہزار گونہ بہتر سمجھتے تھے۔ یہی وہ مساکین ہیں۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبت فرمایا کرتے اُن میں آکر بیٹھا کرتے۔ اور وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ کے جملے سے اپنی تمنا کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

اللہ اکبر۔ یہ مخلص و صادق ہستیاں جب سرورِ کائنات کی زبانِ صدق ترجمان سے ایسے ایسے جملے سنتے ہونگے۔ تو اُس وقت اُن کی نگاہ میں تاج قیصر کی قیمت ایک گھونگے سے جسے سمندر نے کنارہ پر پھینک دیا ہو۔ اور تختِ کسرایٰ کی منزلت ایک طوفان زدہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے تختے سے جو بہتی بہتی پر پڑا ہو۔ زیادہ نہ رہ جاتی ہوگی۔

صفہ کا طول	۱۲ میٹر	۳۹ ۶ ۴۴

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عرض ۸میٹر ۲۶۶۱۶۱
ارتفاع ۸۴ سنتی میٹر ہے۔ ۱۶۳۲

حرم مدنی یا مسجد نبوی

کا بیان اختصار کے ساتھ ختم ہو چکا۔ اب زائرین کو پھر مسجد نبوی کے رواق دوم (سمت قبلی) میں چلنا چاہیئے۔ اور مقصورہ شریفہ کے اس شباک کے پاس کھڑے ہو جانا چاہیئے۔ جسے "وجہ شریف" کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہاں پہنچ کر زائر ٹھیک ٹھیک سیدنا و مولٰنا امام الثقلین شفیع کونین صلعم کے چہرہ مبارک کے سامنے موجود ہوتا ہے۔

زیارت نبوی کے آداب یہاں ٹھہر کر سلام عرض کرنا ہے۔ جس کے آداب علمائے تحریر فرما دیئے ہیں۔ زائر کو لازم ہے۔ کہ نہ جھانک کو چھوئے۔ نہ دیوار کو چھوئے نہ دیوار کو بوسہ دے۔ اور نہ عمارت کے کسی حصّہ سے اپنے جسم کو چمٹائے۔ بلکہ کمال ادب اور حیا کے ساتھ اِس طرح کھڑا ہو جائے جیسا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کھڑا ہوتا۔

یہ ضروری ہے۔ کہ وہاں زور سے نہ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر تجھے پکارا الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ کرتے ہیں۔ اُن میں اکثر بے عقل لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آداب نبویہ کے متعلق یہ بھی تعلیم دی ہے۔
وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ رسول کو اِس طرح نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ دوسرے کو بلا لیا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آدب کیساتھ حاضر ہونے والے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مع فرمائی ہے۔ فرمایا۔
اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ جولوگ رسول کے پاس آکر اپنی آوازوں کو
رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ پست کر لیتے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جن کے
امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی دلوں کا امتحان خدا نے تقویٰ میں لیا ہے
لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔
ان احکام الٰہی کو خوب یاد رکھے۔ اور پھر عاجزانہ لہجہ۔ اور مؤدبانہ طریقہ۔ اور صادقانہ زبان سے مندرجہ ذیل الفاظ میں سلام عرض کرے۔ الفاظ سلام کو علامہ سمہودی نے امام نووی سے روائت کیا ہے۔

السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ (تین بار)
السلام علیک یا رسول رب العالمین
السلام علیک یا خیر الخلائق اجمعین
السلام علیک یا سید المرسلین و خاتم النبیین
السلام علیک یا امام المتقین
السلام علیک ایہا المبعوث رحمۃ للعالمین
السلام علیک یا حبیب اللہ
السلام علیک یا صفوۃ اللہ
السلام علیک یا من وصفہ اللہ تعالیٰ بقولہ انک لعلیٰ خلق عظیم و بقولہ بالمومنین رؤف الرحیم
السلام علیک یا قائد الغر المحجلین
السلام علیک یا شفیع المذنبین
السلام علیک یا خیرۃ اللہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

السلام علیک ایہا الہادی الی صراط المستقیم

السلام علیک یا من سبح الحصیٰ فی یدیہ وحن الجذع الیہ

السلام علیک یا من امر اللہ بطاعتہ

والصلوٰۃ والسلام علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادِ اللّٰہِ
الصَّالِحِیْنَ وَمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی آلِکَ وَاَزْوَاجِکَ
الطَّاہِرَاتِ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ
کَثِیْرًا۔ دَائِمًا۔ اَبَدًا۔ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی جَزَاکَ اللّٰہُ
عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی بِہٖ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْکَ اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ وَاَزْکٰی وَاَنْمٰی صَلٰوۃٍ صَلَّاہَا
عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَخِیَرَتُہٗ
مِنْ خَلْقِہٖ وَاَشْہَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ
الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَاَقَمْتَ الْحُجَّۃَ
وَاَوْضَحْتَ الْحُجَّۃَ وَجَاہَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ وَکُنْتَ کَمَا
نَعَتَکَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ حَیْثُ قَالَ "لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ"
فَصَلَوَاتُ اللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ فِیْ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ
عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُمَّ آتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَآتِہٖ نِہَایَۃَ مَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّسْاَلَہُ
السَّائِلُوْنَ۔ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مَعَ الشَّاهِدِيْنَ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِيْ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِكَ وَلَا تَرُدَّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا وَلَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اگر کوئی شخص یہ تمام عبارت جو علماء نے قرآن و احادیث کے اقتباس سے بنائی ہے نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے یہی کافی ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عرض کرنے پر اکتفا کرے۔ امام مالک کے نزدیک یہی بہترین اقوال ہے۔ اگر کسی شخص نے اس زائر سے کہا ہو کہ میرا سلام بھی عرض کر دینا تو یوں عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یہاں سے فارغ ہو کر سیدھے ہاتھ کو تقریباً دو فٹ ہٹ جاوے اُس عاشق زیارت کرنے والے کا چہرہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے سامنے ہو گا اُس وقت یوں کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ صَفِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَخَلِيْفَتَهٗ عَلٰٓى اُمَّتِهٖ۔ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے پھر ہٹنے ہاتھ کو قریباً دو فٹ ہٹ جائے۔ اس وقت وہ عمر فاروق کے چہرہ کے سامنے ہوگا۔ پھر یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْق۔ اَلَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِہِ الْاِسْلَامَ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ

ابن حبیب نے شیخین کے لئے یہ متفقہ سلام بھی تحریر کیا ہے۔ جو بعد میں پڑھنا چاہیے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبُوْ بَکْرٍ وَیَا عُمَرُ جَزَاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزٰی وَزِیْرَیْ نَبِیٍّ عَنْ وَزَارَتِهٖ فِیْ حَیَاتِهٖ وَعَلٰی حُسْنِ خِلَافَتِهٖ اِیَّاهُ فِیْ اُمَّتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَقَدْ کُنْتُمَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزِیْرَیْ صِدْقٍ فِیْ حَیَاتِهٖ وَخَلَفْتُمَاهُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ فِیْ اُمَّتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَجَزَاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ مُرَافَقَتَہٗ فِیْ جَنَّتِهٖ وَاِیَّانَا مَعَکُمْ بِرَحْمَتِهٖ

دارقطنی نے فضائل میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا۔ اور اس کے بعد شیخین پر ان الفاظ میں سلام پڑھا۔

عَلَیْکُمَا السَّلَامُ یَا اَخَوَیَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ [illegible] هَادِیَیْنِ مَهْدِیَّیْنِ خَرَجْتُمَا مِنَ الدُّنْیَا خَمِیْصَیْنِ۔

کوکب دری کا حال رحلات الحجازیہ کے اخذ سے (جس کے مصنف نے عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر کے ساتھ ۱۳۲۷ھ میں حج و زیارت کی تھی) معلوم ہوتا ہے۔ کہ شباکہ حجرہ شریفہ کے محاذی حظار فروری کی دیوار پر ایک لوح طلائی نصب کی

کوکب دری کا حال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آویزاں تھی۔ لوح کے وسط میں ایک الماس تھا۔ جو قد میں کبوتر کے انڈے برابر تھا۔ ضیاء بہا کی وجہ سے اس کا نام کوکب دری رکھا گیا تھا۔ اس کی قیمت کا اندازہ ۴ کروڑ پونڈ کہا جاتا تھا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر کروڑ پونڈ موجود ہوں تو اس کا ثانی مل بھی سکتا ہے۔ اس کے گرداگرد (۲۲) دانے جواہر کبیرہ ثمینہ کے جڑے ہوئے ہیں۔ اس کے تحت میں ایک اور الماس تھا۔ جو اس سے قد میں چھوٹا تھا۔ اسے سلطان احمد خان بن سلطان مراد خان چہارم نے سنہ ۱۲۷۰ھ میں پیش کیا تھا۔ اسی کے متصل ایک اور لوح ذہب تھی۔ جس پر الماس پرلانتی کے حروف میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر تھا۔ حالیہ جنگ میں فخری پاشا والی مدینہ نے ان جواہر کو قسطنطنیہ روانہ کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جواہر ثمینہ حجرہ پاک میں موجود ہیں۔ ایک کرۂ ذہب پر الماس کے حروف میں "سَیِّدَتُنَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ" لکھا ہوا ہے۔ اس تحریر کے گرداگرد لولوئے کبیر کا ہار ہے۔ اس آب و تاب و حجم کے موتی قطعاً نایاب ہیں۔ اس کے گرد مرجان کا ہار ایسے خوشنما دانے کہ نادر المثال ہیں۔ کئی شمعدان۔ خالص سونے کے جواہرات سے مرصع۔ سات سات فٹ بلند۔ قیمت کا اندازہ دشوار ہے۔

چاکرانِ مسجد نبویہ

مقصورہ شریفہ کی خدمت کے لئے جو جو لوگ مقرر ہیں۔ خوجوں کا تقرر سب سے پہلے نورالدین زنگی غفر اللہ نے لیا تھا۔ اس نے ۱۲ شخص مقرر کئے تھے۔ لازمی شرط یہ تھی کہ حافظ قرآن پاک ہو۔

صلاح الدین یوسف غفر اللہ لہٗ نے اس تعداد کو دو چند کر دیا۔ بعد ازاں مختلف سلاطین کے عہد میں ان کی تعداد بڑھتی رہی۔ مگر سو سے زیادہ کبھی نہیں بڑھے۔ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ میں جب کہ راقم حروف مدینہ پہونچا۔ ان کی تعداد ۳۲ تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب حافظِ قرآن ہونے کی شرط لازمی نہیں۔ تاہم ان میں اہلِ علم لوگ بھی ہیں۔ دو کی بابت سنا۔ کہ وہ صاحب درس ہیں۔ اُن کے افسر کو متسلم کہتے ہیں۔ موجودہ متسلم کا نام مسعود ہے۔ ہر وقت چشمہ لگائے رکھتے ہیں۔ نہایت باخلق ہیں۔ خرچے لوگوں کی خدمت کے لئے علیحدہ ملازم مقرر ہیں۔

اِن کے علاوہ بواب۔ دربان۔ جاروب کش۔ آب کش۔ صفائی ساز۔ روشنی ساز۔ موذن۔ پیش نماز۔ خطیب لوگوں کی ایک معقول تعداد ہے۔

خطیب و امام شافعی۔ مالکی۔ حنفی فرقوں کے ہیں۔ حنابلہ کی طرف سے کوئی نہیں کیونکہ اُن کی تعداد یہاں اقل قلیل ہے۔

حرم مدنی میں پہلے صرف ایک ہی فرقہ یعنی شافعیہ کے امام مقرر تھے لیکن ۸۶۰ھ میں بعہد سلطنت ملک الاشرف ترکوں کی درخواست پر حنفی امام بھی مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد مغاربہ (باشندگان مراکو و ٹیونس) کی درخواست پر مالکی امام بھی مقرر کرنے پڑے۔

حرم مدنی کے مینارے

پانچ مینارے ہیں۔ باب السلام کے مینار کو مطار۔ اور باب جبرئیل کے متصل مینار کو رئیسہ کہتے ہیں۔ ایک مینار باب الرحمت کے قریب ہے۔ دو مینار باب مجیدی کے حد شرقی و غربی پر

گرد و نواحِ مسجد نبوی

جانب جنوب عمر فاروق کا دار القضاء ہے۔

اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کا گھر جس پر اُن کا نام بھی ابتک لکھا ہوا ہے۔ ان کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نام تمیم بن اوس بن خارجہ ہے۔ ابو رقیہ کنیت (رقیہ ان کی بیٹی کا نام تھا) پہلے عیسائی تھی سنہ ۹ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل واوصاف کو مطابق تورات وانجیل پاکر مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے شرف میں سے یہ ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ الدجال کے متعلق ان کی عینی شہادت کو سر منبر بیان فرمایا۔ مدینہ میں آباد تھے مگر شہادت عثمان ذوالنورین کے بعد شام کو چلے گئے تھے۔

جانب شرق چند تاریخی عمارات ہیں

(۱) مشہد عثمان۔ یہ وہ مکان ہے۔ جہاں عثمان ذوالنورین کو باغیانِ نابکار نے تلاوت قرآن مجید کی حالت میں شہید کیا تھا۔ یہ مکان مسجد نبوی کے گوشہ جنوب شرقی کے محاذی ہے۔ مسجد نبوی اور مکان ہذا کے درمیان صرف ہائف کا راستہ ہے۔ مدینۃ النبی کے اندر حرم رسول کے درمیان روضہ مطہرہ کے قریب خلیفہ راشد امیر المؤمنین، داماد رسول کا مظلومانہ قتل۔ ان تمام برکات کے زوال کا سبب ہوا جو اس دن سے پہلے مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ بعد لاکھوں جانیں ہلاک ہوئیں۔ ہزاروں خاناں برباد ہوئے۔ احترام کبار اٹھ جانے سے سینکڑوں ہزاروں بزرگان دین لقمۂ سیف جور وستم ہوئے۔ اس لئے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ اسلام میں واقعہ ہائلہ شمار ہوتا ہے۔

(۲) اسی کے قریب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وہ گھر ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہونچکر ابتدائی ۶ ماہ رہائش فرمائی تھی۔

ان کا نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ ہے۔ بنو نجار میں عقبی۔ بدری۔ دیگر جملہ مشاہد میں ملتزم رکاب مصطفی رہے ہے۔ سنہ ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ سلاطین آل عثمان کی رسم تاج پوشی اس مسجد قسطنطنیہ میں ہوتی ہے۔ جو آپ کے مزار کے متصل ہے۔ اور جامع ابو ایوب انصاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نام سے مشہور ہے۔

(۳) اسی کے متصل محمد بن علی بن ابی منصور۔ ابوجعفر۔ الملقب جمال المعروف بالجواد الاصفہانی وزیر موصل کی قبر ہے۔ روضہ پاک نبی اور اس قبر کے درمیان ۵۰ گز سے زیادہ کا فاصلہ نہ ہوگا۔ اسدالدین شیرکوہ اور جمال الدین مذکورہ باہم میں معاہدہ تھا۔ کہ جو کوئی پہلے مرجائے۔ اس کی لاش کو دوسرا دوست مدینہ پہونچائے۔ جمال الدین مرحوم مرگیا۔ تو اسدالدین شیرکوہ نے صوفی الشیخ ابی القاسم کو مال خطیر دیکر ذمہ دار ٹھہرایا۔ کہ مرحوم کی لاش کو مدینہ منورہ پہونچائے جمال الدین کا انتقال آخری عشرہ رمضان ۵۵۹ھ میں ہوا تھا۔ اِن کا جنازہ موصل سے حلّہ۔ اور حلّہ سے مکہ معظمہ۔ اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آدمیوں کے کندھوں پر پہونچایا گیا۔

وزیر موصوف اتنا سخی تھا۔ کہ تاریخ میں جواد الاصفہانی کے نام سے مشہور ہے عرفات میں پانی کی نہر لایا۔ جبل الرحمۃ پر زینہ دار سیڑھیاں بنوائیں۔ مدینہ منورہ کی شہر پناہ بنائی۔ موصل سے مکہ معظمہ تک سڑک اور سرائیں تیار کرائیں مساکین مکہ و مدینہ منورہ کے لئے سال بسال گرمی سردی کے کپڑے بھیجا کرتا حلّہ میں جب اِن کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ تو ایک شاعر نے یہ اشعار پڑھے۔

سری نعشہ فوق الرقاب وطالما — سری جودہ فوق الرکاب ونائلہ
یمر علی الوادی فتثنی رمالہ — علیہ وبالنادی فتثنی ارامله

آج اُس شخص کی لاش کندھوں پر رواں ہے جس کا جود و کرم ہمیشہ مسافرین پر جاری تھا۔ ریگ میدان کا ہر ذرہ۔ اور ہر ایک شہر و کوچہ کی رانڈ عورتوں کا گروہ اِس مرنے والے کی مدح و ثنا کر رہا ہے۔

ابن جبیر سیاح نے لکھا ہے۔ کہ مرحوم نے باب کعبہ کی چوکھٹ کی دہلیز کو بدلا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرانی دہلیز کو اپنے پاس رکھتا۔ اس کا تابوت اُسی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ ابن جبیر اندلسی ہی کا قول ہے۔ کہ مرحوم حج نہیں کرسکا تھا۔ اُس کی لاش سے ساری مناسک پوری کر دیئے گئے۔ اُس کے جنازہ پر ہر منزل پر نماز پڑھی جاتی تھی۔ اِس طرح مدینہ منورہ تک لاش کو پہونچا یا گیا تھا۔ مرحوم کو خلق خدا کے ساتھ محبت و اُنس تھا۔ خدا نے اس کی محبت کو دلوں میں ڈالا۔ اور اپنے حبیب کے قدموں میں روضہ پاک کے قریب جگہ عطا فرمائی۔ اسی مکان میں اسدالدین شیرکوہ کی قبر بھی ہے۔ جو جواد مرحوم کو یہاں بھیجے ڈالا تھا۔ قدرت نے جزاءِ حسن عمل کا مسئلہ واضح کر دکھایا۔ اسی کے پاس نجم الدین ایوب والد سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر ہے۔ اسدالدین و نجم الدین دونوں بھائی تھے۔ دونوں کی لاشیں ۵۸۰ھ میں مدینہ منورہ پہونچائی گئی تھیں۔

دار آل عمر۔ مسجد نبوی کی پشت پر دار آل عمر ہے۔ یہ اب ایک باغیچہ ہے مسجد کی کھڑکیاں اسی باغیچہ کی جانب کھلتی ہیں۔ مجھے ایک معلم نے بتلایا۔ کہ اس باغیچہ میں ایک درخت نیم ہے۔ جسے زبیدۂ وقت۔ کریمۃ الدہر نواب سلطان جہان بیگم فرمان روائے بھوپال زاد اللہ ابرہا وضاعف اقبالہا ہندوستان سے اس زمین پر لگانے کے لئے لائی تھیں۔

ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق کا گھر (حجرہ نبوی) اسی باغیچہ والی زمین کیساتھ لگتا تھا۔ جواب شمال مسجد (بزیادت قائتبائی خان) ہو گیا ہے۔

دار عشرہ مبشرہ[1] اسی کے ساتھ لگتا ہوا ایک اور مکان ہے جس کی پیشانی پر دار عشرہ مبشرہ لکھا ہوا ہے۔ "الفاظ دار عشرہ مبشرہ" سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ اُن دس مہاجرین بزرگ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان ذوالنورین۔ علی مرتضیٰ۔ طلحہ الخیر۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعید بن زید۔ ابوعبیدہ بن الجراح

[1] عشرہ مبشرہ کی حدیث کو ترمذی نے عبدالرحمن بن عوف کی روایت سے اور ابن ماجہ نے سعید بن زید کی روایت سے بیان کیا ہے ۱۲

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا مکان ہے۔ لیکن ایسا سمجھنا غلط ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس گھر میں دس اشخاص کے حصص جمع ہو گئے تھے۔ یہ سب آل عمر رضہ تھے۔ انہوں نے مکان وقف کر دیا۔ اور پانی کی سبیل لگا دی۔ مکان کو دار عشرہ کہنے لگ گئے۔ اب کسی شخص نے دار عشرہ سے آگے لفظ مبشرہ بھی ایزاد کر دیا۔ اب بھی اس میں سبیل جاری ہے پیچھلی طرف کنواں ہے جو سطح ارض سے بہت بلند ہے۔ برابر چھ بچہ پانی سے بھرا رہتا ہے۔ کوچہ کے سامنے کی طرف فوارہ لگا ہوا ہے۔ جب یہ بچہ کا منفذ کھول دیتے ہیں۔ تو فوارہ چلنے لگتا ہے۔

کتب خانہ شیخ الاسلام اس مکان سے آگے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا کتب خانہ ہے مکان نہایت نفیس ہے۔ عمدہ قالین کا فرش۔ اس پر نشست کے نئے نرم گدیلے اور نرم تکئے رکھے ہوئے ہیں۔ سات ہزار سے زیادہ کتابیں اس کتب خانہ میں خوبصورت الماریوں میں سجی ہوئی ہیں صحن میں فوآرہ اور مختصر سی باغیچی ہے۔ دو تحویلدار ہیں۔ ایک صبح سے دوپہر تک۔ دوسرا دوپہر سے مغرب تک حاضر رہتا ہے۔ مجھے تحویلدار نے بتلایا۔ کہ یہ مکان امام حسنؓ بن علی علیہما السلام سبط رسول کا ہے۔ لیکن تفحص سے معلوم ہوا۔ کہ یہ مکان امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کا ہے۔

مدارس مدینہ تین ابتدائی مدارس۔ دو وسطی مدارس کے سامنے سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ مگر میں کسی کو نہیں دیکھ سکا۔

حرم میں تعلیم حرم کے اندر متعدد اساتذہ مختلف اوقات میں مختلف علوم کے سبق دیتے ہیں۔ بعد مغرب میں نے دیکھا ایک حلقہ میں نحو کی تعلیم ہو رہی تھی۔ ایک حلقہ میں فقہ حنفی کی۔ یہ امر موجب افسوس ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ سے یہاں درس حدیث پاک نہیں ہے۔

مسجد قبا مسجد قبا کی بڑی فضیلت ہے۔ اور اسلامی تاریخ کا اس سے بڑا تعلق ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نہیں جاسکا۔ راستہ اور سخت مخدوش تھا۔ ہمارے جہاز کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ گئے تھے۔ اُن میں تا دو زخمی ہو کر آئے۔

شیخ کامل حرمین کے لوگ متفق ہیں۔ کہ آج خواجہ احمد بن شمس دامت فیوضہ شیخ کامل ہیں۔ آپ مراکشی ہیں۔ مدینہ میں مقیم مالکی المذہب۔ قادری المشرب صاحب فضل کمال۔ تفسیر و حدیث میں کبھی کبھی درس بھی دیا کرتے ہیں۔ صاحب تصانیف جلیلہ ہیں۔ مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

مجھے بیت اللہ الحرام میں قبل از حج ملاقات حاصل ہوئی۔ اور پھر مدینہ منورہ کے ایام قیام میں برابر حاضر خدمت ہوتا رہتا تھا۔ میں اُن سے ارادت مندانہ ملتا تھا مگر وہ میری نہایت عزت فرمایا کرتے۔ بارہا میرا جوتا اُٹھا کر میرے آگے رکھا۔ خلق محمدی کا نمونہ ہیں سے

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

اناج نہیں کھاتے۔ دودھ پا کھجور پر گذران ہے۔ مجھے اپنی مصنفہ کتاب بھی عطا فرمائی۔ ایک روز صل علے محمد کما صلیت علے ابراہیم پر گفتگو ہوئی مشہور قاعدہ مشبہ بہ کا مشبہ سے افضل ہوتا ہے۔ اور اس جگہ اس قاعدہ کا نفاذ اسلامی مسلمات کے خلاف ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ اس کی مثال "مثل نورہ کمشکوٰۃ" ہے۔ یہ مختصر جواب مجھے پسند آیا مسئلہ کے بہت سے جواب ہیں علامہ ابن القیم نے اس پر خوب بحث کی ہے۔ میری کتاب "الصلوٰۃ والسلام" میں اُس بحث کا مکمل ترجمہ موجود ہے۔ لیکن شیخ بزرگ کا یہ جواب بھی بہت عجیب تھا۔

صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ کے درمیان

جنت البقیع مدینہ منوّرہ

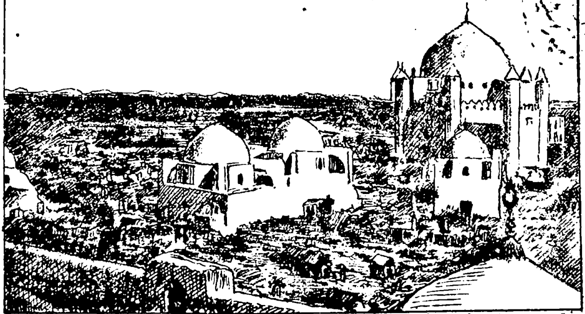

البقیع وموجبانة المدينة المنورة وفيه قبة سيدنا عثمان على اليسار وعلى يمينها قبة الامام مالك ثم قبة زوجات النبى صلى الله عليه وسلم ثم قبر سيدنا ابراهيم بن النبى ثم القبة الكبرى وفيها قبرا سيدنا العباس وسيدنا الحسن ابن على رضى الله عنهم اجمعين۔

کی اولاد ام المومنین حفصہ و عبداللہ بن عمر کی والدہ ہیں، سب سے پہلے یہی تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنت البقیع

یہ وہ گورستان ہے۔ جہاں دفن ہونے کی تمنا میں سینکڑوں اشخاص بیسیوں سال تک مدینہ منورہ میں رہ کر موت کا انتظار نہایت شوق سے کیا کرتے ہیں

یہ وہ گورستان ہے۔ جہاں ابتدا ہی سے "مسلم" کے سوا دوسرے کو جگہ نہیں ملی۔ یہ وہ گورستان ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بارہا تہجد اور فجر کے درمیان تن تنہا تشریف لے گئے۔ اور فدائیان محبت کے لئے دعائے اجابت قرین فرمائے ہیں اگر آسمان کے تاروں کی گنتی ہو سکتی ہے۔ تو ان نامبرداران اسلام کے مبارک نام بھی جو یہاں آرام فرما ہیں۔ شمار کئے جا سکتے ہیں۔ نہایت ضروری ضروری اسما مبارک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کی تربتوں کا نشان بھی زائر کو بتلایا جاتا ہے۔

(۱) عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی۔

ابو السائب کنیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدم مدینہ سے ۲۲ ماہ بعد انتقال ہوا۔ ہجرت حبشہ و مدینہ کی بدر واحد میں شامل ہوئے غسل و کفن کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ نیز فرمایا۔ نعم السلف ھو لنا عثمان بن مظعون۔ ابراہیم علیہ السلام فرزند خود کو ان کی قبر کے پاس دفناتے ہوئے فرمایا الحق بالسلف الصالح عثمان بن مظعون سیدہ زینب دختر خود کو دفناتے ہوئے فرمایا الحقی بسلفنا الخیر عثمان بن مظعون۔ یہ آن پاک طینت لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے قبل از اسلام استعمال شراب کو حرام ٹھہرایا ہوا تھا۔ یہ اسلام میں ۱۳ کس کے بعد داخل ہوئے تھے۔ ان کی بہن زینب بنت مظعون حضرت عمر فاروق کی اولاد ام المومنین حفصہ و عبد اللہ بن عمر کی والدہ ہیں۔ سب سے پہلے یہی

جنت میں آرام فرما ہوئے۔

(۲) ابراہیم علیہ السلام بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۹ شوال ۱۰ھ کو انتقال ہوا۔ حضرت عثمان بن مطعون کے پہلو میں لٹائے گئے۔ مفصل حال رحمۃ اللعالمین جلد دوم میں ملاحظہ ہو۔ دونوں کا ایک مقبرہ ہے۔

ایک اور مقبرہ ہے۔ جو امہات المومنین کا مقبرہ کہلاتا ہے۔ اور اس میں مندرجہ ذیل سیدات کی خواب گاہ ہے۔

		سنہ وفات
۱	ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۳ھ
۲	ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	سنہ ۲۰ھ
۳	ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۲۰ھ
۴	ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۴۱ھ
۵	ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۴۴ھ
۶	ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۵۰ھ
۷	ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۵۶ھ
۸	ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا *	سنہ ۵۷ھ
۹	ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۶۲ھ

ان کے حالات بھی رحمۃ اللعالمین جلد دوم میں درج ہیں۔

ایک اور مقبرہ بنات رسول ہے۔ جس میں سیدہ رقیہ بنت رسول (ماتت سنہ ۲ھ) اور سیدہ ام کلثوم بنت رسول (ماتت سنہ ۹ھ) کی قبور بتلائی جاتی ہیں۔

ایک اور مقبرہ ہے۔ جو سب سے بڑا ہے۔ اور مقبرہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں سیدنا عباس عم رسول۔ اور امیر المومنین حسن بن علی علیہما السلام اور علی بن حسین (امام زین العابدین) اور محمد بن علی[۲] (امام جعفر صادق)

(۲) (امام باقر) اور جعفر بن محمد بن علی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی قبور نیز سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا مدفن بتلایا جاتا ہے۔

اسی کے ایک گوشہ میں ذرا بلندی پر سیدۃ النساء العالمین فاطمہ بتول علیہا السلام کی قبر ہے۔ یہ امر تعجب سے خالی نہیں۔ کہ ابن جبیر الکتانی الاندلسی اور ابن بطوطہ نے اس مقبرہ میں صرف دو قبور (حضرت عباس و امام حسن) کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن بطوطہ نے مقام (شوستر) کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ کہ یہاں ایک باعظمت مقبرہ ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ مقبرہ امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما کا ہے۔

ابن بطوطہ جلد اوّل مطبوعہ سنہ ۱۹۱۰ء روز بازار پریس امرتسر ص۲۰۴ پر شہر شوستر تستر میں ایک باعظمت قبر کا ذکر کر کے تحریر کیا ہے۔ کہ یہاں کے لوگ اُسے امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر خیال کرتے ہیں۔

ابن بطوطہ بھی حضرت عباس کے ساتھ صرف حضرت امام حسن کی قبر بتلاتا ہے[۱۴]

البتہ ابن جبیر نے اس قبہ کے ساتھ سیدہ بتول کے بیت الحزن کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ ویلی ھذہ القبۃ العباسیۃ بیت قبہ عباسیہ کے ساتھ ملا ہوا ایک گھر ہے ینسب لفاطمۃ بنت رسول اللہ جو سیدہ کی جانب منسوب ہے۔ یہ بیت الحزن صلی اللہ علیہ وسلم و یعرف کے نام سے معروف ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ بیت الحزن و یقال انہ الذی سیدہ اپنے پدر بزرگوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم آوت فیہ الحزن علی موت ابیھا کی وفات کے بعد غمزدہ ہو کر اسی گھر میں المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آ ٹھہری تھیں۔

ص۱۷۵ طبع مصر

امام حسن علیہ السلام کی قبر کے متعلق علامہ سمہودی نے : تحریر کیا ہے کہ وہ اپنی جدہ فاطمہ بنت اسد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

لیکن قاضی ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات الاعیان میں جس کی تالیف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنہ ۶۷۳ھ میں ختم ہوئی۔ ہر سہ ائمۃ الکرام کی قبور کا اسی مقبرہ کے اندر ہونا بیان کیا ہے

تاریخ وفات یہ ہیں:

سیدہ زہراء بتول علیہا السلام	شبِ سہ شنبہ۔ رمضان سنہ ۱۱ھ
سیدنا عباس رضی اللہ عنہ	۱۲۔ رجب سنہ ۳۲ھ بعمر ۸۸ سال
سیدنا امام حسن علیہ السلام	بماہ ربیع الاول سنہ ۵۹ھ بعمر ۴۶ سال
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	سنہ ۹۵ھ
امام باقر رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۱۴ھ
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۴۸ھ

ایک اور مقبرہ ہے۔ یہ فاطمہ اسدیہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ یہ سیدنا علی مرتضیٰ۔ وجعفر الطیار وعقیل کی والدہ ہیں۔ اِن کا نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں انتقال ہوا۔ سنہ وفات نہیں ملا۔

ایک اور مقبرہ ہے جس میں امیر المومنین عثمان مظلوم وشہید کا مضجع ہے۔ ۱۷۔ ذی حجہ سنہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے۔

ایک اور مقبرہ ہے جس میں امام دار الہجرہ مالک بن انس رضی اللہ کی قبر ہے۔ اِن کا سلسلہ نسب قحطان کو جا ملتا ہے۔ ۱۰۔ ربیع الاول سنہ ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ اسی کے ساتھ ملا ہوا مقبرہ سید القرا نافع رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جو قرات میں امام مالک کے استاد تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ابو عبد اللہ نافع مولیٰ ابن عمر جو روایت حدیث میں نہایت معتبر و مشہور ہیں۔ اور ہیں۔ اور دیلمی الاصل تھے۔ اِن کا سنہ وفات سنہ ۱۱۷ھ ہے۔ اور نافع سید القراء اور ہیں۔ یہ ابو میمونہ مولے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں۔ اور اصبہانی الاصل ہیں۔ اور سنہ ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ ایک اور قبہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ صحابی بن صحابی ہیں۔ اِن کا نام جابر بن عبد اللہ ہے۔ مکثرین

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حدیث میں سے ہیں۔ اور ڈیڑھ ہزار سے زائد احادیث کی روایت کی ہے۔ ان کے والد عبداللہ عقبی بدری اور نقیب محمدی تھے، غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ ملائکہ ان کے جنازہ پر اپنے پروں سے سایہ فگن رہے۔

ایک اور قبہ واجب الاحترام مائی حلیمۃ السعدیہ کا ہے۔ یہ حضور کی دایہ ہیں۔ ان کے اسلام لانے کی روایات دیگر روایات سے زیادہ قوی ہیں۔ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما نے ان سے روایت کی ہے [1]

ایک قبہ مائی صفیہ رضی اللہ عنہا کا جنت البقیع سے بائیں ہاتھ پر ہے۔ یہ خاتون زبیر بن العوام کی والدہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک

۲۴ محرم ۱۳۴۰ھ سہ شنبہ

آج ہم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مسجد نبوی میں ۴۹ نمازیں ملیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔ ہمارے قافلہ کے جو احباب قبل از حج بوجہ دور شوق آ گئے تھے۔ ان کو کل ۱۴۰ نمازیں ملی تھیں۔ مولوی عبدالباقی صاحب لکھنوی۔ وجناب محمد سعید احمد صاحب مہاجر۔ و حسن عبدالجواد صاحب۔ نائب معلم پنجاب و وکیل ریاست بھوپال۔ و عمر حماد صاحب خطیب و امام مسجد نبوی و دیگر احباب الوداع کہنے کو آئے۔ قافلہ چلا۔ مدینہ چھوڑنے کا جو رنج ہم محسوس کرتے تھے۔ اس کی نسبت میں نے سمجھا۔ کہ یہ بھی ابوالبشر آدم علیہ السلام کا ورثہ ہے۔ کہ جو رنج انہوں نے جنت چھوڑتے وقت محسوس فرمایا۔ وہی رنج ان کی اولاد کے افراد مدینہ چھوڑتے وقت ضرور محسوس کریں۔ یہ تشبیہ مکمل ہو جاتی ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ روضۃ من ریاض الجنۃ کی حدیث صحیح ہے۔

[1] مائی حلیمہ کی قبر کا حوالہ سفرنامہ میں ہونا ابن بطوطہ نے درج کیا ہے۔ لیکن یہ بے اصل بات ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مدینہ سے نکلتے وقت بنو مسروح کے علاقہ میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ مگر وہ آجکل حکومت سے بگڑے ہوئے ہیں مستقل والی (گورنر) علی بن حسین تو اپنے والد ملک الحجاز کے پاس مکہ معظمہ میں ہیں۔ قائمقام کا رعب قبائل پر کچھ نہیں۔ اس لئے ایک ہفتہ کی متواتر کوشش پر بھی بنو مسروح رو براہ نہ ہوئے۔ اور جو سیدھا راستہ تھا۔ وہ نہ کھلا۔ اس لئے مقوم نے چکر ڈال کر ایک نئے راستہ سے قافلہ کو لیجانا چاہا۔ قافلہ روانہ ہوا۔ اور بار کونی گرام کے سٹیشن کے پاس سے گذرتا۔ اور شہداء احد کی قبور کو دست راست چھوڑتا ہوا اس وادی سے گذرا۔ جہاں غزوہ احد کا واقعہ ہوا تھا۔

ہم زیارت شہداء احد کو راستہ کی بے امنی کی وجہ سے نہ جا سکے تھے۔ مگر آج زیارت ہو گئی۔ میرے پاس دوربین تھی۔ اس لئے میرا نظارہ کھلی آنکھ سے دیکھنے والوں سے زیادہ لطف انگیز تھا۔ کوہ احد جسے مدینہ منورہ سے ہم روز محبت بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ اب معلوم ہوتا تھا۔ کہ جانب مدینہ اس کا چھوٹا سا پہلو ہے۔ ورنہ یہ پہاڑ طول میں کئی میل تک پیچھے کو چلا گیا ہے۔ اس کی سرخ سرخ سڈول چوٹی جو احرام والی کی طرح ننگے سر نظر آیا کرتی تھی۔ مگر دامن کوہ کو دیکھا۔ تو کوسوں تک نہایت سرسبز و شاداب نخلستان چلا گیا تھا۔ یہ نظارہ چند گھنٹے تک رہا۔ راہ میں وادی العیون آیا اس وادی میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سات چشمے زور سے بہتے ہوئے نظر آئے عجیب حیرت کہ اس سنگلاخ میں یہ چشمے۔ جن میں اس بہتات اور زور کا پانی رواں ہے کہاں سے نکلے ہیں۔ ایک اعرابی بکریاں چرا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ چشمے کہاں سے آتے ہیں۔ تو اس نے "مِنْ عِنْدِ اللّٰہ" کہہ دینے پر اکتفا کی۔ گویا اس کے نزدیک اس سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔ سہ پہر کے بعد ہمارے سفر کا رخ شمال سے مغرب کو ہو گیا۔ اور تب نہایت خشک پتھریلا راستہ آیا۔ اونٹ مشکل سے ایک ایک کر کے نکلتے تھے۔ ۲۵ گھنٹے مسلسل چلنے کے بعد ہم منزل جُحفر پر پہنچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور قیام کیا۔

پانی یہاں کا ہلکا۔ میٹھا تھا۔ صراحی میں ڈالا۔ ایک گھنٹہ بعد خوب ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ معوّم نے اعلان کیا۔ کہ آج (۲۵ محرم) یہاں قیام رہے گا۔ سب لوگ ۲۵ گھنٹے کے سفر سے تھک گئے تھے۔ اس اعلان پر خوش ہوئے۔

جُفر لغت میں بکری کے بچہ کو کہتے ہیں۔ جس کی عمر چار مہینے سے زیادہ نہ ہو بڑے دہانے کے چاہ کو بھی جُفر کہتے ہیں۔ غالباً اسی لئے منزل کا نام جُفر ہوا۔

۲۶ محرم پنجشنبہ

جفر سے ایک بجے دوپہر کے بعد روانہ ہوئے۔ بوقت غروب ایک کھلے میدان میں پہونچے جس میں ایک پختہ چاہ بھی تھا۔ اس سے تین چار سو قدم پر ایک پختہ حوض بھی۔ ہم نماز مغرب کے لئے اترے۔ دل میں خیال ہوا۔ کہ یہ منزل اترنے کے لئے تو خوب ہے۔ اتنے میں اعلان ہوگیا کہ قافلہ یہیں ٹھہر یگا۔ لوگ حیران ہوئے۔ بنو مسعود کی مزاحمت کا خیال ابھی تک زائل نہ ہوا تھا۔ اس لئے کچھ پریشانی بھی ہوئی۔ بیٹے معوّم سے پوچھا۔ تو اس نے بتلایا۔ کہ راہ سنگلاخ ہے۔ رات اندھیری ہے۔ اونٹ تھکے ہوئے ہیں۔ منزل ابھی خاصی دور ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ٹھہر جائیں۔

اس منزل کا نام بیر السویق ہے۔ پانی میں کچھ نمکینی ہے۔ حالات سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہی وہ مقام ہے۔ کہ جہاں تک غزوہ سویق کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے ابوسفیان کے تعاقب میں تشریف لائے تھے۔

۲۷ محرم جمعہ

بیر سویقہ سے چلے مشہور تھا۔ کہ بیر عباس پر منزل ہوگی۔ بوقت مغرب بیر روحا پہونچے نماز میں مصروف تھے۔ کہ اُترنے کا اعلان ہوگیا۔

بیر روحا، جسے تخفیفاً بیرحی بولتے ہیں۔ نہایت قدیم کنواں ہے۔ پانی با فراط ہے

خوش گوار ہے۔ دھنہ چاہ وسیع ہے۔

جاتے وقت دفعہ سے بیر درویش کی راہ میں بھی ہم کو یہ منزل آئی تھی۔ اور نماز مغرب بھی یہاں ہی پڑھی تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں دو راستے مل جاتے ہیں۔ واقدی نے روایت کیا ہے۔ کہ اس چاہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کو جاتے ہوئے شب چہارشنبہ نصف رمضان کو نماز پڑھی تھی۔

گو قیام بے وجہ ناگوار تھا۔ مگر مجھے خوشی تھی۔ کہ قیام ایسی جگہ ہوا۔ جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قیام فرمایا تھا۔

شنبہ ۲۸ محرم

لوگ سمجھتے تھے۔ کہ آج روانگی ہے۔ لیکن علی الصبح ہی معلوم ہو گیا۔ کہ الاحامدہ نے راہ بند کر دی ہے۔ اور وہ دوسو پونڈ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس بارہ میں مہین لوگوں نے ایک جلسہ کیا۔ اور ۱۶۰ پونڈ کی ادائگی منظور کر لی۔ ہماری طرف سے جلسہ میں منشی غلام محمد صاحب پٹیالوی شامل ہوئے تھے۔ ہم نے ان کے فیصلہ کا نفاذ کر دیا۔ فی شتر ساڑھے تین مجیدی (۱۲ ۱/۲ ملے) حصہ میں آئے۔ الاحامدہ وہ قبیلہ ہے۔ جو آج تک ترکوں کا ہوا خواہ ہے اور اسی لئے عثمانلی کے عرف سے معروف ہے۔ ملک الحجاز نے اُن کے وظائف سنویہ بند کر دیئے ہیں۔ اُن کی حالت محصورانہ کی سی ہے۔ لوگوں نے اُن کی حالت کو قابل رحم بھی سمجھا۔

بعض کا خیال تھا۔ کہ سلیمان بن حجہ مقوم بھی بنو سالم میں سے ہے۔ اور الاحامدہ بھی بنو سالم ہیں۔ اس لئے مقوم ذہاباً وایاباً (آمد و رفت) قافلہ کو دانستہ اس راستہ سے لایا تاکہ الاحامدہ کی امداد حجاج سے دلا سکے۔ اور اسی لئے تین مجیدی جاتے وقت اور ساڑھے تین مجیدی آتے وقت اُس نے اِن کو دلا دی۔ ؎۱

؎۱ اس خیال کی تائید اس امر سے ہوئی تھی کہ ہم سے دس دن بعد جو قافلہ مدینہ منورہ سے اسی راستہ سے آیا جس میں مولوی محمد نعیم صاحب مہاجر مکی مجددی بھی تھے۔ اُن کو نہ الاحامدہ نے روکا۔ اور نہ اُن کو راہ میں کچھ دینا پڑا۔ انہوں نے سفر ۵ یوم میں طے کیا۔ اور ہم کو ۹ یوم لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یکشنبہ ۔ ۲۹ ۔ محرم

بیر روحا سے روانہ ہوئے ۔ دو گھنٹہ کے بعد بیر عباس پہونچے ۔ یہاں ہم کو پنجشنبہ اور جمعہ کی درمیانی شب آجانا تھا ۔ اگر باقاعدہ سفر ہوتا ۔ یہاں ایک مختصر سی قلعہ نما عمارت ہے ۔ جہاں ترکی فوج رہا کرتی تھی ۔ اب یہ عمارت کئی جگہ سے گر گئی ہے ۔ اور خالی ہے ۔ ۔ ہم چار گھنٹے اور چلے ۔ تو موضع خیف آیا ۔ یہ دامان کوہ میں آباد ہے ۔ پہاڑ خشک ہے مگر دامان کوہ میں پانی کے چشمے رواں ہیں ۔ اور اسی وجہ سے دور تک نخلستان ہے یہ نخلستان کئی میل تک لمبا نظر آتا تھا ۔ قافلہ چلتا رہا ۔ حتی کہ بعد مغرب الحمراء جا پہونچے اور قیام کیا ۔ گیارہ گھنٹے کا سفر تھا ۔

دوشنبہ ۳۰ محرم

الحمراء ہمارے مقوم سلیمان بن حمجہ کا اصل قریہ ہے ۔ یہاں اس کی بڑی جائداد ہے یہاں ہموار میدان میں چشمہ بہتا ہے ۔ پختہ بنا ہوا ہے ۔ اوپر سے پٹا ہوا ۔ آبادی کے قریب ۱۵ ۔ ۲۰ فٹ کے فاصلوں سے کھلا ہے ۔ تین فٹ گہرا ۔ دو فٹ چوڑا پانی نہایت زور سے بہتا ہے ۔ پانی ۔ صاف شفاف ۔ ہلکا ۔ گرم کپڑے خوب صاف ہوتے ہیں ۔ نہانے کا مزہ ہے ۔ ہم صبح ہی اٹھے ۔ اور نخلستان میں چلے گئے چشمہ کے کنارہ ایک پتھر پر بیٹھ کر ۔ پاؤں پانی میں ڈال دیئے ۔ اور کئی گھنٹے وہاں بیٹھے رہے ۔ چند لڑکیاں آٹھ آٹھ سات سات سال کی ہمارے پاس سے گذریں ۔ ایک نے نہایت صفائی سے السلام علیکم کہا ۔ ہم نے جواب دیا منشی غلام محمد صاحب نے سفارش کی ہے کہ یہ واقعہ ضرور درج سفرنامہ کیا جاوے ۔ اس سے ان کی جرأت اور محبت کا ثبوت ملتا ہے ۔ چند لڑکیاں اور آئیں ایک نے سوال کیا ۔ ہم نے کہا کہ ہم تو ضیف ہیں ۔ ہماری ضیافت لاؤ ۔ وہ یہ سنکر شرمندہ ہوئی ۔ اور بھاگ گئی نخلستان میں مختلف قسم کی ترکاریاں اور پھل دار درخت ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے چند کوس پر (   ) ہے۔ اور اُس سے چند کوس پر بدر ہے۔ بدر کا نام قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور یہاں کے غزوہ کو اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان بتلایا ہے۔

سہ شنبہ۔ یکم صفر

آج بھی الحمراء میں قیام ہے۔ ہمارے کیمپ کے ارد گرد دو پہاڑ ہیں۔ اس لئے دن میں گرمی سخت ہوتی ہے۔ دن بھر قیام رہا۔ بعد مغرب یہاں سے چلے۔ ہمارا مقوم ابن جمجہ ہم سے رخصت ہوا۔ اُس نے یہاں سے ہمارے ساتھ اپنا بیٹا "ذناب" بھیجدیا۔ ہم رات کو دس گھنٹے چلے۔ اور بیر سعید (یا بیر حمید) پہونچ گئے۔ نماز صبح منزل پر آ پڑھی۔ تمام راستہ سخت پتھریلا۔ تنگ ہے۔ اونٹ بڑی احتیاط سے چلائے جاتے ہیں۔ میرے اونٹ کے ساتھ مشعلچی تمام رات مشعل لئے چلتا رہا۔ بیر سعید کا پانی اچھا۔ خوش گوار ہے۔ بیر جوار میں مرزا محمد اکبر خان۔ نے ایک سانپ مارا۔

چارشنبہ۔ ۲۔ صفر

دو بجے دن کے بیر سعید سے چل پڑے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پتھریلی زمین کا راستہ تھا پھر پہاڑ ہٹتے گئے۔ اور کھلا میدان شروع ہوا۔

سامنے جبل بواط تھا۔ جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لئے تشریف لائے تھے۔ اسی کے ساتھ جبل رضوی ہے۔ اِس کی بلندی ۶ ہزار فٹ ہوگی۔ امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کو امام موعود و مہدی معہود سمجھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ کہ امام ممدوح اسی پہاڑ پر خواب راحت میں ہیں۔ گرگ و شیر اُن کے پہرہ دار ہیں۔ میدان میں نرم ریت کا فرش تھا۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے۔ اور میدان کی فراخی میں بھی افزونی ہوتی رہی۔ تمام رات چلے۔ پھر اشراق کے بعد ینبوع   کی مساجد کے مینارے کچھ دھندلے دھندلے دکھائی دینے لگے۔ لوگ بیحد خوش تھے۔ کہ اب چند ساعات میں ریگستانی سفر کا قطعی خاتمہ ہونے والا ہے۔ ہم نو بجے صبح کے وقت شہر ینبوع پہنچ گئے۔ یہ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم ہوا۔ کہ رات کو دلیلِ قافلہ بھول بھی گیا تھا۔ اور اس لئے تین گھنٹے سفر میں زیادہ لگے

ینبوع

یہ مشہور بندرگاہ ہے۔ جو مصر سے جدہ کے بحری راستہ پر آتا ہے۔ مدینہ منورہ کے لئے سب سے قریب تر بندرگاہ یہی ہے۔ تین طرف پختہ دیوار بنی ہوئی ہے۔ بشرق کی جانب سمندر ہے۔

یہاں کے سمندر میں بھی کوہ ہائے زیرآب بکثرت ہیں۔ لیکن بندرگاہ کا پانی ساحل کے قریب تک بہت گہرا ہے۔ جدہ میں بھی بڑے جہاز ساحل سے اس قدر نزدیک نہیں آسکتے جس قدر قریب ینبوع میں آجاتے ہیں۔ اس کا فائدہ اہلِ تجارت کو ہے۔ مارکونی گرام کا اسٹیشن بھی ہے۔ جو بگڑا ہوا تھا۔ یہ پورٹ ایبل ہے۔ اور ترکوں کے عہد میں بارہ سو میل تک کام کرتا تھا۔

یہاں ترکوں کے عہد کی۔ ایک مشین سمندر کے پانی سے آبِ شیریں تیار کرنے کی ہے۔ یہ پانی بہت میٹھا اور خوش گوار ہوتا ہے۔ میں اس پانی کو چشمہ جات کے پانی سے ترجیح دیا کرتا تھا۔

ہم کو سمندر کے کنارہ بالائی منزل کے متعدد کمرے مل گئے جن میں ہمارے قافلہ کے سب آدمی اتر سکے۔ سمندر کا نظارہ سامنے تھا۔ اس مکان سے سمندر (۵۰) فٹ تھا۔ اس ۵۰ فٹ میں ۲۵ فٹ کا پلیٹ فارم جس پر ہم ہوا خوری کیا کرتے مکان درست طلب تھا۔ مگر بازار اور نظارہ بمبئی کے شاہجہاں ہوٹل کے برابر کا تھا۔

ینبوع خاصہ قصبہ ہے۔ آبادی تین ہزار سے زائد ہے۔ شہر سے باہر جانب جنوب ترکی فوج کے رہنے کی بارکیں بنی ہوئی ہیں۔ جنوب مغرب کو قبرستان ہے۔ سمندر کے کنارہ۔ ایک بلند مقبرہ بنا ہوا ہے۔ مگر کوئی شخص صاحب قبر کا نام نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتلا سکتا۔

اِس طرف سمندر کا نظارہ اور کھلے میدان کی ہوا ایسی فرحت بخش ہے۔ کہیں دو دو فتنہ یہاں سیر کو آیا کرتا۔ لوگ تو بدویوں کے خیالی خوف کی وجہ سے شہر پناہ تک آتے ڈرا کرتے لیکن میں دو۔ تین میل تک باہر کا چکر لگایا کرتا۔ منشی غلام محمد صاحب بھی ساتھ ہوتے۔ دروازہ اور قبرستان کے درمیان ایک جگہ سمندر کی ۴ ۔۵ فٹ کی دھار آیا کرتی تھی۔ جہاں لوگوں کو جوتے اُتارنا پڑتے تھے۔ میں نے اور منشی غلام محمد صاحب نے وہیں کی زمین اور پہاڑیوں سے پتھر اُکھاڑے۔ اور دو گھنٹے کی محنت میں اُس دھار پر پل باندھ دیا۔ اور اُسی وقت دیکھا۔ کہ چند لوگ اُس سے پار بھی اُترے۔ ہم جب تک وہاں رہے روزانہ مرمت اُس پل کی کرتے رہتے۔ منشی غلام محمد صاحب نے سمندر کے کنارہ سے عجیب عجیب گھونگے سیپ سیپ کی کشتی پانی میں تیرنے والی۔ بہت چیزیں جمع کر لی تھیں۔ ہم کو دس دن ینبوع میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اور اس قیام کا صحت پر بہت اثر پڑا۔

ینبوع میں دو ہفتہ قیام اور اُسکی وجوہات

ینبوع میں قافلوں کا پہونچنا سابقہ قرار داد کے خلاف تھا۔ اِس لئے ینبوع میں جہاز کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ہم ینبوع پہونچے۔ تو جہاز کی بابت تدبیر کرنی پڑی۔ تدبیر یہ تھی۔ کہ ملک الحجاز کی خدمت میں تار بھیجا جائے۔ نیز ٹرنر ماریسن کمپنی کو بمقام جدہ موجودگی حجاج کی اطلاع بھیجی جائے۔

سوءِ اتفاق سے لاسلکی تار کام نہ کرتا تھا۔ حاکم ینبوع سے ملکر ہم نے حکومت کو آمادہ کیا۔ کہ وہ کسی عرب ملّاح کو چھوٹی کشتی میں جو سمندر کے کنارہ کنارہ سفر کرتی ہے جدہ روانہ کریں۔ دیسی کشتی تین دن رات میں جدہ پہونچ جاتی ہے۔ کشتی روانہ کردی گئی۔ اُس پر بھی پانچ دن گذر گئے۔ کوئی جواب نہ ملا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب معلوم ہو۔ کہ کل کو خدیویہ پوسٹ کا جہاز (مصر سے عدن تک اِس پوسٹ کے جہاز چلتے ہیں) مصر سے آنے والا ہے۔ وہ ٹکٹ لے دیکر جدہ جاویگا۔ اُس جہاز کے ٹکٹ خرید لئے۔ جہاز بھی اگلے دن آگیا۔

اُس روز وہ مال اُتارتا رہا۔ اگلے روز مسافر لینے تھے۔ دوسرے دن صبح ہی جدہ سے ٹرنر ماریسن کا جہاز دارا آپہونچا۔ اب دونوں کمپنیوں میں بحث شروع ہوئی۔ ٹرنر ماریسن کا ایجنٹ کہتا تھا۔ کہ اُس کی کمپنی کو گورنمنٹ انڈیا سے حجاج کے لانے اور لیجانے کا استحقاق ملا ہوا ہے۔ اِس لئے کوئی دوسری کمپنی اِس استحقاق میں خلل انداز نہیں ہوسکتی۔ خدیویہ والوں نے ٹکٹ منسوخ کردیئے۔ اور سب حاجیوں کے دام واپس کردیئے۔ جہاز ہماری آنکھوں کے سامنے آیا۔ اور چلا گیا۔ اب دارا کے ٹکٹ خریدے۔ ٹکٹ خرید چکے۔ تب معلوم ہوا۔ کہ یہ جہاز ابھی دوسرے قافلہ کا جو مدینہ سے آنے والا ہے۔ انتظار کریگا۔ اور چونکہ دارا جہاز بصرہ جانے کے لئے مامور ہے اور آنے والا قافلہ عجمیوں کا ہے۔ جنہوں نے بصرہ اُترنا ہے۔ اِس لئے اُس قافلہ کا انتظار ضروری ہے۔ یہ قافلہ کئی روز بعد آیا۔ اور تب روانگی ہوئی۔

ہندوستانی حجاج کو شکایت یہ تھی۔ کہ اگر دارا نے جلد نہیں جانا تھا۔ تو اُس نے خدیویہ جہاز کے ٹکٹ کیوں منسوخ کرائے۔

اور اگر دارا نے عجمی قافلہ کا انتظار بہت دنوں تک کرنا تھا۔ تو کمپنی نے کیوں دارا ہی کو مامور نہ کردیا۔ کہ وہ ہندی حجاج کو جدہ پہنچا دیتا۔ اور ۴۸ گھنٹے بعد واپس ینبوع آجاتا۔ یا ہندوستان جانے والے جہاز کو ینبوع بھیجدیا جاتا۔ اور وہ حاجیوں کو لیکر جلد روانہ ہوسکتا۔ غرض اِس معاملہ میں حجاج کے اندر بہت پریشانی اور بے لطفی تھی۔

ینبوع کی آب و ہوا جدہ سے بہتر ہے بہت صحت بخش مقام ہے۔ اِس کا محل وقوع طول شرقی ۱-۳۸ عرض شمالی ½۱۴-۲۴ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھوک خوب لگتی ہے۔ صبح وشام تفریح کے لئے غربی دروازہ سے شہر سے باہر چلے جائیں۔ تو سمندر کے کنارہ کنارہ پھرنے کی بہت اچھی جگہ ہے۔

آبادی ۲ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن دو بڑی جامع مسجدیں موجود ہیں ۲۰ سے زیادہ قہوہ خانے ہیں۔

یہاں کے مزدور عجیب خوش دل ہیں۔ دس منٹ کام کرتے ہیں۔ تو چار منٹ سرود وطرب میں گزار دیتے ہیں۔

یہاں کے ساحل پر خالص سرخ خالص سبز۔ خالص سیاہ۔ خالص سفید مچھلیاں دیکھی گئیں۔ سمندر کے عجیب عجیب گھونگے بڑی افراط سے دستیاب ہوتے ہیں

ینبوع سے چلنے کے دن مسافرین میں عجیب گھبراہٹ اور خلفشار تھا۔ ڈاکٹری سارٹیفکٹ لینا ضروری تھا۔ اور ڈاکٹر لوگوں کو نہیں ملتا تھا۔ وہ آیا۔ تو بدقت ڈاکٹر تک رسائی ہوتی تھی۔

کشتی میں سوار ہونے کے لئے دشواری ہوتی تھی۔ یہ سب دقتیں طے ہوگئیں اور ہم بفضلہ تعالیٰ دارا جہاز پر سوار ہو گئے۔ اِس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اب ہندوستان پہنچنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہی۔ یہ جہاز ۳۲ گھنٹے میں جدہ پہونچ گیا۔ یہاں اُترنا تھا کشتیوں میں بیٹھ کر ساحل پر آ گئے۔ آگے مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب دہلوی اور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ولد حاجی عبداللہ صاحب دہلوی ساحل پر مل گئے۔ انکی ملاقات سے نہایت فرحت وسرور و اطمینان حاصل ہوا۔

یہ مکہ سے یہاں تشریف لائے تھے۔ تاکہ حجاج کے حسابات کا آخری تصفیہ کریں ماشاء اللہ۔ کیسے نیک لوگ ہیں۔ کتنے معاملے کے سچے مسلمانوں کے ہمدرد و بااخلاص اللہ تعالیٰ اس خاندان کے جملہ افراد کی حمایت وصیانت فرمائے۔

رات کو حکیم سعید حسن صاحب مفتش الحجاج کے مکان پر ٹھہرا۔ وہ اگرچہ خود مدینہ منورہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے ہوئے تھے۔ مگر اُن کا اردلی موجود تھا۔ جس نے پیغام دیا۔ کہ حکیم صاحب کی مکان پر آپ کو ٹھہرنا چاہیئے۔

جدّہ میں رفیق صادق شیخ خورشید علی صاحب جیپوری معہ برادر مکرم خود شیخ اصغر علی صاحب و شیخ عبدالغفور صاحب پٹیالوی و حکیم عبدالعزیز صاحب ملے۔ یہ صاحب زیارت مدینہ منورہ سے قبل از حج فارغ ہو چکے تھے۔ مگر اب جدہ میں میرے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ سخت انتظار میں کاٹا۔ ایک طرف تو یہ اُن حاجیوں کو دیکھتے تھے۔ جو مکے سے آتے۔ جہازوں پر چڑھتے اور روانہ ہوتے تھے۔ دوسری طرف اِن کو ہماری کوئی خبر نہیں ملتی تھی کیونکہ مدینہ منورہ اور ینبوع کے لاسلکی تار بگڑے ہوئے تھے۔ اُس پر وحشت افزا افواہوں کی کثرت کہ آج فلاں قافلہ لوٹا گیا۔ فلاں قافلے کے لوگ مارے گئے۔

اگرچہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ اُن کے لئے ڈیڑھ سال سے کم نہ تھا۔ مگر یہ عزم کے پکے بات کے دھنی۔ ارادہ کے پورے جدہ ہی میں بیٹھے رہے۔

ہماری واپسی کے لئے حکیم سعید حسن صاحب نے سیٹ پہلے سے جہاز جدہ میں ریزرو کرا رکھی تھی۔ ہم ایک دن ٹھہرے۔ سامان سفر درست کیا جن لوگوں کی نشست کا انتظام نہ ہوا تھا۔ اُن کا انتظام کیا۔ اور اگلے دن جدہ سے چل پڑے

جدہ سے کشتیوں تک پہونچنے میں بہت دشواری تھی۔ جدہ پولیس کا انتظام خراب تھا مسافر ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اور کوئی نظم نہ تھا۔

ہم مکان سے نماز صبح کے وقت چلے تھے۔ اور قبل از طلوع ساحلی سٹیشن پر پہونچ گئے تھے۔ مگر چار گھنٹے سے پیشتر کشتی پر سوار نہ ہو سکے۔ جو ساحل کے ساتھ لگی ہوئی مسافرین کا انتظار کر رہی تھی۔

ایسے موقعہ پر گھبراہٹ فضول ہے۔ اکثر مسافرین ایسی ہی جگہ اسباب وغیرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لکھو بیٹھتے ہیں۔

پنجشنبہ۔ ۱۲۔ کاتک۔ ۲۴ صفر ۱۳۴۰ھ۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جہاز جدہ میں سوار ہوئے۔ اور ۴ بجے بوقت عصر جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ اور روانہ ہوا۔

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ۴ بجے شام کے کامران پہونچے۔ یہاں سے آن ڈاکٹر دل نے سوار ہونا تھا۔ جو ہندوستان سے بموسم حج کامران کیمپ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ کپتان کی کوشش یہ تھی۔ کہ جہاز دو تین بجے کے درمیان تک پہنچ جائے۔ تاکہ ڈاکٹر صاحبان اسی روز سوار ہو سکیں۔ مگر ہوا سامنے کی تھی۔ اور بہت زور کی تھی۔ اس لئے جہاز ۴ بجے شام کے پہونچا۔ اس لئے شب کو ٹھہر جانا پڑا۔ کیونکہ وہ وقت سوار ہونے والوں کے لئے ٹھیک نہ تھا۔ ۸ صبح وہ سوار ہو گئے۔ تو ۱۴ گھنٹے کی اقامت کے بعد جہاز پھر چل پڑا۔

۳۱۔ اکتوبر۔ ۷ بجے صبح باب المندب نظر آیا۔ جاتے وقت تو ہم سو رہے تھے تین پہاڑیوں کی چوٹیاں سمندر سے سر نکلے ہوئے کھڑی ہیں۔ گویا پھاٹک کے ستون ہیں ان کے درمیان دو راستے بن گئے ہیں۔ گویا آنے جانے کے الگ الگ راستے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کہ جہاز کے گذر کا راستہ صرف انہی پھاٹکوں میں سے ہے۔ نہیں۔ اس کے دھنے۔ بائیں بھی کھلا سمندر موجود ہے۔ چنانچہ ہمارا جہاز ان پہاڑوں کو دست راست پر چھوڑتا ہوا نکلا تھا۔ سامنے خشکی نظر آتی ہے۔ برطانیہ کا قبضہ ہے مختصر آبادی۔ اور کچھ فوج ہے۔ ساحل پر جہاز بھی آتے جاتے ہیں۔ گو ہمارے جہاز کو ادہر جانے کی ضرورت نہ تھی۔

ہمراہیانِ جہاز

اکثر وہی تھے۔ جو جاتے وقت تھے۔ تاہم کچھ نئے بھی تھے۔ سیکنڈ کلاس کے کمرہ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے دونوں فریق سنے تھے۔ بات چیت سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ بوہرہ قوم سے ہیں۔ میں نے اُن کی ملاقات کو غنیمت سمجھا۔ اور وقتاً فوقتاً اُن سے اُن کے حالات معلوم کرتا رہا معلوم ہوا۔ کہ ان میں اسلام ساتویں صدی ہجری میں داخل ہوا۔ مصر سے دو مبلغ آئے۔ ملا احمد صاحب و ملا عبداللہ صاحب۔ وہ کھمبائت کے ساحل پر اُترے۔ اوّل اوّل دو کھیڈو (کاشتکار) اُن کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ یہ زن و مرد تھے۔ اُن کی خفیہ تعلیم اور کوشش سے مندر کا پوجاری (برہمن) بھی مسلمان ہوگیا۔ اس مندر میں سفید ہاتھی کی مورت تھی۔ اور اسی کی پرستش کی جاتی تھی۔ اسلام ترقی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ بھارمل (یا تارمل) وزیر بھی مسلمان ہوگیا۔ اور پھر سدراج سنگھ راجا بھی داخل اسلام ہوا۔

بوہرہ۔ کے معنے "بیوہار کرنے والا" بتلائے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان کا ذکر رقعجات میں کیا ہے۔ اور قوم بوا ہیر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ان کی مردم شماری قریباً دو لاکھ ہوگی۔

یہ لوگ ایک ملا کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جو موٹو ملا (یا ملائے اعظم) کہلاتا ہے۔ موجودہ ملائے اعظم کا نام ملا طاہر سیف الدین ہے۔

سورت۔ اس کا مستقر ہے۔ یہ ملا صاحب وزیر بھارمل کی اولاد سے ہیں۔ اس وقت ۳۲۔۳۳ سال کی عمر میں ہے۔

ملاء اعظم کو امام موعود کا نائب سمجھا جاتا ہے۔

ملا گری کی ابتداء امام حسن عسکری رح سے بیان کی جاتی ہے۔ یعنی اُس وقت سے جبکہ محمد بن حسن عسکری چار سالہ عمر میں شتی من سر من رآی کے غار میں داخل ہوکر غائب ہوئے تھے۔

محمد بن حسن عسکری کو اثنا عشریہ تو امام موعود اور مہدی زمان اعتقاد کرتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اب غائب ہیں۔ قرب قیامت میں اُن کا ظہور ہوگا۔ لیکن یہ لوگ آنکو مہدی موعود نہیں سمجھتے کہتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے عمر بھی پائی تب بھی ہفتاد سالہ ہو کر فوت ہو گئے۔ اولاد تو دنیا پر ہوگی۔ مگر پتہ نہیں کہاں ہے۔ مہدی موعود اُنہی کی اولاد میں سے ہونگے۔

ملّا اعظم بننے کے لئے وراثت ضروری نہیں۔ اور نہ سیّد ہونے کی شرط ہے۔ موجودہ ملا، کے دادا ملا نجم الدین صاحب اِس خاندان کے پہلے ملّا تھے۔ انہوں نے اپنا جانشین اپنے بھائی کو کیا۔ اُس نے اپنے برادر زادہ کو جو ملا طاہر کا باپ تھا۔ اُس نے چچیرے بھائی کو اُس نے موجودہ ملا صاحب کو۔

آئندہ ملّا کا انتخاب موجودہ ملا اپنی زندگی کے آخری وقت میں کرتا ہے۔

تمام بوہرہ قوم ہر قسم کا صدقہ وزکوٰۃ کا روپیہ ملّا اعظم کے پاس بھیجتے ہیں۔ وہ بیت المال میں داخل کرتے ہیں۔ بیت المال سے تقسیم ملّا صاحب کے حکم سے ہوتی ہے۔ ۲۴ لاکھ سالانہ آمدنی کا اندازہ ہے۔

یہ لوگ اثنا عشری فرقہ سے اپنے آپ کو بہت دور سمجھتے ہیں۔ اور اُن کا ذکر حقارت کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

نماز بار سال بدپڑھتے ہیں۔ سفر میں ظہرین و مغربین کو جمع کرتے ہیں حضر میں جمع بین الصلوتین کو جائز نہیں سمجھتے۔

دعائے قنوت صرف نماز صبح ہی میں پڑھتے ہیں اور کسی نماز میں نہیں۔

وضو میں پاؤں نہیں دھوتے مسح کرتے ہیں۔ جو پشت پا پر وہاں تک آنا چاہیے۔ جہاں بالمقابل ایڑی کا حصہ شروع نہیں ہوا۔

تیمم میں چہرہ پر دسوں انگلیوں کے سرے مسح کرتے ہیں، پشت کف دست کو خارج از مسح جانتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عزاداری امام حسین علیہ السلام کرتے ہیں۔ تعزیہ نہیں بناتے کہ اسے بت پرستی سمجھتے ہیں۔ سینہ کوبی کا پہلے رواج تھا۔ موجودہ ملا صاحب نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔ مرثیہ پڑھنے کا رواج ہے۔ مگر بہت کم۔ زیادہ تر روایات پڑھی جاتی ہیں اور آنسوؤں سے رویا جاتا ہے۔ آوازِ گریہ حرام ہے۔

تقیہ کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور "التقیہ دینی ودین آبائی" کی روایت امام جعفر صادق رح سے بیان کرتے ہیں۔

متعہ کو حرام جانتے ہیں۔

یہ رویت ہلال کے پابند نہیں ہیں۔ محرم۔ ربیع الاول۔ جمادی الاول۔ رجب۔ رمضان ذی قعدہ کو ۳۰ یوم کا۔ اور صفر۔ ربیع الثانی۔ جمادی الآخر۔ شعبان۔ ذی الحجہ کو ۲۹ یوم کا مہینہ سمجھتے ہیں۔ اس طرح ان کا قمری سال ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے۔ ان کو اس بات کا فخر ہے کہ وہ ہمیشہ رمضان کے ۳۰ یوم کا روزہ رکھتے ہیں۔ اور تکملوا العدۃ کی تعمیل وہی کرتے ہیں۔

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم کی صحت کے قائل ہیں۔ خلفاء راشدین کے نام ادب سے لیتے ہیں۔

اپنے مذہب کی کتاب ملا اعظم کی اجازت کے بغیر کسی کو نہیں دکھلاتے۔

چونکہ پنجاب میں اس قوم کے مذہبی عقائد کم معلوم ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ جو کچھ ملا شیخ داؤد بھائی شیخ یوسف علی سورت والے کی زبان سے سنا وہ درج سفر نامہ کر دیا جائے۔ (والعہدۃ علی الراوی)

آتے وقت نہ عدن ٹھہرے۔ نہ کراچی گئے۔ سیدھے بمبئی کو جہاز آیا۔

۸۔ نومبر کی صبح کو جہاز بمبئی پہونچ گیا۔ نماز صبح کے وقت ہم نے بمبئی کی عمارات کو دیکھا۔ کپتان نے بتلایا۔ کہ اب جزر ہے۔ پانی اترا ہوا ہے۔ جہاز دو بجے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تہجد کے وقت آگے بڑھیگا۔ اور ساحل کے ساتھ جا لگے گا۔
جہاز پر کشتیوں کی آمد شروع ہوئی۔ دوکاندار چیزیں لیکر آتے تھے۔ اور حجاج کے رشتہ دار ملنے کے لئے۔
اس وقت کا عجیب نظارہ تھا جب کوئی حاجی اپنے رشتہ دار کو دیکھتا تھا۔ اور دونوں کے چہرے خوشی سے پھول کی طرح کھل جاتے تھے۔
یا جس وقت کسی شخص کو کسی حاجی کی موت کی اطلاع ملتی تھی۔ اور وہ بیچارہ استقبال کنندہ ظلمات فوق ظلمات کا مصداق ہو جاتا تھا۔
اہل شہر کو جہاز پر آنے کی اجازت نہ تھی۔ البتہ بحری پولیس کے چند اشخاص آ پہونچے تھے۔ دو بجے کے بعد جہاز آہستہ آہستہ ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ اور ۴ بجے ساحل کیساتھ جا لگا۔ ہم نے جہاز ہی پر سے دیکھا۔ کہ مکرم دوست مولوی شرف الدین صاحب بھی موجود ہیں۔ اور خان بہادر سیٹھ عبدالواحد بھی ہیں۔ جہاز سے اترنے میں لوگوں کو بڑی عجلت تھی۔ الحمدللہ اترے۔ میرے پاس ایک بندوق اور ایک پسٹل تھا جس کی لائسنس کی میعاد ایک ہفتہ ہوا پوری ہو چکی تھی۔ اس لئے میں نے ان دونوں کو منشی غلام محمد صاحب کے ہاتھ بحری پولیس کے پاس بھیجدیا۔ اور رسید لیلی۔ (بعد میں یہ دونوں اسلحہ فارن آفس پٹیالہ کی تحریر پر گرانڈ بے کمپنی کی معرفت بمبئے منگوالئے)
۹ نومبر کو ہم بمبئی ٹھہرے۔ اور سامان کی روانگی کا انتظام کیا۔ مولوی شرف الدین صاحب نے تمام سامان کے بک کرانے اور روانہ پٹیالہ کر دینے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیلی۔ سیٹھ سلیمان صاحب و خان بہادر عبدالواحد صاحب کے ہاں ملاقات کو گیا۔
۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء ۳ بجے دن کے بمبئی سے بی بی سی آئی کی ناگدہ متھرا ریلوے سے روانہ ہوئے۔ اور ۱۱ نومبر کو ۱۲ بجے دن کے سوائی مادھو پور کے سٹیشن پر اترے۔
یہاں سے جے پور کو چھوٹی پٹڑی کی ریل جاتی ہے۔ یہ ریلوے ریاست جے پور کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملکیت ہے۔ اور تمام ملازمین بھی ریاست ہی کے نوکر ہیں۔

ریاست نے اپنا اسٹیشن بھی الگ بنایا ہے۔ جو بی۔بی۔سی آئی ریلوے کے محاذی اور قریباً ۵ قدم کے فاصلہ سے ہے۔ سوائی مادھوپور میں ریاست کی طرف سے ناظم ضلع رہتے ہیں۔

یہاں سے شیخ اصغر علی صاحب و شیخ خورشید علی صاحب کے واقف لوگ ملنے شروع ہوئے۔ ہم چار بجے یہاں سے چلے۔ اور ۱۱ بجے شب کے قریب جیپور خاص کے اسٹیشن پر پہونچ گئے۔ جہاں استقبال کرنے والوں کا بڑا مجمع موجود تھا۔ اسٹیشن ہی پر چائے کا انتظام بھی تھا۔ اور گھوڑ بہل وغیرہ کا انتظام بھی۔

دستور کے مطابق جے پور شہر کے دروازہ دس بجے شب کو بند ہو جاتے ہیں اور پھر صبح ہی کو کھلتے ہیں۔ لیکن معزز میزبانوں نے دن ہی میں ڈیوڑھی خاص کا حکم دروازہ پر پہونچا دیا تھا۔ اس لئے حجاج کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ہم شیخ خورشید علی صاحب کے دولت خانہ پر پہونچ گئے۔

برادر بجان برابر قاضی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی ہمارے انتظار میں یہاں آئے ہوئے تھے۔

یہاں شیخ فدا علی صاحب سے جو شیخ خورشید علی صاحب کے اخ مکرم ہیں ملے۔

۱۲ نومبر۔ صبح جے پور شہر کی سیر کی۔ اور سہ پہر کے وقت عجائب خانہ دیکھا۔ اور شام کو احکام و اسرار حج پر وعظ کہا۔ رات کے ۱۱ بجے تک معززین شہر سے شرف مکالمہ رہا۔

دوسرے دن شیخ صاحب کے ماموں شیخ محمد مشتاق علی صاحب جاگیردار کے ہاں دن میں صداقت اسلام پر وعظ کہا کھانا بھی اِن ہی کے ہاں تھا۔ انہوں نے مجلس وعظ کو آراستہ کرنے میں بہت کوشش کی تھی۔

شام کو یہاں سے چل پڑے۔ اور ۱۴ نومبر کی صبح کو دہلی پہونچ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شام کو دہلی سے روانہ ہوئے۔

۱۵۔ نومبر ۲۱ء۔ ۱۴ ربیع الاول ۴۰ھ یکم گھر سمٹ ۹ بجے دن کے پٹیالہ پہونچگئے۔ پٹیالہ سٹیشن پر مسلمانوں کا جم غفیر پر جوش خیر مقدم کے لئے موجود تھا۔ بزرگوار سائیں صاحب میاں عبداللہ شاہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ یہ ایک صافی مشرب درویش ہیں۔ ۱۵۔ ۲۰ سال سے پٹیالہ میں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی مسجد تیار کرائی ہے۔ جو عمارت کی خوبی اور لطافت و نزاہت کے لحاظ سے سینکڑوں مساجد سے ممتاز ہے۔

عمارت میں استحکام اور پائیداری کے ساتھ خوبی منظر کے لوازم کو بھی پورا کیا گیا ہے ہوا اور روشنی کا خیال ہر جگہ رکھا گیا ہے۔ صحن بہت کشادہ ہے۔ اور ابھی تک عمارات مفیدہ کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اور آجتک کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے چندہ کی بابت سوال کیا گیا ہو۔ اُن کا ارادہ ہے۔ کہ اس جگہ دار الحدیث بھی ہو۔ جہاں حدیث پاک کی تعلیم دیجائے۔ اور ایسی خانقاہ بھی ہو۔ جہاں انسان اطمینان قلب سے بیٹھ کر ذکر و شغل کر سکے۔

احکام شریعت کی پابندی کو لازم سمجھتے ہیں۔ اور ایسی درویشی سے نفور ہیں جس میں احکام شریعت سے تہاون و تغافل کیا جائے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور پھر گھر پر آیا۔ جہاں غلام حیدر خلف صاحب کے مدرسۃ القرآن کی لڑکیاں موجود تھیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت سے سب کو مبتہج و مسرور کیا۔

یہ سفر مبارک ۲۶ شعبان ۳۹ھ سے شروع ہوا تھا۔ ۱۴۔ ربیع الاول ۴۰ھ کو ختم ہوا۔ قمری حساب سے ۶ ماہ ۱۸ یوم لگے۔

الحمد للہ۔ کہ تمام سفر صحت کامل۔ اطمینان تام کے ساتھ پورا ہوا۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے افضال والطاف۔ اور جود و نوال سے آسائش و راحت و سرور و برکت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ سے دعا ہے۔ کہ ایک بار پھر اس عاجز بیچارہ کو حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ تاکہ جس جس معاملہ میں کمی و فرو گذاشت رہ گئی ہے اس کے دُور ہونے اور تکمیل کا موقعہ مل سکے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

راجی شفاعت و غفران

قاضی محمد سلیمان سلمان

منصور پوری

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قصیدہ

شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا　　بخدا خانۂ خدا دیکھا[1]
اٹھ گیا اختلاف سمع و بصر　　جو سنا تھا اُسی کو جا دیکھا

مقام ابراہیم

ہم نے دیکھا مقام ابراہیم　　فِیْہِ آیَات کو کھلا دیکھا[2]
دیکھ کر نقش پائے ابراہیم　　ہم نے خلت کا نقش پا دیکھا

چاہِ زمزم

چاہ زمزم کو دیکھ کر ہم نے　　شرف جاہ ہاجرہ دیکھا[3]

مطاف اور طائفین

مرکز و دائرہ میں بیت و مطاف　　راز و آغاز انتہا دیکھا[4]
دیکھا بحر عبودیت کا جوش　　سر طائف کو مبتلا دیکھا
منہ برستے میں جب طواف کیا　　صدف دل کا منہ کھلا دیکھا

ملتزم

ملتزم آستانِ عالی پر　　چشم کو چشمۂ بکا دیکھا[5]

---

[1] ایک شخص نے شیخ خورشید علی صاحب کے پاس یہ مصرعہ لکھ بھیجا "شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا" انہوں نے یہ مصرعہ مجھکو بھیجا نیز درخواست کی کہ اس کا جواب لکھ دیا جائے میں نے چند اشعار نظم کر دیئے ہیں اور مناسبت مقام سیان کو سفرنامہ میں جگہ دی گئی۔
[2] اس میں آیت فِیْہِ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرَاهِیْمَ کی جانب اشارہ ہے۔
[3] اس میں صحیح بخاری کی حدیث "فَاِذَا هِیَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ کَانَ عِنْدَکَ خَیْرٌ فَاِذَا جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَعْقُبُہٗ بِعَقِبِہٖ عَلَی الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ" کی طرف اشارہ ہے۔
[4] طواف کی ابتدا و انتہا پر اشارہ ہے
[5] یہاں عمر فاروقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم پُر آب دیکھا۔ فرمایا یہ وہ جگہ جہاں آنسو گرتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حجرِ اسود

نظر آیا حجر سے دو مردمِ چشم — نور افزا و دل رُبا دیکھا
سمجھے معنیٔ بوسۂ پیغام — اُس کو لب بوسِ مصطفیٰ دیکھا

حطیم

ہے یہاں ایک ظاہر و باطن[1] — فیصلہ یہ حطیم کا دیکھا

صحنِ حرم

صاحبِ تاج بالک اورنگ — فرش پر نقشِ بوریا دیکھا
عدل دیکھا[2] وہاں قَسَمۡنَا کا — خوشتر از بادشہ گدا دیکھا
صنف در صنف تھے عکوف و سجود[3] — حاصل حکمِ طَہِّرَا دیکھا
جلوۂ[4] اِنَّمَا تُوَلُّوۡا کو — صحنِ کعبہ سے تا سما دیکھا
پایا کعبہ[5] مَثَابَةً لِّلنَّاسِ — شطرِ قبلہ[6] کو حق نما دیکھا

حرمِ مکہ

در و دیوار و دشت اور جبل — دشمنِ شرک اور ریا دیکھا
غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ وہ جو وادی[7] ہے — غنچۂ دل وہاں کھلا دیکھا
ذرہ ذرہ کے لب پہ بھی جاری — فَالِقُ الۡحَبِّ وَالنَّوٰی دیکھا

---

[1] حطیم کی جگہ اندرون کعبہ کی جگہ ہے۔
[2] اس میں آیت "نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَّعِیۡشَتَھُمۡ" کی طرف اشارہ ہے۔
[3] اس میں آیت "اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ" کی طرف اشارہ ہے۔
[4] اس میں آیت "فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ" کی طرف اشارہ ہے۔
[5] اس میں "وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ" کی طرف اشارہ ہے۔
[6] آیت "فَوَلُّوۡا وُجُوۡھَکُمۡ شَطۡرَہٗ" کی طرف اشارہ ہے۔
[7] رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ کی طرف اشارہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبوترانِ حرم

ہم نے دیکھے کبوترانِ حرم   کیا ہوا گر نہیں ہُما دیکھا

مروہ و صفا

ہم نے دیکھے شعائرِ ربی[1]   جبل مروہ و صفا دیکھا

دار ارقم رضی اللہ عنہ

دار ارقم[2] کہ سابقین کو جہاں   سبق اوّلین ملا دیکھا

مولد بتول علیہا السلام

سیدہ فاطمہ[3] کے مولد پر   پردۂ نور کبریا دیکھا

مولد نبوی صلی اللہ علیہ السلام

آمنہ[4] نے جہاں امانتِ حق   کی ادا   دارِ مصطفےٰ دیکھا

مقبرہ خدیجۃ الکبرےٰ ام المومنین رضی اللہ عنہا۔

مضجع طاہرہ[5] کہ جن پہ سلام   لائے جبریل از خدا دیکھا

جبل بوقبیس

قلۂ بوقبیس وہ جس سے   جگر ماہ شق ہوا دیکھا

گونج میں تھی صدائے بانگِ بلال   بت و بطلان کو مٹا دیکھا

---

[1] اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ کی طرف اشارہ ہے۔

[2] ارقم بن ابی الارقم عبد مناف بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم رضی اللہ عنہ کا گھر دامان صفا میں جانب شمال واقع ہے جہاں متعدد سابقین الاولین داخل اسلام ہوئے تھے۔

[3] سیدۃ النساء العالمین زہرہ فاطمہ بتول۔ بضعۃ الرسول علیہا السلام کا مولد بیت ام المومنین طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔

[4] اسی کے متصل مولد النبی کے گھر کی زمین ہے۔

[5] ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کا لقب قبل از اسلام بھی طاہرہ تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جبل ثور

جبل ثور کوہ نور ہے اب ۔۔۔ راہِ ہجرت کا رہنما دیکھا
دونوں شامل تھے اک معیت میں ۔۔۔ رازِ کتمانِ اِذْھُمَا دیکھا[۵۱]

جبل حرا

اوّلیں مہبطِ کلامِ کریم ۔۔۔ اَلحِرا چشمۂ ہُدےٰ دیکھا
وہ مطاعِ الامیں جہاں اُترا ۔۔۔ آنکھ نے منظر دَنیٰ[۵۲] دیکھا

مسجد العقبہ

عقبہ[۵۳] جس جا خدا سے بندوں نے ۔۔۔ تھا کیا بیع و اشتراء دیکھا

منیٰ

نظر آئے معانیٔ فَانْظُرْ[۵۴] ۔۔۔ وادیٔ ابتلا منٰی دیکھا

محسّر

ہم نے اصحاب[۵۵] فیل کا انجام ۔۔۔ کہ ہوئے لقمۂ فنا دیکھا

مسجد خیف

مسجدِ خیف نے مٹایا خوف ۔۔۔ مخیمِ سیدالورٰی[۵۶] دیکھا

عرفات وجبل رحمت

دیکھا عرفات آیا محشر یاد ۔۔۔ ایک عالم کا جمگھٹا دیکھا
مجرمانہ کھڑے تھے سب سب پر ۔۔۔ اثر خوف اور رجا[۵۷] دیکھا

---

۵۱ آیت اِذْهُمَا فِی الْغَارِ پہ اشارہ ہے ۵۲ آیت فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پر اشارہ ہے۔
۵۳ بیعت عقبہ پر تلمیح ہے اور آیت اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ پر اشارہ ہے۔
۵۴ آیت فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی پر اشارہ ہے۔
۵۵ سورہ اصحاب الفیل پر اشارہ ہے۔
۵۶ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مسجد خیف کے موجودہ صحن کے وسط میں تھا۔
۵۷ الایمان بین الخوف والرجاء کی طرف اشارہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روس اور چین اور سوڈان کو — یک لباس اور یک نوا دیکھا
ولولہ ایک اور کلمہ ایک — سب کو توحید کا فدا دیکھا
سب کو یک رنگ یک زباں پایا — اختلافات کو مٹا دیکھا
کوہ پر ناقہ ناقہ پر تھا خطیب — اُسْوَۂ پاکِ مصطفٰے دیکھا
سب کا نخلِ مراد تھا سرسبز — دشتِ ویراں ہرا بھرا دیکھا
خوانِ یغما تھی بن گئی رحمت — سب کا دامن بھرا ہُوا دیکھا
بٹ رہی بے حساب تھی نعمت — ہِبَۃً وَاہِبُ الْعَطَا دیکھا
خلعتِ انشراح و انس و سرور — سب کو انعام میں ملا دیکھا

مشعر الحرام

حرمتِ مشعر الحرام عجب — درد نے ذکر[۱] کو دوا دیکھا

مزدلفہ

مزدلفہ بیتِ آدم و حوّا — جامعِ مغرب وعشاء دیکھا

منٰے

مُنْیَۃُ الْحَاج بن گیا تھا منٰے — خوانِ مہمانیٔ خدا دیکھا
دیکھی قربان گاہِ اسمٰعیل — بُرجِ سَعْدَیْنِ اَسْلَمَا دیکھا
دستِ تعمیل کو تو ہی پایا — سرِ تسلیم کو جُھکا دیکھا

رمی جمراۃ

غلبۂ آدمی نظر آیا — ہم نے شیطان کو بندھا دیکھا

طوافِ افاضہ

خلوت و کسوتِ جدید من بیت — دیکھ کر رعبِ کبریا دیکھا

---

[۱] فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام پر اشارہ ہے +

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوہِ تنعیم

کوہ تنعیم۔ وہ۔ نبی نے جہاں — اَشَدَّ اعدا کئے رہا دیکھا

بلد الامین

مکہ قرآن پاک میں جس کو — حق نے اُمّ القریٰ[1] کہا دیکھا
وہ اَحَبُّ البِلَادِ عِندَ اللہ[2] — سب سے پہلے تھا جو بنا[3] دیکھا
تم کو بتلایا دیدِ چشم کا حال — اب بتاؤں کہ دل نے کیا دیکھا

وجدانیات

شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا؟ — مرکزِ رحمت واحدی دیکھا
آنکھ پر قابو ئے زباں کب ہے — کس طرح سے ادا ہو کیا دیکھا
آنکھ میں گر زبان اُگ جائے — تب بیان ہو سکے جو تھا دیکھا
ہے وہ گفت و شنود سے عالی — کیا سناؤں تجھے جو تھا دیکھا
دید پر منحصر سوال ہے کیوں — دیکھنے سے ہے جو سوا دیکھا
آیا اپنا تصور دید نظر — کھول کر آنکھ جب ذرا دیکھا
ابرِ رحمت گہر فشاں پایا — بحرِ عصیاں کو خشک سا دیکھا
ریگ صحرا میں پایا آبِ حیات — ذرہ خورشیدِ نور زا دیکھا
منکشف تھے غوامضِ قرآں — خاکِ بطحا کو دل کشا دیکھا
عقل قاصر تھی جن حقائق تک — فہم اُن کے لئے رسا دیکھا
لیلۃ القدر تھی وہاں کی فجر — شام میں صبح کو چھپا دیکھا
بارور ہو گیا تھا نخلِ مراد — جیب میں نقدِ مُدعا دیکھا

---

[1] آیت لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی سے اقتباس
[2] حدیث پاک انت احب البلاد عند اللہ کی طرف اشارہ ہے۔
[3] اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ پر اشارہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظر آئے گناہ پر گیا ہ! — غفور رحمٰن کو کھڑا دیکھا
نظر آیا ہبوطِ نفس عیاں — روح کا صاف ارتقا دیکھا
ہم نے خود رفتگی کی صورت میں — حوصلہ اپنے قلب کا دیکھا
فکرِ ردّ و قبول تھا مردود — مانگنا حاصلِ دعا دیکھا
فیض بے حد مبدءِ فیاض — چشم بر راہِ التجا دیکھا
حسن ہر آں تھا ترقی پر — جلوہ ہر دم نیا نیا دیکھا
قلب اور نور ناظر و منظور — ایک کو ایک پر فدا دیکھا
لذتِ ذکر کا تھا دل غواص — لب کو مستغنی از دعا دیکھا
ضبط میں اضطرابِ شوق انگیز — شوق پر ایک عجب سا دیکھا
نظر آئی حقیقتِ کعبہ — سرِ تکوین ماسوی دیکھا
اتباعِ محمدی کا مقام — کعبہ و قدس سے بڑا دیکھا
بیتِ معمور اور کعبہ میں — سلکِ حبل المتین لگا دیکھا
نورِ اسود کا انعکاسِ لطیف — جامۂ کعبہ پر پڑا دیکھا
رحمت و رعب الفت و ہیبت — ہم نے چاروں کو اک جا دیکھا
غلبۂ شکر اور جذبۂ شوق — شرع کی تحت میں روا دیکھا
سیر پر سیر درک او پر درک — ماوری فوق ماوری دیکھا
مٹ گئے سب نقوشِ جزئیات — مرأتِ قلب منجلی دیکھا
خوبیٔ منظر و قصورِ نظر — ایک کو ایک سے سوا دیکھا
قلب سمجھا ہوا نظارہ ختم — بولی حیرت کہ کیا تھا کیا دیکھا

بار دیگر اگر گیا سلماں
پھر سنائیگا کیا نیا دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرد اشیاء جن کا حاجیوں کو سفرِ حج میں ساتھ رکھنا ضروری ہے

نمبر شمار	نام اشیاء	تعداد	کیفیت
۱	لٹھہ یا گاڑہ برائے کفن جو احرام باندھنے میں بھی کام دیگا ..	۲۰ گز	یہ مقدار لٹھہ کا ہے گاہڑہ زیادہ لینا چاہیئے
۲	سفری بستر ا	مختصر	
۳	پہننے کے کپڑے	کم از کم ۲ جوڑے	اگر رنگین ہوں تو اچھا ہے۔
۴	جوتہ پاؤں کا	یک جوڑا	جو پاؤں میں پہنا ہؤا ہے اس کے علاوہ ایک جوڑہ فالتو ہمراہ رکھنا چاہئے۔
۵	برساتی	یک	
۶	مشکیزہ پانی کے لئے ..	یک	اگر دو ہوں تو بہتر ہے۔ چرمی یا کرمچ کا
۷	صابون	حسبِ ضرورت	کپڑے دھونیکا اور منہ دھونے کا۔
۸	سوزن و دھاگہ	ایضاً	
۹	آئینہ	یک	منہ دیکھنے کا۔
۱۰	قینچی	یک	
۱۱	چاقو یا چھری	یک	
۱۲	دیگچی	تین عدد	انے مل کی بہتر ہوگی
۱۳	سرپوش دیگچی	"	" "
۱۴	رکابیاں کھانا کھانے کی ..	چہار	ایضاً تین عدد
۱۵	کفگیر	یک	
۱۶	چمچہ خورد	دو	
۱۷	پرچ پیالہ - چاہ پینے کا	دو جوڑا	
۱۸	گلاس	یک	
۱۹	لوٹا مسی	یک	
۲۰	گرما ما خورد یا سمعوار	یک	

نمبر شمار	نام اشیاء	تعداد	کیفیت
۲۱	کرچھی آہنی	یک	
۲۲	انگیٹھی آہنی وچولھا آہنی	یک	
۲۳	توا آہنی	یک	
۲۴	دست پناہ	یک	
۲۵	ڈول آہنی یا بالٹی معہ رسہ	یک	
۲۶	کلہاڑی	یک	لکڑی (ہیمہ سوختنی) چیرنے کیلئے
۲۷	پنکھا	یک	
۲۸	چھڑی دستی بھالدار ..	یک	بانس کی چوب دستی بہتر ہے
۲۹	سفری پلنگ	یک	جو اکٹھا ہو جاوے۔
۳۰	سفری کرسی	یک	ایضاً
۳۱	کوئلہ	حسب ضرورت	صرف سفر جہاز کے لئے
۳۲	روغن زرد	ایضاً	عرب میں اچھا روغن زرد بالکل نہیں ملتا۔
۳۳	چاول	ایضاً	
۳۴	قند سفید	ایضاً	صرف ایام سفر جہاز کیلئے لینا ہے کیونکہ عرب میں عمدہ اور ارزاں ملتا ہے
۳۵	چاء	ایضاً	
۳۶	دودھ کا ڈبہ	ایضاً	
۳۷	دال ماش یا مسور	ایضاً	مونگ کی دال عرب کے پانی سے نہیں گلتی اسلئے نہیں لینی چاہئے
۳۸	گرم مصالحہ	ایضاً	
۳۹	نمک و مرچ وغیرہ	ایضاً	
۴۰	پیاز	ایضاً	
۴۱	لہسن	ایضاً	
۴۲	الائچی خورد	ایضاً	
۴۳	چھالیاں	ایضاً	اگر کھانے کی عادت ہو۔
۴۴	زردہ یعنی کھانے کا تمباکو۔	ایضاً	بشرط مذکور
۴۵	حقہ	یک	
۴۶	تمباکو پینے کا	حسب ضرورت	اگر حقہ پینے کی عادت ہو
۴۷	دیا سلائی	ایضاً	

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نمبر	نام اشیا	تعداد	نمبر	نام اشیاء	تعداد
۴۸	املی	حسب ضرورت	۵۵	اسنزا	یک
۴۹	امچور	ایضاً	۵۶	موچنا	یک
۵۰	اسبغول	ایضاً	۵۷	ناخن گیر	یک
۵۱	جوشاندہ	ایضاً	۵۸	پیشاب دانی ٹین	یک
۵۲	رومی مصطگی	ایضاً	۵۹	سلفچی - ٹین	یک
۵۳	کاغذ برائے خطوط	ایضاً	۶۰	موم بتی	ایک درجن
۵۴	لفافہ .. (بہتر ہے کہ وطن کا پتہ انگریزی اردو میں ٹائپ کرا لیا جائے)		۶۱	لال ٹین	یک

نمبر	نام اشیا	تعداد	کیفیت
۶۲	بکس ادویات	یک	جس میں چیدہ چیدہ کارآمد ادویات اسہال بخش بدہضمی کے علاج کی ہوں۔
۶۳	چورن ہاضمہ	حسب ضرورت	
۶۴	قلم	درجن	خواندہ آدمی کو یہ چیزیں رکھنی چاہئے اگر خواندہ نہیں ہے تو اس کو ان ہر چار چیزوں کے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
۶۵	پنسل	دو	
۶۶	دوات	یک	
۶۷	روشنائی	حسب ضرورت	
۶۸	کرمچ کا ایک گدیلہ ۶×۲ فٹ	یک	جہازوں میں اور اونٹ پر کارآمد ہوگا۔
۶۹	فرشی دری - ۸ یا ۱۰ گز طول	..	سفر مدینہ منورہ میں ڈال خیمہ کا کام دے سکتی ہے
۷۰	سفر مدینہ کے لئے کچھ مٹھائی	..	اور نمکین چیزیں (مکہ معظمہ سے)
۷۱	ریزگاری	—	بمبئی سے مکہ معظمہ تک کے لئے۔ مکہ معظمہ میں تانبہ کا سکہ ہندوستان کا نہیں چلتا۔

مندرجہ بالا اشیاء بمبئی یا کراچی سے بآسانی مہیا ہوسکتی ہیں۔

"سب سے زیادہ ضروری چیزیں"

الف - روپیہ - انگریزی - نوٹ - پونڈ سب کچھ بخوبی چلتا ہے۔ (ب) - خوش اخلاقی۔ (ج) - استقلال طبع اور ہمت۔ (د) - چستی و چالاکی۔ (ہ) عربی زباندانی - سونے پر سہاگہ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضروری التماس

جو فہرست اشیاء سفرنامہ کے آخیر پر دی گئی ہے وہ ہر ایک حاجی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ البتہ صاحب ثروت و دولت مند کے لئے ضروری و لازمی ہے۔ جو کم استطاعت و غریب حاجی ہوں۔ اُن کے لئے اُن اشیاء مندرجہ فہرست مشمولہ ہذا کا ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ جن کے نمبر شمار کے نیچے خط کھینچا گیا ہے۔

مؤلف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صحت نامہ اغلاط سبیل الرشاد یعنی سفرنامہ حجاز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	صالح	مصالح
۳	۱۱	کرم	مکرم
۳	۱۹	بج	حج
۴	۸	مراد علی	امداد علی
۵	۶	احلاق	اخلاق
۵	۱۳	مہتم	متہم
۶	۵	قافلہ کا قیام	قافلے کے قیام کا
۶	۶	صاحباں	صاحبان
۶	۲۳	عبدالوہاب	عبدالوہاب
۷	۴	تتیم	یتیم
۷	۱۱	قافلہ	قافلہ
۸	۲	لے جانے والے	لے جانے والی
۸	۷	صاز	جہاز
۸	۲۱	کیسا	کیا
۹	۱۷	ان کی کلارک	اِن کے کلرک
۱۰	۲۰	بندرگا	بندرگاہ
۱۲	۱۹	جا کھڑے	جا کر کھڑے
۱۳	۱۸	اودو کم کم	اردو کم
۱۴	۱۸	الاجباء	الاحیاء
۱۴	۲۰	حنازہ	جنازہ
۱۵	۱۰	جہاز کے بنے	جہاز کے دبنے
۱۶	۶	یہ	بہ
۱۶	۱۸	کرڑا	کپڑا
۱۶	۲۰	کرڑا	کپڑا
۱۷	۵	سو	ہو
۱۸	۷	مقامہ	مقاصہ
۱۸	۶	انعام	اقوام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۵	مناقرہ	منافرہ
۲۱	۸	۵	۵ تا
۲۱	۱۲	ہکھوس	ہکھسوس
۲۲	۱۷	باب	بابت
۲۲	۲۱	کیری	کبُرے
۲۲	۲۱	عشیر	غسیر
۲۳	۴	حجازی	حجازہی
۲۳	۱۶	بہلا	پہلا
۲۴	۲۲	مڈینہ	مدینہ
۲۵	۱۲	مسطح	سطح
۲۶	۷	اکثرت	اکثر
۳۳	۱۱	۳۱	۲۱
۳۶	۱۴	خلیفہ	نام ہونا چاہیئے
۳۶	۱۹	میری	ملٹری
۴۰	۱۳	عیی	جیسی
۴۲	۴	اتباعی	التابلی
۴۴	۲۱	۳۸ وقفے	۲۸ دقیقے
۴۴	۱۲	یستی	بستی
۴۴	۱۷	کمیہ	بکہ
۴۵	۱	نون	نؤن
۴۵	۱	با	یا
۴۶	۲	چول	چوبی
۴۷	۱۸	پاؤ	پاؤ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸	۱۲	کیے	کیجیے	۱۰۶	۷	سنہ ۱۳ ق	سنہ ۱۱ ن
۵۲	۱	.	رُزو	۱۰۷	۴	نیا لعین لتقیۃ اثنانیۃ	نباالعین عقیقۃ الثانیۃ
۵۳	۱۰	سکز	مرکز	۱۰۷	۱۱	الثانیہ	الثالثہ
۵۶	۴	سر	مصر	۱۰۷	۱۴	قابل غور ہے	بعد غور صحیح کیا جائے
۵۶	۹	موجود	موجودہ	۱۰۸	۵	سنہ ۱۹ ر	سنہ ۱۹ ھ
۵۸	۱۸	عالی	x	۱۰۸	۱۹	قرظیہ	قرنطیہ
۵۹	۱۸	ٹبے	ٹپیے	۱۰۸	۲۰	نقعب	نقیب
۵۹	۲۱	اٹک	ایک	۱۰۸	۲۰	مقعد	مقرر
۶۱	۱۸	کہا	کیا				
۶۱	۱۸	کبریب	کبریت	۱۱۱	۳	سے	ہے
۶۸	۲	پزالہ	پرنالہ	۱۱۱	۵	متائر	متاثر
۷۱	۱۸	کنندہ	کندہ	۱۱۱	۱۴	عراقات	
۷۲	۳	بچت	بچٹ	۱۱۲	۹	ٹھنل	ٹنل
۷۳	۱۷	نشنٹ	انشنٹ	۱۱۲	۱۰	ٹھنل	ٹنل
۷۵	۳	حیب	جب	۱۱۲	۱۹	سلاب	سیلاب
۷۸	۱	سیباڑیو	سیبڈیو	۱۱۴	۱۷	سیاوت	سیادت
۷۹	۵	پانی پانا نا	پانی پلانا	۱۱۶	۹	بینوع	ینبوع
۸۵	۱۹	ہرمجٹنی	ہزمجسٹی	۱۱۶	۹	ہرمجٹی	ہزمجسٹی
۸۵	۲۰	احمد	احد	۱۱۷	۳	لنا	لنا
۸۹	۴	کمر	مکہ	۱۱۷	۴	ہرمجبی	ہزمجسٹی
۸۹	۷	زمرم	زمزم	۱۱۷	۷	ہوکی	ہوگی
۹۸	۶	افاھہ	افاضہ	۱۱۷	۱۰	مینے	بینے
۹۸	۱۳	دادیان	وادیان	۱۱۷	۱۷	معلمئن	مطمئن
۹۸	۱۹	حتیٰ	حتیٰ	۱۱۸	۵	ہزدمجسی	ہزمجسٹی
۱۰۲	۶	غون	عون	۱۱۸	.	پلایا	ملایا
۱۰۵	۱۶	سنہ نبوت	سنہ ۱۰ نبوت	۱۲۱	۵	آئی تے	آتے تھے
۱۰۶	۴	سنہ ۱۲ ق	سنہ ۱۱ ن	۱۲۳	۸	اہک	ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۴	۱۰	قاطبین	قاطبیْن
۱۲۸	۱۶	منحطاط	انحطاط
۱۳۳	۴	قابل غور ہے	
۱۳۳	۱۸	فمن	ممّن
۱۳۴	۱	اُن اثر	اُن کے اثر
۱۳۷	۱۴	انباۂ	ابناۂ
۱۳۸	۱۵	متفرد	منفرد
۱۳۹	۲۰	خلفاء	خُلفاء
۱۴۰	۱۱	ـہ	عہ
۱۴۰	۱۷	ہی	بھی
۱۴۱	۴	ہُرن	بُڈن
۱۴۱	۱۳	الاحاشش	الاحابیش
۱۴۱	۱۷	الاحابیش کا سراغ	الاحابیش کا سراغ عہ
۱۴۱	۲۴	فتح مکہ پر مسلمان	عہ فتح مکہ پر مسلمان
۱۴۲	۱۶	کر جائے	ہو جائے
۱۴۳	۱	شر	×
۱۴۴	۴	مشہو	مشہور
۱۴۵	۲۲	ساتھا ہے	شاتھا ہے
۱۴۶	۱۰	نماز و اذان	اذان و نماز
۱۴۶	۱۵	عنائم	غنائم
۱۴۹	۲۵	انجز	انجز
۱۴۹	۱۵	وھدہ	وَعْدَہ
۱۵۰	۲۰	کرلیں	کریں
۱۵۰	۲۱	ندی کی وہ زمین	اُس ندی کی زمین
۱۵۴	۱۷	بنا یا یا	بنایا
۱۵۸	۵	کفایت کا سبق شعاری	کفایت شعاری کا سبق
۱۵۸	۹	دیکھا جاھو	دیکھنا چاہیے
۱۶۲	۱۳	وماء	دماء
۱۶۳	۱۹	فانقو	فاتقوا
۱۶۶	۵	کر	کی
۱۶۹	۱۰	ماں	ہاں
۱۶۹	۲۰	متحرک	مُتحرّک
۱۷۰	۱۷	غال	×
۱۷۰	۲۰	بعد	قبل
۱۷۱	۱۴	نے	کی
۱۷۱	۱۹	فسح	فصح
۱۹۷	۶	ناز	نماز
۱۹۹	۱۲	نمازوں	غاروں
۲۰۲	۱۸	ہر میجیٹی	ہز میجسٹی
۲۰۸	۵	لی	الی
۲۱۶	۱	مجیبر	مُجِیبر
۲۱۷	۸	السبیل	السُّبُل
۲۲۴	۹	ارشدہ	راشدہ
۲۲۹	۲	۸۲۰ ـشہ نے	۸۲۰ ـشہ میں
۲۳۱	۲	نبوک	تبوک
۲۳۵	۶	چینی کام	چینی کا کام
۲۳۷		الله ... محمد رسو	لَ الله محمد رسو
۲۴۱	۴	کہ	کو
۲۴۷	۱۱	جب مٹی	مٹی
۲۵۶	۱۵	الله	الله لہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفسیر القرآن

اردو

نیازمند

نے آج کل قرآن مجید کی ایک تفسیر اردو شرح میں اس التزام کے ساتھ لکھنی شروع کر رکھی ہے۔ کہ پہلے جن آیات کے متعلق احادیث مل گئیں۔ ان سے تفسیر کی گئی۔ اور جہاں حدیث نہ ملی۔ وہاں آثار صحابہ سے۔ غرضکہ احادیث نبوی اور آثار کے بغیر اس تفسیر میں اور کوئی کمزور روایت نہیں لکھی گئی۔ ساتھ ہی اس کے ان لوگوں کو دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ جنھوں نے کلام الہی کے متعلق کسی قسم کی تحریف سے کام لیا ہے

قصّہ مختصر

اگر خدا نے چاہا تو یہ تفسیر نہایت اعلےٰ اور اپنی نظیر آپ ہوگی۔ سیپارہ سیپارہ چھپکر خریدار صاحبان کی خدمت میں پہونچتی رہیگی اور بعد طبع قیمت تجویز ہوگی۔ اوس میں وی پی کر دیا جاویگا۔ خواہشمند اور اہل شوق احباب جلد تر درخواستیں ذیل کے پتہ پر راقم مؤلف کے نام بھیجدیں تاکہ جملہ اصحاب کے نام نامی درج رجسٹر ہوتے رہیں والسلام

ملنے کا پتہ

عبدالعزیز خلف مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عربی بول چال

حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری نے مصر، شام اور عراق کی سیاحت کے بعد عربی بول چال کا ایک مفید سلسلہ لکھنا شروع کیا جس کے دو حصے اب تک شائع ہو چکے ہیں

حصہ اول میں ابتدائی سبقوں کے مفردات لکھ کر پھر انکے کثیر الاستعمال جملے مرتب کئے ہیں۔ سوال جواب کا ایک طولانی سلسلہ۔ موالید ثلاثہ اور موسموں کے اختلافات بخوبی مذکور ہیں۔ ہر جملے کے مقابل میں کا بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا گیا ہے۔ خاتمہ پر ۲۰۰ لفظوں کی فرہنگ معہ ترجمہ اردو و انگریزی کے شامل ہے۔ قیمت فی جلد بارہ آنے (۱۲/)

حصہ دوم میں اضداد کا استعمال غلط اسماء و افعال کی تصحیح۔ صفات کا اشتقاق مترادفات ناتمام جملوں کی تکمیل مقدم موخر لفظوں کو ترتیب دینے عربی عبارات کے مطالب کو عربی کے ذریعے ادا کرنے۔ مختلف عبارتوں کو بہ تغیر و تبدل لکھنے کا طریق معہ ترجمہ درج ہے ان مطالب کے علاوہ اس میں مضامین ذیل شامل ہیں (۱) مصر و شام کے اخباروں کا انتخاب (۲) مصر و شام کے علماء و تاجروں کی خطوط (۳) گیارہ سو الفاظ جدیدہ کی فرہنگ۔ قیمت فی جلد بارہ آنہ ۱۲/

کتاب الصرف اس کتاب میں عربی صرف کے ضروری مسائل میزان الصرف سے لیکر شافیہ تک درج ہیں۔ جملہ مضامین سبقوں میں منقسم ہونے کے ساتھ امثلۂ مشقی و سوالات انتخابی بھی درج ہیں۔ قیمت بارہ آنہ ۱۲/

کتاب النحو اس کتاب میں عربی نحو کے ضروری مسائل نحو میر سے لیکر کافیہ تک درج ہیں سبقوں کی تقسیم اور امثلۂ مشقی و سوالات انتخابی کا التزام کتاب الصرف کے مطابق ہے۔ سبقوں کے بعد کچھ غلط جملے بغرض تصحیح بھی دئے گئے ہیں قیمت فی جلد ۸/

سفر نامہ بلاد اسلامیہ یہ دلچسپ سفرنامہ حافظ عبدالرحمن صاحب مشہور سیاح امرتسری نے ملک مصر و شام اور روم میں ایک عرصہ قیام کرنے کے بعد مرتب کیا۔ اس میں مصریوں اور ترکوں کی عادات و اطوار۔ طریق معاشرت۔ طرز تعلیم۔ مقامات قابل سیر۔ خصوصاً ملکی انتظام و فوجی حالات اور سلطان المعظم کے عہد کی ترقیات مفصل طور پر بیان کی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد ۱۲/ عہ

ملنے کا پتہ: شیخ امام بخش گھڑی ساز و منیجر ایجنیشن ایجنسی انارکلی لاہور نیز دفتر رحمۃ للعالمین عطر والا دروازہ پٹیالہ گورنمنٹ سے مل سکتی ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست کتب دفتر رحمۃ للعالمین عطروالہ دروازہ پٹیالہ گورنمنٹ

مصنفہ

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری

رحمۃ للعالمین حصہ اول	عا/	رحمۃ للعالمین حصہ دوم	للعہ/
سفرنامہ حجاز بمعہ تصویرات	عا/	والصلوۃ والسلام	۴/
غایت المرام	۸/	تائید الاسلام	۸/
معراج المومنین	۶/	کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے	۴/
مہر نبوت	۳/		
برہان	۲/	استقامت	۳/
ایک عرض	۱/	انجیلوں میں خدا کا بیٹا	۲/

1157

مصنفہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری

کتاب الصرف	۱۲/	کتاب النحو	۸/
عربی بول چال حصہ اول	۱۲/	عربی بول چال حصہ دوم	۱۲/
سفرنامہ بلاد اسلامیہ	عہ		

ملنے کا پتہ

خلیفہ شیخ ہدایت اللہ مینجر دفتر رحمۃ للعالمین عطروالہ دروازہ پٹیالہ

دفتر ہذا کی ایجنسی بمبئی - کلکتہ - دہلی - لاہور - امرتسر - لدھیانہ - لکھنؤ [illegible] - بنگلور چھاؤنی - جالندھر میں بھی ہیں

تاجروں کو ایک سو روپیہ کی خریداری کا آرڈر آنے پر کمیشن دیا جائیگی۔